اصلاح

نمبر ۱۱ | ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۷ ہجری | جلد ۴۲

مدیر

جناب مولانا السید علی حیدر صاحب قبلہ دام برکاتہم



دار الاشاعت

کھجوا (صوبہ بہار)

چندہ سالانہ خاص ہمدردوں سے پانچ روپیہ مع محصول ڈاک

چندہ سالانہ عام خریداروں سے تین روپیہ

بیرون ہندوستان والوں سے [illegible] روپیہ

(کاتبہ سید علی احمد رضوی گوپال پوری)

مکرر پرچہ نہیں جاسکتا

بعض ہمدردان اصلاح اپنے پرچوں کی پوری حفاظت نہیں کرتے اور سال ختم ہونے پر دفتر اصلاح میں شکایت کرتے ہیں کہ اتنے نمبر نہیں ملے مکرر فوراً بھیجدیجئے۔ ان کل حضرات سے التماس ہے کہ مسبوقت رسالہ پہونچا کرے پڑھ کر اگر صندوق یا الماری میں مقفل کرکے بند کردیا کریں تو کوئی نمبر ضائع نہ ہو۔ ہاں ایک نمبر پہونچنے پر اگر ہمیں معلوم ہوگا کہ قبل کا نمبر نہیں ملا تو وہ مکرر روانہ کردیا جائیگا۔ مگر دو تین نمبروں کے بعد قبل کا نمبر طلب کیا جائیگا تو نہیں جاسکتا۔ مثلاً نمبر ۵ پہونچنے پر اگر لکھا کہ نمبر ۴ نہیں ملا تھا تو مکرر بھیجدیا جائیگا لیکن اگر نمبر ۳ یا ۲ طلب کیجئے گا تو وہ نہیں جاسکتا۔ بلکہ اس کیلئے فی نمبر ۸ر قیمت آپ کو بھیجنی پڑے گی۔

جو لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ بدلجاتے ہیں

وہ فوراً دفتر اصلاح میں بھی اپنے جدید پتے کی اطلاع دیدیا کریں ورنہ ان کا رسالہ اصلاح سابق پتے پر جاتا رہیگا اور پھر دفتر سے مکرر نہیں بھیجا جائیگا اکثر حضرات اسکی پابندی نہیں کرتے جس سے دفتر کو بڑی پریشانی ہوتی ہے۔

۱۳۵۷ھ ہجری کا چندہ اصلاح

۱۳۵۶ھ و ۱۳۵۷ھ ہجری کا چندہ اصلاح جن حضرات نے ابتک نہیں بھیجا وہ فوراً بذریعہ منی آرڈر روانہ کرکے شکرگزار کریں ورنہ آئندہ نمبر ضرور وی پی روانہ کیا جائیگا جس میں آپکا ۳ر پیسہ فضول خرچ ہوجائیگا۔ بہت حضرات وی پی پہونچنے پر شکایت کرتے ہیں کہ وی پی کیوں بھیجدیا خط لکھکر چندہ کیوں نہیں طلب کیا۔ ان سب کی خدمتیں التماس ہے کہ دفتر میں اتنے محرر نہیں ہیں کہ ہر شخص کو طلب چندہ کا خط لکھیں اور نہ اتنا مال ہے کہ ہر شخص کو ۳ر کا پوسٹ کارڈ بھیجا جایا کرے۔ پس اس اطلاع کو آپ حضرات کارڈ خیال کرکے فوراً اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمادیں کہ وی پی بھیجنا ہمارے لئے بھی بڑی مصیبت ہے۔

ناول جوہر قرآن و سوانح عمری حضرت عمر

دفتر اصلاح کے مشہور دلچسپ ناول تصویر عزا کے ختم ہونے پر برابر فرمائشیں آرہی ہیں مگر ہم بھیجنے سے مجبور اور وہ حضرات اسکے دیکھنے کیلئے بیچین ہیں۔ اسی طرح جو حضرات اسی وقت سے رسالہ اصلاح کے خریدار نہیں ہونگے اور ناول جوہر قرآن و سوانح عمری خلیفۂ دوم ختم ہونے پر طلب کرینگے تو بہت افسوس کرینگے۔ پس جلد علم دوست حضرات اصلاح کے خریدار ہوجائیں۔

ہندو پنڈت کا رسالہ خلافت

ایک ہندو پنڈت ہرنام صاحب نے مسئلۂ خلافت و امامت پر وہ زبردست تحریر شائع کی ہے جس سے بھی مذہب شیعہ کی حقیت مثل آفتاب روشن ہورہی ہے۔ اس رسالہ نے ہزاروں اہلسنت میں زلزلہ ڈالدیا۔ رسالہ اصلاح کو وہ جدید خریدار دیکر یہ کتاب مفت طلب کیجئے۔ المشتہر منیجر اصلاح کھجوا۔

اردو تفسیر قرآن

نہایت تحقیق وجامعیت سے شائع ہورہی ہے آجتک ایسی تفسیر اردو زبان میں نہیں چھپی تھی۔ صرف دو روپیہ سالانہ میں، ۴۸ صفحہ ماہوار آپکے پاس پہونچتی رہیگی جلدی طلب کیجئے۔ ورنہ دوبارہ اسکا چھپنا دشوار ہوگا۔ المشتہر مدیر دائرہ تحقیق کھجوا۔

فہرست مضامین اصلاح نمبر ۱ جلد ۴۲

نمبر شمار	مضمون	راقم	صفحہ
(۱)	الحمد للہ والشکر لہ	مدیر	۲
(۲)	ریاست حیدرآباد اور شہر لکھنؤ کی ہمدردی اصلاح	”	”
(۳)	رسالہ تفضیل امیر المومنین ع	”	”
(۴)	جوہر قرآن و سوانح عمری کی اہمیت	”	”
(۵)	انگریزی میں مسئلہ تبرا	”	۳
(۶)	یاد ماضی (نظم)	منقول	”
(۷)	حضرت ظہور الملۃ والدین طاب ثراہ	مدیر	۴
(۸)	قطعہ تاریخ وفات حضرت ممدوح طاب ثراہ	مولوی سید مرتضی حسین صاحب لکھنوی و مولوی سید باقر صاحب لکھنوی	۵
(۹)	اسکولون کالجون مین لڑکون اور لڑکیون کی تعلیم کا نتیجہ	منقول	۶
(۱۰)	تقریظ	مینجر اصلاح	۷
(۱۱)	اخبار غم	”	۸

الحمد للہ والشکر لہ

خدائے کریم کے احسانات اور تفضلات کا کسی طرح شکریہ ادا نہین ہو سکتا کہ اس نے اپنے دین مبین کے خادم رسالہ اصلاح کو زندہ رکھا اور اس سال کا گیارہوان نمبر بھی محض اپنی قدرت کاملہ سے شایع کرادیا۔ ہم تو اس کی زندگی سے تقریباً مایوس ہو رہے تھے کیونکہ سیلاب کے نقصانات کی اب تک تلافی نہین ہوسکی۔ ایک طرف اس کی فکر کہ مکانون کو کس طرح درست کیا جائے دوسری جانب اسکا تردد کہ اصلاح کے کاغذ کا سامان کس طرح کیا جاے کہ اس کے بقیہ نمبر جلد جلد شایع ہو کر اپنے ہمدردون تک پہونچ جائین مگر منعم حقیقی کو اپنے بندون کا خیال زیادہ رہتا ہے۔ قوی امید ہے کہ وہ سب کا انتظام کردے گا۔ اور اوسی کی رحمت کاملہ نے ابتک اصلاح کو خدمت دین وملت مین مشغول رکھا۔

ریاست حیدرآباد و بشہر رنگون کے ہمدردان اصلاح

ارحم الراحمین کا یہ فضل بھی ہوا کہ اس نے ان دونون مقامون کے مخصوص ہمدردان اصلاح کو بھی اس کی پریشانیون کی جانب متوجہ کردیا ہے۔ حیدرآباد مین متعدد حضرات نے رسالہ اصلاح کی مختلف عنوان سے مدد کی۔ جدید خریدار بھی دئیے۔ کچھ کاغذ کا سامان بھی کیا اور اس کے ساتھ ایک خاص کتاب کے چھپنے مین بھی کوشش اور مدد کی۔ اسی طرح رنگون کے بعض ہمدردان نے اپنی قدیم دریادلی کا ثبوت دیا اگر ان حضرات کی اجازت ہوتی تو ہم سب کا نام بنام شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتے۔ خداے کریم سب کو جزاے خیر دے اور بارہوین نمبر کے کاغذ کا سامان بھی جلد کردے اور آیندہ سیلاب کی مصیبت عظمی سے ہم لوگون کو محفوظ رکھے اور رسالہ اصلاح کو بھی کل آفات سے بچائے۔

رسالہ تفضیل

ریاست حیدرآباد دکن کے ایک عالم جلیل اہلسنت کا مضمون "مسئلہ تفضیل" اخبار سرفراز لکھنؤ مین شایع ہوا تھا مناسب معلوم ہوا کہ اوس کو اصلاح کے ساتھ بھی کتابی صورت مین شایع کرادیا جائے۔ خدا ممدوح کو جزاے خیر دے کہ آپ نے دریا کو کوزے مین بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہمدردان اصلاح اس رسالہ کو بھی حفاظت سے رکھین کہ انشاء اللہ اس سے بہت کام نکلے گا اس وجہ سے اس نمبر مین سوانح عمری خلیفہ دوم اور جوہر قرآن کے صفحات کم شایع ہو سکے۔

جوہر قرآن و سوانح عمری خلیفہ دوم کی اہمیت

خدا کے فضل وکرم سے برابر ان دونون کتابون کی مدح وثنا مین بکثرت خطوط آتے رہتے ہین۔ جناب مولوی سید رضا حیدر صاحب ہیڈ مولوی ضلع فیروزپور سے لکھتے ہین "حامی ملۃ حقہ زاد عنایتکم۔ سلام علیکم۔ حقیقت مین جناب نے وہ کام کیا ہے جو شاید علما کی ایک جماعت برسون کی محنت کے بعد بھی نہ کرسکتی۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء" جناب سید حسن علی شاہ صاحب مشہدی فیروزپور سے لکھتے ہین "خلیفہ صاحب کی سوانح عمری کا شایع شدہ حصہ قبول ایمان وحد آفرین ہے جزاک اللہ" جناب آغا شیر احمد خانصاحب تحصیلدار پانی پت سے لکھتے ہین "فی الحقیقت رسالہ اصلاح رد اعتراضات

مخالفین و تبلیغ مذہب حقہ اثنا عشریہ مین ایک لاجواب رسالہ ہے خصوصاً اس زمانہ پر آشوب مین اس کی اشد ضرورت ہے خدا آپ کو جزاے خیر عطا فرمائے" جناب سید علی جان صاحب کلکتہ سے لکھتے ہین" ماشاءاللہ آپ کی تحریر کو کیا کہنا. دراصل زبان کو طاقت کہان جو تعریف کر سکے. جوہر قرآن پر جن صاحب کی نظر پڑتی ہے گویا جان آجاتی ہے. بے شک جوہر ہے" جناب سید امیر حیدر صاحب گلاس مرچینٹ بمبئی سے لکھتے ہین" مولانا و مقتدانا جناب قبلہ و کعبہ مدظلہ. بعد آداب و تسلیم گذارش ہے کہ کمترین جناب کی جملہ تالیفات و تصنیفات مع رسالہ اصلاح والشمس کا عرصہ درازت دلدادہ بلکہ عاشق ہے مگر افسوس کچھ روز سے ہر دو رسایل نے بطور انداز معشوق اپنا سچا شیدائی سمجھ کر ذرہ کج روی سے کام لینا شروع کر دیا ہے... پروردگار عالم اصلاح و الشمس کا طلوع بجاے. سہ یوم کے. ۲۴ گھنٹے مین کر دے اور ان کے سرپرست صاحب کو جملہ فارغ البالیونکے ساتھ عمر نوح عطا فرماے آمین.... دل تو یہ چاہتا ہے کہ دنیا کے تمام جن و انس خریدار اصلاح بن جائین اور ہماری طرح انتظار کی گھڑیان حالت کرب مین لبسر کیا کرین تاکہ اپنی تسکین کا سبب ہو"

انگریزی فیصلہ تبرا

اصلاح نمبر ۷ و ۸ مین ہم نے لکھا تھا کہ فیصلہ تبرا اردو زبان مین شایع کر دیا گیا. مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل انگریزی بھی بعینہ شایع کر کے کل ناظرین اصلاح تک پہونچا دیا جاے کہ آیندہ اس سے بڑے بڑے کام نکلین گے" شکر ہے کہ جونپور کے ایک ہمدرد رسالہ اصلاح نے اس کی پوری نقل کرا کے دفتر اصلاح مین بھیج دیا. جو ٹائپ پر ۴۷ صفحہ مین آگیا ہے. دفتر اصلاح اس کو جلد از جلد شایع کرنا چاہتا ہے مگر چونکہ یہان انگریزی پریس نہین ہے کسی دوسرے مقام سے چھپوانا ہوگا. جونپور مین اسکے مصارف طبع کا تخمینہ ایک سو پچیس روپیہ کیا گیا ہے اس وجہ سے اس کی قیمت چار آنہ فی جلد رکھی جائے گی. اگر صرف پچیس حضرات اس کے بیس بیس نسخون کے خریدار ہو کر پیشگی قیمت پانچ پانچ روپیہ روانہ کر دین تو آسانی سے ماہ محرم کے اندر انگریزی رسالہ بھی چھپ جاے اور مومنین تک پہونچ جاے. غالباً پانچ روپیہ کی رقم ایسی ہلکی ہے کہ اصلاح کے اکثر ہمدرد اس کا انتظام آسانی سے کر دے سکتے ہین جن حضرات کو اسکی خواہش ہو وہ جلد قیمت روانہ کرین تاکہ کام شروع کر دیا جاے

یاد ماضی

از محترمہ جمیلہ خاتون صاحبہ جمیلہ ساکن کلکتہ

اے مسلمان تو زمانہ مین بہت ممتاز تھا اے مسلمان ہر جگہ تو صاحب اعزاز تھا ہوش اُڑتے تھے جہان کی تیری ہمت دیکھ کر
وہ زمانہ یاد کر جب مایل پرواز تھا سرنگون تھے قیصر و فغفور تیرے سامنے سچ بتا تیرے علاوہ کون یون ممتاز تھا
تیرہوتے تھے تصدق تیرے حسن خلق پر دلربا انداز تھا جو بھی ترا انداز تھا یاد کر کیا تجھ مین پہلے قوت تسخیر تھی
ذرہ ذرہ اس جہان کا تیرا ہم آواز تھا منکشف تو نے کئے اسرار ہستی دہر پر سچ تو یہ ہے تو زمانہ مین سراپا راز تھا
ہوش کر غافل سنبھلنے کی ضرورت ہے تجھے آج بھی بن جاو ویسا جیسا کہ تو جانباز تھا ہے جمیلہ کی دعا پھر سنا نغمے وہی
جن کے سننے کو زمانہ گوش برآواز تھا. (منقول)

حضرت ظہور الملۃ والدین طاب ثراہ

آہ آہ کیسے لکھیں اور کیونکر بیان کرین کہ دنیاے اسلام مین پھر نہایت ہی سخت سانحہ پیش آگیا عالم ایمان مین زلزلہ پڑگیا۔ آفتاب علوم وکمالات گہن مین آگیا۔ علوم دینیہ یتیم۔ اہل علم وفضل بے پناہ ہوگئے۔ اس بزرگ کا سایہ اوٹھ گیا جو دین کا حامی۔ اسلام کا محافظ۔ علوم ومعارف کا ناشر۔ علما ومجتہدین کا پشت وپناہ۔ اساتذہ کا سہارا اور طلاب علوم کا مربی تھا۔ قلم مین طاقت نہین کہ اس مصیبت کی تصریح اور دل مین طاقت نہین کہ اس آفت کو ظاہر کرسکے کیونکہ ہوش وحواس غائب ہین۔ دماغ مختل ہو رہا ہے اور کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا کیا جاے اور کیونکر کیا جاے۔ کہنے کو ایک بزرگ کا سایہ اوٹھا مگر حقیقت مین سیکڑون علما وحکما کی جگہ خالی ہوگئی۔ دیکھنے کو ایک مجتہد نے رحلت فرمائی لیکن واقعہ یہ ہے کہ سیکڑون محققین ومجتہدین کا مجمع پراگندہ ہوگیا وہ عظیم الشان ہستی دنیا سے اوٹھ گئی جس کے تبحر علمی کا مثل ونظیر شاید ہی پھر پیدا ہوسکے۔ وہ استاذ الکل فی الکل چل بسا جس کی جامعیت کا کوئی شخص نہ عراق مین سنا گیا نہ مصر مین نہ عرب مین نہ عجم مین جس پر ہندوستان کو ناز تھا اور بجا ناز جس پر شیعی دنیا کو فخر تھا اور بہترین فخر جسکے فضل وکمالات پر اغیار مبہوت ہو جاتے جس کے سامنے دوسری قومون کے تعلیم یافتہ حضرات بھی طفل مکتب معلوم ہوتے تھے۔ جو منطق وفلسفہ وہیئت ونحو وصرف وادب ومعانی وبیان وفقہ واصول وکلام وتفسیر وتاریخ ورجال سب کا خزانہ تھا جو ان علوم مین ان کے بڑے بڑے مصنفین کا بھی استاد معلوم ہوتا تھا جو علوم نقلیہ عقلیہ کے زبردست استادون کا بھی استاد نظر آتا تھا جس بزرگ کے متعلق اس کا فیصلہ ہی نہین ہوسکا کہ کس علم مین کمزور ہین جس کے بارے مین اس کا اندازہ نہین ہوسکا کہ دنیاے بحث وفکر مین کوئی شخص بھی اس سے بڑھ سکتا ہے۔ جس بزرگ کی معلومات کی یہ حالت تھی کہ اگر فن نحو کا مسئلہ پیش آجاتا تو طلاب وعلما کو وہم ہونے لگتا کہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی پوری عمر اسی کی تحقیقات مین صرف ہوئی ہے اور اگر ادب کی بات نکل آتی تو ایسے افادات فرماتے کہ سننے والے سمجھتے آپ کی کل زندگی صرف شاعری اور نظم ونثر مین بسر ہوئی اگر اصول وفقہ کی بحث آجاتی تو وہ تحقیقات ذکر فرماتے کہ معلوم ہوتا آپ ابتداے عمر سے آخر وقت تک نجف اشرف مین رہے ہین اگر علم کلام کا ذکر آجاتا تو دیکھنے والے خیال کرتے صرف اسی موضوع مین آپ آج تک مشغول رہے ہین اور اگر تفسیر وتاریخ سے متعلق بیان ہوتا تو شبہ ہوتا آپ اور علوم سے علیحدہ ہین منطق وفلسفہ کا تو ذکر ہی نہین معلوم ہوتا تھا کہ علماے منطق وحکمت کی کل باتین آپ کو حفظ ہوگئی ہین یعنی حضرت اعلم العلماء اشرف الفقہاء افضل الحکماء سلطان المحققین سید المتکلمین عماد المجتہدین حجۃ الاسلام والمسلمین آیۃ اللہ فی العالمین استاذ الکل فی الکل سیدنا ومولانا آقا سید ظہور حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ مجتہد لکھنؤ نے ۱ ذی قعدہ کو انتقال فرمایا اور ہزارون طلاب علوم بلکہ سیکڑون علما وفضلا کو اپنے ماتم مین سوگوار بنا گئے۔ مگر مشیت ایزدی مین کیا چارہ ہے۔ فصبر جمیل

قطعۂ تاریخ سال ہجری

وا دریغا حامی دین فخر ملت منطقی　　فلسفی و افقہ عالم ظہیر المسلمین
آفتاب علم منطق ماہتاب فلسفہ　　رفت از دنیا کزین رخنہ فتادہ بر زمین
بود خوش خلق و کریم النفس و عالی مرتبت　　عالم کامل چنین دیدم نہ بالائے زمین
از فضائے قالبش رنگ حیاتی چون پرید　　آمدند ارواح معصومین نزدش بالیقین
چون سپرد خاک شد نعشش برائے کربلا　　کرد استقبال روح او کراماً کاتبین
چون رسیدہ روح پاکش از جہان اندر جنان　　گفت حور العین طبتم فادخلوہا خالدین
از فیوض ذات پاکش در وفور شوقہا　　از ریاض علم او صدہا بعالم خوشہ چین
گاہ دادے درس علم و گہ نمودے وعظ و پند　　در بنائے شیعہ کالج می نمودے کار و متین
رفتہ از دار فنا چون سوے گلزار بقا　　بے پدر گشتند دردا طالبان علم دین
وای ہنگامے کہ محشر شد بپا در لکھنو　　مبتلائے رنج و غم گشتند جملہ مومنین
مرتضیٰ چون سال رحلت خواست از رضوان خلد　　گفت طوبا داد رب العالمین خلد برین
۱۳۵۷ ھ

قطعۂ تاریخ سال عیسوی

ہزار افسوس آن علامۂ دین ماحی بدعت　　پریدہ طائر روحش نشیمن ساخت در جنت
ظہور علم و عرفان بود از ذات ہمایونش　　مدام از ذات والایش پئے ترویج دین نصرت
بعلم منطق و ہم فلسفہ استاد کامل بود　　نبودہ کس بمثلش یکہ تاز عرصۂ حکمت
باخلاق و مروت ہم سپہر جود او ماہے　　نہ مثل او فقیہ و عالم و عیلم درین ملت
منور درسگاہ علم از انوار او بودہ　　ولے از رحلتش وہ وا مبدل گشت از ظلمت
تن پاکش بخواب اندر لحد تابان مثال مہ　　رسیدہ روح او در خلد زیر سایۂ رحمت
وجود او بنائے اسلام بودہ قلعۂ محکم　　دریغا منہدم گشتہ ببین از دیدۂ عبرت
ز مرگش رخنہ افتاد در قصر منیع دین　　تلافیش بلند است از حد تعمیر [illegible]
چون رحلت کرد از دنیا بسوے جنت الماویٰ　　مسرت دور شد از قلب حکمت خیمہ زد کلفت
بفکر سال رحلت بود مختصر چون بدے کامل　　صدائے از فلک آمد غروب نیر ملت
۱۹۳۸ ء

اسکولون کالجون مین لڑکون اور لڑکیون کی تعلیم کا نتیجہ

قرآن مجید بانی فطرت کا کلام ہے جو انسان کی دو صنفون (مرد و عورت) کے طبعی تقاضے کو خوب جانتا ہے۔ اس لئے اس نے اس خرابی کی بندش کے لئے جو ان دونون کے ناجائز ملاپ سے پیدا ہوتی ہے خاص احکام جاری کئے ہین۔ لیکن جو لوگ فطرت کے خلاف چلنے والے ہین وہ فطرت کے تقاضے کو ہنسی و مذاق سمجھتے ہین۔ غیر مسلم اخبارون مین یہ لفظ (پردے کی لعنت) عام طور پر بولا اور لکھا جاتا ہے۔ مغرب زدہ مسلمان بھی پردے کی مخالفت کرتے ہین پس یہ دونون گروہ (پردہ در مسلم و غیر مسلم) واقعات زمانہ غور سے دیکھین اور سنین۔ اسکولون اور کالجون کی لڑکیون نے لڑکون کی حرکات ناشائستہ کی شکایت گاندھی جی کے پاس بھیجی ہے۔ جس کے جواب مین گاندھی جی نے اپنے اخبار مین دونون گروہونکو نصیحت فرمائی ہے اسے ہم آریہ گزٹ سے نقل کرکے ناظرین تک پہونچاتے ہین

"مہاتما گاندھی جی نے ہریجن کی تازہ اشاعت مین نوجوانون کے اندر جو نئی وبا آرہی ہے اسکے متعلق کڑی نکتہ چینی اور افسوس کا اظہار کیا ہے اور وہ پڑھے لکھے نوجوان خصوصًا کالجیٹ لڑکون کیطرف سے لڑکیون کی متعلق اس برے بھاؤ۔ مہاتما جی نے اس بڑھتی ہوئی بد اخلاقی کی روک تھام کے اُپائے بھی لکھے ہین کہ لڑکیون کو خاموش نہین رہنا چاہئے۔ اس قسم کے تمام واقعات اخبارات مین شائع کرانے چاہئین جہان ایسے شرارتیون کے نام معلوم ہون وہان ان کے نام بھی ظاہر کرنے چاہئین۔ ایسے معاملات مین شرارتیون کا بھانڈا پھوڑنے مین کوئی شرم یا جھوٹی حیاداری نہین ہونی چاہئے۔ عام شرارتونکی روک تھام کے لئے رائے عامہ سے زیادہ موثر اور کوئی چیز نہین۔ بدمعاشی اور گناہ ہمیشہ تاریکی مین پرورش پاتے ہین۔ جب ان پر روشنی ڈالی جاوے تو وہ دور ہو جاتے ہین۔

جہان مہاتما جی نے نوجوانون کے اس فعل کو کوسا ہے وہان انہون نے لڑکیون مین بڑھتی ہوئی فیشن پرستی کو بھی کوسا ہے۔ انہون نے ان کے متعلق فرمایا کہ دور حاضرہ کی لڑکیان ایک درجن راجھون کی ہیر بننا چاہتی ہین۔ وہ رومان کی شیدائی ہین۔ وہ اپنے آپ کو ہوا بارش اور سورج سے بچانے کے لئے پوشاک نہین پہنتین۔ اس لئے کہ وہ لوگون کی کشش کا باعث بن جاوین وہ اپنے آپ کو غازہ اور سرخی وغیرہ سے چپڑ کر اپنی صورت مین نزاکت پیدا کرنی چاہتی ہین۔

ہمارے خیال مین آج کل لڑکے اور لڑکیون کی جو تربیت ہو رہی ہے یہ سب اسی کے ہی پھل ہین جب تک انہین اصل ہمہ پیاری سادہ جیون اور دھرم بھاؤ کی تربیت نہ دیجاویگی یہ شکایتین دور نہ ہون گی۔" (آریہ گزٹ لاہور مدیر ۔ ۴ جنوری ۱۹۳۹ء)

اہلحدیث ۱۔ گاندھی جی نے لڑکیون کو جو نصیحت کی ہے ہمارے خیال مین وہ بجاے مفید ہونیکے مضر ہوگی اگر کسی اسکول یا کالج مین لڑکیون نے اپنی شکایت اخبارون مین شایع کرا دی کہ ہمارے اسکول یا فلان اسکول کے لڑکے ہمارے ساتھ ناشائستہ حرکات کرتے ہین خطرہ ہے کہ اس شکایت سے اگر پہلے پانچ لڑکے ہون گے تو اس کے بعد دس ہو جائین گے۔ اسی طرح بڑھتے بڑھتے لڑکے اور لڑکیون مین تعارف پیدا ہو جائے گا۔ اخبارات مین جس قدر زیادہ شکایت ہوگی اسی قدر عشق بازی کی آگ زیادہ تیز ہوتی جائیگی لڑکے اپنی شرارت مین یہان تک ترقی کر جائین گے کہ گاندھی جی کی نصیحت کا جواب ان لفظون مین دین گے ۔ بل بے خود بینی زاہد کہ تیرے دیکھنے کو ۔ منع کرتا ہے لو یہ اور تماشا دیکھو۔

عربی مین ایک مقولہ ہے "المرء یقیس علیٰ نفسہ" آدمی دوسرے کو بھی اپنے نفس پر قیاس کرتا ہے۔ گاندھی جی کی یہ نصیحت اسی مقولے پر مبنی ہے وہ سمجھتے ہین کہ جس طرح مین نفس کش ہون اسی طرح نوجوان بھی نفس کش ہون گے کہ میری نصیحت سن لین گے۔

گاندھی جی نے لڑکیون کی پوشاک کے متعلق جو شکایت کی ہے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے دنیا کے مصلح اعظم یہی فرما گئے ہین۔ رب کاسیۃ عاریۃ لباس پہننے والی کئی عورتین در اصل ننگی ہین۔

اس اقتباس کے اخیر مین یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ موجودہ تربیت ہی اس خرابی کی بنیاد ہے۔ غنیمت ہے کہ اس حقیقت کا اعتراف ہوا ہے۔ آج سے چند سال پہلے جب علماء اسلام ایسا کہتے تھے تو انکا مذاق اڑایا جاتا تھا آج ہنسی کرنے والون کے منہ سے بھی وہی بات نکلی ہے۔ سچ ہے ع کی میرے قتل کے بعد اُسنے جفا سے توبہ

بے پردہ ور مسلمو! مستورات کو مکشوفات بنانے والو! بانی فطرت اور عالم الغیب کی تعلیم سے بے اعتنائی برتنے والو واقعات دنیا کو گہری نظر سے دیکھو اور نصیحت پاؤ ورنہ ۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

تقریظ

(۱) مسئلہ خلافت وامامت حصہ پنجم۔ یہ رسالہ امامیہ مشن لکھنؤ کی اکسٹھوین دینی خدمت ہے اس کے پہلے خلافت و امامت کے چار حصے شایع ہو چکے ہین۔ اس سلسلہ مین سب سے آخری مضمون وہ آزاد خیال شیعہ کا تھا جس کی پہلی قسط رسالہ نگار لکھنؤ نے شایع کی تھی اور وہ امامیہ مشن کی جانب سے حصہ چہارم کی صورت مین پیش کی گئی اس کے بعد کسی مصلحت سے نگار مین اس کی دوسری قسطین شایع نہین کی گئین لیکن معزز اخبار سرفراز نے اس کی دوسری قسط کو آزاد خیال شیعہ سے حاصل کر کے رجب نمبر مین شایع کر دیا پھر بھی وہ مضمون مکمل نہین ہو سکا تھا۔ اب سکرٹری صاحب امامیہ مشن نے آزاد خیال شیعہ سے اس کے بقیہ حصہ کو بھی حاصل کر لیا ہے اور اس رسالہ مین وہ پورا مضمون شایع کر دیا ہے جو چھوٹی تقطیع کے ۴۸ صفحون مین تمام ہوا ہے قیمت ۱؎ اور محصول ڈاک ۱؎ مشن مذکور کی یہ خدمت بھی قابل قدر ہے۔ خداے کریم اس کے سرپرست اور کارکنون کو جزاے خیر عطا کرے

کہ بہت ضروری دینی خدمات کو انجام دے رہے ہین۔ امامیہ مشن لکھنؤ سے طلب کرین۔

(۲) فلک النجاۃ۔ عالم جلیل و فاضل نبیل جناب مولوی حکیم امیر الدین صاحب ساکن چک جلال الدین ڈاکخانہ چیلا ضلع جھنگ نے جو پہلے سنی تھے اور کمال تحقیق کے بعد شیعہ ہو گئے اپنی تحقیقات کو کتاب فلک النجاۃ مین شایع کر دیا ہے جس کے تین حصے پہلے شایع ہو چکے ہین۔ حال مین اس کا چوتھا حصہ تذنیب التعلیقات بھی شایع کیا ہے جو ۴۰۸ صفحہ مین تمام ہوا ہے جس مین بکثرت مضامین مناظرہ کے متعدد و جدید حوالے اور دلیلین نہایت خوبی سے جمع کر دی ہین۔ آپ نے اس کتاب کے یہ چارون حصے ایسی جامعیت و تحقیق و تفصیل سے لکھے ہین کہ اختلافی مسایل سے شاید ہی کوئی مسئلہ رہ گیا ہو جس کے کل ادلہ عقلیہ و نقلیہ تشفی بخش نہ ہون ضرور منگائیو اور حفاظت سے رکھئے۔ صرف ۸؍ کے ٹکٹ ممدوح کو بھیج کر طلب کرلین۔

(۳) تیسرا تبلیغی مرثیہ۔ جناب موجد صاحب نقوی سرسوی کے چند تبلیغی مرثیے پہلے شایع ہو کر قبول عام کی سند حاصل کر چکے ہین اب یہ تیسرا مرثیہ بھی اسی رنگ اسی شان اور اسی مذاق مین شایع ہو گیا جو جناب عباس علمبردار کے حالات مین ہے اور ۵۰ صفحہ مین شایع ہوا ہے اس پر علماے کرام کی تقریظ بھی ہے جس سے اس مرثیہ کا وزن بڑھ گیا ہے قیمت مرقوم نہین ہے غالباً ۴؍ ہو گی۔ جناب سید ناظر حسین صاحب موجد بک ڈپو بمبئی پوسٹ ۹ سے طلب کرین۔

(۴) ماہ نامہ۔ ہماری قوم کا یہ جدید ماہوار رسالہ ہے جو ادارہ علی کالج وزیر آباد نوگانوان ضلع مراد آباد سے ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ سے شایع ہونے لگا ہے اس کے مضامین اخلاقی تاریخی مذہبی اور ادبی ہوتے ہین نیز وہ مضامین جو قومی بیداری پیدا کرنے مین معین ہون ضخامت ۵۲ صفحہ ماہوار سالانہ چندہ صرف ۱۲؍ خدا کرے یہ رسالہ بھی پھولے پھلے اور قوم کے لئے مفید ثابت ہو۔

اخبار غم افسوس (۱) ہمارے قریبی بزرگ جناب خالی المحترم حکیم سید محمد ناظر صاحب مرحوم نے ۴ شعبان کو انتقال کیا اور زیادہ صدمہ اسکا ہے کہ اولاد نرینہ سے کسی کو نہین چھوڑا پہلے آپ بنارس کے مشہور طبیب تھے آخر عمر مین اپنے وطن کھجوا مین آکر رہ گئے تھے (۲) جناب سید غالب حسین صاحب مرحوم کی اہلیہ نے [illegible] کو انتقال کیا (۳) جناب سید غلام مصطفےٰ صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر آبکاری پنشنر کھجوا کی اہلیہ نے ۸ ذی قعدہ کو انتقال کیا ممدوح نے ان کی فاتحہ خوانی کے لئے تین بڑی مجلسین کین جن مین بنارس اور لکھنؤ کے واعظین نے خوب بیان کیا (۴) جناب سید تجمل حسین صاحب پروفیسر مسلم یونیورسٹی علیگڈھ نے ۱۲ شوال کو انتقال کیا (۵) جناب راجہ سید توکل حسین تعلقدار لوہ پور ضلع فیض آباد نے [illegible] انتقال کیا۔ یہ کل حادثے بہت دردناک ہین مگر مشیت ایزدی مین کسی کا کچھ بس نہین خداوند غفار سب کے درجات اعلیٰ کرے اور انکے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مومنین سورہ فاتحہ و توحید کا ثواب سب کی روحون کو ایصال کر کے خود بھی ثواب پاوین

مناکیر غیر محتملة - یہ ایسی مہمل اور لغو حدیثیں ہیں جن پر کسی کو تاب نہیں رہ سکتی ہے (میزان ج ۲ صـ ۹۵)

افضل امت

قال البغوی سمعتہ یقول افضل ھذہ الامة بعد نبیھا ابوبکر وعمر - علامہ بغوی نے کہا کہ میں نے عبدالرحمان سے سنا وہ کہتے تھے حضرت رسول خدا صلعم کے بعد اس امت کے افضل ترین اشخاص حضرت ابوبکر و عمر ہیں۔ اسکے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں قال ابو داؤد الف کتابا فی مثالب الصحابة رجل سوء - ابو داؤد کہتے تھے کہ اس شخص نے صحابہ کی برائیوں اور عیوب کے بارے میں ایک پوری کتاب ہی لکھ ڈالی ہے یہ بڑا ہی بیہودہ آدمی تھا (میزان الاعتدال جلد ۲ صـ ۹) -

علامت نفاق و ایمان

عن جابر عن النبیؐ قال لا یبغض ابابکر و عمر مومن ولا یحبھما منافق - جناب جابر بیان کرتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا جو شخص بھی مومن ہو گا وہ ابوبکر و عمر کو دشمن نہیں رکھ سکتا۔ اور جو شخص بھی منافق ہو گا وہ ان دونوں کو دوست نہیں رکھ سکتا - اس کا راوی عبدالرحمان بن مالک ہے۔

کہول اہل الجنة کی سرداری

یہی عبدالرحمان اس حدیث کا بھی راوی ہے ھذان سیدا کھول اھل الجنة - یہ دونوں (ابوبکر و عمر) بہشت کے ادھیڑ لوگوں کے سردار ہیں (میزان جلد ۲ صـ ۱۰۳) اب اس عبدالرحمان کا حال دیکھیو - علامہ ذہبی اسکے بارے میں لکھتے ہیں قال احمد والدارقطنی متروک وقال ابو داؤد کذاب و قال مرة یضع الحدیث وقال النسائی وغیرہ لیس بثقة - امام احمد و دارقطنی نے کہا کہ یہ چھوڑ دیا گیا ہے - اور امام ابو داؤد نے کہا یہ بڑا جھوٹا تھا - اور ایک دفعہ کہا کہ یہ حدیثیں دل سے گڑھ گڑھ کر بیان کرتا تھا - اور امام نسائی وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ قابل اعتبار نہیں ہے (میزان جلد ۲ صـ ۱۰۴)

ساق عرش کی عبارت

عن ابن عباس عن النبیؐ قال لما عرج بی الی السماء رایت علی ساق العرش مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ - ابوبکر الصدیق عمر الفاروق - عثمان ذوالنورین - جناب ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا میں نے شب معراج میں دیکھا عرش کے ساق پر لکھا ہوا ہے اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں - محمدؐ اللہ کے پیغمبر ابوبکر صدیق عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین ہیں - اس کے راوی علی بن جمیل کے بارے میں لکھتے ہیں کذبہ ابن حبان وضعفہ الدارقطنی وغیرہ - ابن حبان نے اس کو جھوٹا کہا اور دارقطنی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے (میزان جلد ۲ صـ ۱۹۵) - اللہ اکبر!

کس دلیری سے حدیثیں وضع کی گئیں۔ چونکہ حضرت علیؑ کے متعلق یہ صحیح حدیث ہے کہ عرش پر آپ کا نام حضرت رسول خدا صلعم کے ساتھ مرقوم ہے اس وجہ سے اس کے مقابلہ میں یہ حدیث بھی بنائی گئی اور حضرت علیؑ کا نام اس موضوع حدیث میں نہیں رکھا گیا۔ مگر اس مضمون کی دوسری روایت اور زیادہ عبرت خیز ہے کہ حضرت نے فرمایا رأیت لیلۃ الاسراء جریدۃ خضراء فیھا مکتوب بنور لا الہ الا اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق۔ کہ میں نے شب معراج میں ایک سبز ڈالی پر نور سے لکھا دیکھا کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ہیں۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۲۲۵) اس میں خدا کے ساتھ ہی حضرت ابوبکر و عمر رکھے گئے اور جس طرح پہلی روایت سے صرف حضرت علی کا نام علحدہ کر دیا گیا تھا اسی طرح اس روایت میں حضرت رسول خدا صلعم کا نام بھی خارج کر دیا گیا۔ اب معلوم نہیں کوئی تیسری روایت اس مضمون کی بھی ہے یا نہیں جس سے خدا کا نام بھی نکال دیا گیا ہو اور بتایا ہو کہ عرش پر صرف انہیں دونوں بزرگوں یا خلفاء ثلثہ کا نام لکھا ہوا ہے۔ اہل انصاف بتائیں کہ ایسی حدیثوں کے بارے میں کیا کہا جائے اور ایسی جرأت کرنے والے کیا سمجھے جائیں۔

ائمہ خلافت

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ ائمۃ الخلافۃ من بعدی ابوبکر وعمر۔ حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا میرے بعد خلافت کے پیشوا ابوبکر و عمر ہیں۔ اسکے راوی علی بن صالح کے بارے میں لکھتے ہیں لا یعرف و لہ خبر باطل۔ یعنی معلوم ہی نہیں ہوتا یہ کون شخص تھا اس کی روایت غلط باطل ہے۔ المتھم بوضعہ علی۔ اس حدیث کے وضع کرنے کا الزام علی بن صالح پر ہے۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۲۰۴)[۱]

حدیث بمنزلۃ ہارون

یہ حدیث بھی وضع کر ڈالی گئی عن ابن عباس حدیث ما نفعنی مال ما نفعنی مال ابی بکر و زاد فیہ و ابوبکر و عمر منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا جس قدر مجھے ابوبکر کے مال نے نفع دیا اس قدر فائدہ مجھے کسی اور شخص کے مال سے نہیں ہوا۔ اور اس میں اس کو بھی زیادہ کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ابوبکر و عمر مجھ سے اسی درجہ پر ہیں جس درجہ پر

---

[۱] حدیثیں گڑھنے والے بھی بڑے لطف کے حضرات تھے۔ بعض لوگوں کے بارے میں لکھا ہے اذا قدم علینا اظھر السنۃ واذا ورد الی البصرۃ اظھر التشیع۔ جب یہ ہم لوگوں (اہل کوفہ) کے ہاں آتے تو کہتے ہم سنی ہیں اور جب بصرہ پہونچتے تو کہتے ہم شیعہ ہیں (میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۰۷) ۱۲ منہ

خباب ہارون حضرت موسیٰ سے تھے۔ اس کے راوی عمار بن ہارون کے بارے میں لکھتے ہیں قال موسےٰ بن هارون متروك الحديث وقال ابن عدی عامة ما يرويه غير محفوظ كان يسرق الحديث۔ موسیٰ نے کہا کہ عمار بن ہارون کی حدیث کو لوگوں نے (موضوع اور غلط ہونے کی وجہ سے) چھوڑ دیا ہے۔ اور ابن عدی کہتے تھے کہ جو حدیث روایت کرتا ہے وہ عام طور پر غیر محفوظ ہوتی ہے۔ یہ حدیثیں چوری کیا کرتا تھا۔ (میزان جلد ۲ صـ۲۲۳)۔

حضرت علیؓ کے ساتھ ہمدردی

عن ابن عمر قال قال عمر لاصحاب الشورى لله درهم ان ولوها الاصيلع كيف يحملهم على الحق۔ قلنا تعلم ذلك منه ولا تستخلفه قال ان استخلف فقد استخلف من هو خير منى۔ و ان اترك فقد ترك من هو خير منى۔ حضرت ابن عمر کہتے تھے کہ حضرت عمر نے اصحاب شوریٰ سے کہا خدا ان مسلمانوں کا بھلا کرے۔ اگر یہ لوگ اصیلع کو اپنا پیشوا اور خلیفہ رسول بنائیں تو وہ ان لوگوں کو کس خوبی سے حق پر قائم رکھیں گے۔ اس پر ہم لوگوں نے کہا جب آپ اس بات کو ان کے متعلق جانتے ہیں تو انہیں کو اپنا خلیفہ کیوں نہیں مقرر کر دیتے ہو۔ آپ نے جواب دیا اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو (کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ) وہ بزرگ (حضرت ابوبکر مجھے) خلیفہ مقرر کر چکے ہیں جو مجھ سے بہتر تھے۔ اور اگر میں اس کو چھوڑ دوں تو (بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ) یقیناً اس بزرگ (حضرت رسول خدا صلعم) نے بھی چھوڑ دیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے۔ اس کے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں قال ابن معين ضعيف وكذا ضعفه النسائی وقال ابن حبان روی عنه الليث بن سعد والناس كان ممن يقلب الاخبار ويروى عن الثقات ما لا يشبه حديث الاثبات لا يجوز الاحتجاج به ولا ذكره فی الكتب الا على جهة الاعتبار۔ ابن معین کہتے ہیں کہ اس مضمون کا راوی ضعیف ہے۔ اسی طرح امام نسائی نے بھی اس کو ضعیف ہی کہا ہے۔ اور ابن حبان نے کہا کہ اس سے لیث اور لوگوں نے روایت کی ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا جو حدیثوں اور روایتوں کو الٹ پلٹ دیتے تھے اور معتبر لوگوں سے وہ حدیثیں روایت کر دیتا تھا جو معتمد علیہ لوگوں کی حدیثوں سے ملتی جلتی تک نہیں تھیں جن سے نہ استدلال درست ہے اور نہ سوائے وجہ اعتبار کے کتابوں میں ان کا ذکر جائز ہے۔ (میزان الاعتدال جلد ۲ صـ۲۳۶)۔ یہ بات اس لئے بنائی گئی کہ معلوم ہو حضرت عمر حضرت علی کے خلاف نہیں تھے بلکہ وہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ اگر تم لوگ ان کو خلیفہ بناؤ گے تو وہ تم کو حق پر

لے چلیں گے۔ باوجود اسکے آپ نے مسلمانوں کو بغیر خلیفہ چھوڑ دیا اور جس بزرگ کے بارے میں ان کو معلوم تھا کہ ان سے مسلمان حق پر قائم رہیں گے ان کو مقرر کر کے مسلمانوں کے ہدایت پر چلنے کا کام انجام نہیں دیا۔

حضرت ابوبکر و عمر محکوم نہیں

عن ابن عمر قال رسول اللہ لابی بکر و عمر لا یتامرن علیکم احد بعدی۔ ابن عمر کہتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر سے فرمایا کہ میرے بعد لوگوں کے لئے جایز نہیں ہے کہ تم دونوں پر کسی کو بھی حاکم (خلیفہ) بنائیں۔ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں لا یحتجون بحدیثہ محدثین اس کی روایت سے استدلال نہیں کرتے ہیں۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۲۴۴) جس کا مقصود واضح ہے کہ لوگ اس کو سچا نہیں جانتے۔

رافضیوں کو قتل کردو

عن ابن عباس مرفوعا یکون فی آخر امتی الرافضة ینتحلون حب اهل بیتی و هم کاذبون۔ علامة کذبهم شتمهم ابابکر و عمر من ادرکهم منکم فلیقتلهم فانهم مشرکون۔ جناب ابن عباس سے یہ مرفوع روایت ہے کہ میری امت کے آخر میں رافضی فرقہ کے لوگ ہونگے جو میرے اہلبیت کی محبت کا غلط دعوے کرینگے اور وہ سب جھوٹے ہونگے۔ ان کے جھوٹ کی علامت یہ ہے کہ وہ ابوبکر و عمر کو گالی دینگے۔ تم میں سے جو شخص ان کو پائے قتل کر دے کیونکہ وہ سب مشرک ہوں گے۔ اس کے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں عمرو بن مخزوم بصری عن یزید بن زریع و ابن عیینہ بالبواطیل۔ عمرو بن مخزوم بصری یزید بن زریع اور ابن عیینہ سے باطل اور گھڑی ہوئی روایتیں بیان کرتا تھا (میزان جلد ۲ صفحہ ۲۷)۔

خلفائے ثلثہ کے فضائل کی ترازو

کے متعلق جو حدیث ہے وہ بھی بہت مشہور کی گئی اور دھوم دھام سے بیان کی جاتی ہے۔ اس کی حقیقت بھی دیکھ لو۔ ادیت انی وضعت فی کفة وامتی فی کفة فعدلتها۔ ثم وضع ابوبکر فعدل بامتی ثم عمر فعدلها ثم عثمان فعدلها ثم رفع المیزان۔ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا مجھے دکھایا گیا کہ میں ترازو کے ایک پلے میں رکھا گیا اور میری پوری امت دوسرے پلے میں رکھی گئی تو میں پوری امت کے برابر ہو گیا۔ پھر ابوبکر رکھے گئے وہ بھی پوری امت کے برابر ہو گئے۔ پھر عمر رکھے گئے وہ بھی پوری امت کے برابر ہو گئے پھر عثمان رکھے گئے وہ بھی برابر ہو گئے۔ پھر وہ ترازو وہاں اٹھ گئی۔ اسکے راوی عمرو بن واقد کے بارے میں لکھتے ہیں لیس بشئی یہ کوئی چیز نہیں تھا و قال البخاری

منکر الحدیث۔ امام بخاری کہتے تھے کہ اسکی حدیث غلط ہوتی تھی۔ وقال الدار قطنی متروک امام دار قطنی نے کہا کہ یہ متروک ہے۔ وروی الصنوی عن دحیم قال لم یکن شیوخنا یحدثون عنہ۔ صنوی نے دحیم سے بیان کیا ہے کہ ہمارے علماء اس سے حدیث نہیں روایت کرتے تھے۔ وقال وکان لم یشک انہ کان یکذب وکذبہ مروان بن محمد۔ یہ بھی کہا کہ ان کو اس بات میں شک نہیں ہوتا تھا کہ وہ جھوٹ بولتا اور وضعی حدیثیں بیان کرتا ہے۔ اس کو مروان بن محمد نے بھی جھوٹا کہا ہے۔ وھذہ الاحادیث لا تعرف الا من روایۃ عمرو بن واقد وھو ھالک۔ یہ سب حدیثیں سوائے روایت عمرو بن واقد کے اور کسی سے معلوم نہیں ہوتیں اور عمرو بن واقد گمراہ تھا (میزان جلد ۲ صفحہ ۲۸۲)۔

حضرت ابوبکر و عمر مثل ستاروں کے ہیں

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ ان اہل الدرجات العلی لیراھم من ھو اسفل منھم کما ترون الکوکب الطالع فی افق السماء وان ابابکر و عمر منھم۔ جناب ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا جو لوگ بہشت میں اونچے درجے والے ہوں گے ان کو نیچے درجے والے اس طرح دیکھیں گے جیسے تم لوگ چمکتے ہوئے ستارے کو آسمان کے افق میں دیکھتے ہو اور ابوبکر و عمر بھی انہیں (اونچے درجے والوں) سے ہیں۔ اسکے راوی غسان بن الربیع کے بارے میں ہے لیس بحجۃ فی الحدیث۔ حدیث میں یہ حجۃ نہیں ہے۔ وقال الدار قطنی ضعیف امام دار قطنی نے کہا کہ یہ ضعیف ہے (میزان جلد ۲ صفحہ ۲۹۰)۔

حضرت عمر کے گھوڑے کی خوراک

عن ابن عمر ان عمر راث فرسہ فرای فیہ شعیرا فقال لخادمہ کیف تعلفہ قال اعلفہ صاعا کل یوم قال ان ھذا الکاف لاھل بیت قوتھم فاھرہ فارسلہ فی المرعی ومشی علی رجلیہ۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے گھوڑے نے لید کی تو حضرت عمر نے اس لید کو دیکھا۔ اس میں ان کو جو نظر آیا۔ اس پر اپنے سائیس سے پوچھا اس کو کتنا کھلاتا ہے؟ کہا ہر روز ایک صاع۔ کہا یہ مقدار تو ایک خاندان والوں کی غذا کے لئے کافی ہو گی۔ پھر اس کو حکم دیا کہ وہ گھوڑا چھوڑ دیا جائے کہ جا کر چرا کرے اور اپنے دونوں پاؤں پر چلے گئے۔ اسکے راوی فرات بن سائب کے بارے میں لکھتے ہیں قال البخاری منکر الحدیث۔ امام بخاری کہتے تھے کہ اس کی حدیث جھوٹی ہے وقال ابن معین لیس بشئی۔ ابن معین کہتے تھے کہ وہ کوئی

ثبت نہیں ہے۔ وقال الدار قطنی وغیرہ متروک۔ امام دار قطنی وغیرہ کہتے تھے کہ یہ
متروک ہے۔ (میزان جلد ۲ صہ ۲۹۳)۔

اگر ابوبکر و عمر کو خلیفہ بناؤ گے

مرفوعاً ان تومروا ابابکر تجدوہ امینا مسلما زاھدا
فی الدنیا راغبا فی الآخرۃ۔ وان تومروا عمر تجدوہ
قویا امینا لا تاخذہ فی اللہ لومۃ لائم۔ یہ مرفوع روایت بھی ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم
نے فرمایا اگر تم لوگ ابوبکر کو خلیفہ بناؤ گے [لہ] تو ان کو امین۔ مسلم۔ دنیا سے دور اور آخرت کا
خواہاں پاؤ گے۔ اور اگر عمر کو خلیفہ بناؤ گے تو انہیں مضبوط۔ امین پاؤ گے۔ اُن کو خدا کے معاملہ
میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں ہو گی۔ اسکے راوی فضیل ابن مرزوق کے
بارے میں لکھتے ہیں قال النسائی ضعیف۔ امام نسائی کہتے تھے کہ وہ ضعیف ہے۔ وکذا

[لہ]

حضرت ابوبکر کے نماز پڑھانے کی روایت

اسی کے قریب یہ حدیث بھی بنائی گئی ہے عن عائشۃ مرفوعا قال لرجل
انطلق فقل لابی بکر انت خلیفتی فصل بالناس۔ حضرت عائشہ
سے مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے ایک شخص سے فرمایا جاکر ابوبکر سے کہہ دو کہ تم میرے خلیفہ ہو
پس اب تم ہی مسلمانوں کو نماز پڑھایا کرو۔ اسکے راوی فضل بن جبیر کے بارے میں لکھتے ہیں قال العقیلی
لا یتابع علی حدیثہ۔ عقیلی کہتے تھے کہ کوئی شخص بھی اس کی حدیث کی موافقت نہیں کرتا ہے (میزان ج ۲ صہ ۲۹۹)

حضرت ابوبکر کا مال

عن انس مرفوعا قال لابی بکر ما اطیب مالک منہ بلال موذنی
وناقتی۔ کانی انظر الیک علی باب الجنۃ تشفع لامتی۔ خباب
انس سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا۔ تمھارا
مال کس قدر عمدہ ہے کہ اسی سے میرے موذن بلال ہیں۔ اور اسی سے میری اونٹنی بھی ہے۔ گویا میں
دیکھ رہا ہوں کہ تم بہشت کے دروازے پر کھڑے میری امت کی شفاعت کر رہے ہو۔ اس (روایت)
کے بارے میں لکھتے ہیں فھذہ اباطیل وعجائب۔ یہ سب باطل اور جھوٹ باتوں کا انبار اور
چانڈو خانوں کی گپیں ہیں۔ اور اس کے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں۔ یحدث بالاباطیل
یہ ایسی ہی جھل گپیں بکتا رہتا ہے۔ منکر الحدیث جدا۔ اسکی حدیثیں نہایت جھوٹی ہوتی تھیں
وقال ابن عدی لحادیثہ منکرۃ عامتھا لا یتابع علیھا۔ ابن عدی کہتے تھے کہ اس
کی حدیثیں بالکل منگھڑت ہوتی تھیں۔ اسکی روایتوں کی عام طور پر لوگ تصدیق یا تائید نہیں کرتے تھے (میزان جلد ۱ صہ ۳۰۰)

ضعفہ عثمان بن سعید۔ اسی طرح عثمان ابن سعید نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ وقال ابو عبداللہ الحاکم فضیل بن مرزوق لیس من شرط الصحیح۔ امام حاکم نے کہا ہے کہ فضیل بن مرزوق صحیح کی شرط پر نہیں ہے۔ وقال ابن حبان منکر الحدیث جداً ابن حبان نے کہا کہ اسکی حدیثیں اول درجہ کی جھوٹی ہوتی تھیں (میزان جلد ۲ ص ۳۰۲)۔

حضرت عمر کے ساتھ حق

عن ابن عباس سمعت رسول اللہؐ یقول الحق بعدی مع عمر حیث کان۔ جناب ابن عباس کہتے تھے کہ میں نے سنا حضرت رسول خدا صلعم فرماتے تھے میرے بعد حق عمر ہی کے ساتھ ہوگا۔ وہ جہاں رہیں۔ اسکے راوی قاسم بن زید کے بارے میں ہے حدیثہ منکر۔ اس کی حدیث غلط ہے۔ (میزان جلد ۲ ص ۳۰۹)۔ اسی کی ایک اور حدیث میں ہے ثم قام آخر فقال انی لکذاب وانی لمنافق... فقال عمر فضحت نفسک فقال النبیؐ فضوح الدنیا یا عمر اھون من فضوح الآخرۃ۔ اللھم ارزقہ صدقا وایمانا وصبرا... فقال عمر کلمۃ فضحک رسول اللہؐ وقال عمر معی وانا مع عمر والحق بعدی مع عمر حیث کان۔ پھر ایک دوسرا شخص کھڑا ہوگیا اور کہا اے رسول خداؐ میں بڑا جھوٹا ہوں اور میں منافق ہوں۔ اس پر حضرت عمر نے کہا تو نے اپنے نفس کو خود ہی فضیحت کیا۔ تو حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا اے عمر آخرت کی فضیحتی کے مقابلہ میں دنیا کی فضیحتی ہلکی اور بہتر ہے۔ اے اللہ تو اس کو سچ بولنا اور ایمان اور صبر عطا فرما۔ اس پر حضرت عمر نے ایسا کلمہ کہا جس سے حضرت رسول خدا صلعم ہنس پڑے۔ اور کہا عمر میرے ساتھ ہیں اور میں عمر کے ساتھ ہوں۔ اور میرے بعد حق بھی عمر ہی کے ساتھ رہیگا۔ وہ جہاں رہیں۔ قال علی بن المدینی لیس لہ اصل۔ علی بن مدینی کہتے تھے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ قلت اخاف ان یکون کذبا مختلقا۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے خوف ہے یہ حدیث بالکل جھوٹی اور دل سے گڑھی ہوئی ہے۔ (میزان جلد ۲ ص ۳۱۰)۔

منزلۃ ہارون

عن ابن عباس مرفوعا لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکن اللہ اتخذ صاحبکم خلیلا وابوبکر وعمر منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ جناب ابن عباس سے یہ مرفوع روایت ہے کہ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو اختیار کرتا لیکن اللہ نے تمھارے صاحب کو دوست بنا دیا ہے۔ ابوبکر وعمر مجھ سے وہی درجہ رکھتے ہیں جو جناب ہارون کو جناب موسیٰ سے حاصل تھا۔ اسکے

راوی قزعہ بن سوید کے بارے میں لکھتے ہیں۔ قال البخاری لیس بذاک القوی۔ امام بخاری کہتے تھے کہ یہ ویسا قوی نہیں ہے۔ وقال احمد مضطرب الحدیث۔ امام احمد کہتے تھے کہ اسکی حدیثیں مضطرب ہوتی ہیں۔ وقال ابوحاتم لا یحتج بہ۔ ابوحاتم کہتے تھے کہ اس کی حدیثوں سے استدلال نہیں کر سکتے۔ وقال النسائی ضعیف ومشاہ ابن عدی ولہ حدیث منکر۔ امام نسائی نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔ ابن عدی نے بھی کہا ہے اور اس کی ایک حدیث بالکل غلط ہے (یہی حدیث جو اوپر لکھی گئی) (میزان جلد ۲ صفحہ ۳۱۳)۔

ابوبکر وزیر و عمر حبیب

عن جابر مرفوعا ابوبکر وزیری والقائم فی امتی من بعدی وعمر حبیبی ینطق علی لسانی وعثمان منی۔ جناب جابر سے یہ مرفوع روایت ہے کہ ابوبکر میرے وزیر اور میری امت میں میرے بعد حاکم ہیں اور عمر میرے حبیب ہیں وہ جو بولتے ہیں میری ہی زبان پر بولتے ہیں اور عثمان مجھ سے ہیں۔ اس کے راوی کا درج کے بارے میں لکھتے ہیں قال الازدی وغیرہ کذاب۔ علامہ ازدی وغیرہ نے کہا کہ یہ اول درجہ کا جھوٹا تھا۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۳۱۶)۔

شیعہ اولیٰ

عن لیث قال ادرکت الشیعۃ الاولیٰ بالکوفۃ وما یفضلون علی ابی بکر وعمر احدا۔ لیث کا قول ہے کہ میں کوفہ میں پہلے زمانہ کے شیعوں سے ملا تھا۔ ان میں سے کوئی بھی کسی شخص کو حضرت ابوبکر وعمر سے افضل نہیں جانتا تھا۔ اس کے راوی لیث کے بارے میں لکھتے ہیں قال احمد مضطرب الحدیث ولکن حدث عنہ الناس۔ وقال یحیی والنسائی ضعیف۔ امام احمد کہتے تھے کہ اسکی حدیثیں مضطرب ہوتی ہیں لیکن لوگوں نے اس سے حدیثیں لی ہیں اور یحیی و امام نسائی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے وقال ابن حبان اختلط فی اخر عمرہ۔ اور ابن حبان نے کہا ہے کہ آخر عمر میں اس کی عقل میں فتور ہو گیا تھا۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۳۲۵)۔

مثل کوکب دری

پہلے اس مضمون کی ایک حدیث گزر چکی ہے۔ دوسری دیکھو۔ عن النبی قال ان اھل الجنۃ لیرون اھل علیین کما ترون الکوکب الدری فی افق السماء وان ابابکر وعمر لمنھم۔ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ بہشت والے علیین والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم لوگ چمکتے ہوئے ستارے کو آسمان کے افق میں دیکھتے ہو اور یقیناً ابوبکر و عمر بھی انہیں سے ہیں۔ اس کے راوی مجالد کے بارے میں ہے قال ابن

معین وغیرہ لا یحتج بہ وقال احمد یرفع کثیرا مما لا یرفعہ الناس لیس بشئی و قال النسائی لیس بالقوی۔ ابن معین وغیرہ کہتے تھے کہ اس کی حدیثوں سے استدلال نہیں کرسکتے اور امام احمد نے کہا کہ یہ ایسی حدیثیں بیان کر دیتا ہے جن کو لوگ بیان نہیں کرتے۔ یہ کوئی چیز نہیں ہے اور امام نسائی نے کہا یہ مضبوط نہیں ہے وقال البخاری کان یحیی بن سعید یضعفہ وکان ابن مہدی لا یروی عنہ۔ اور امام بخاری کہتے تھے کہ یحیی بن سعید اسکو ضعیف کہتے تھے اور ابن مہدی اس سے روایت نہیں کرتے تھے۔ وقیل لخالد الطحان دخلت الکوفۃ فلم لم تکتب عن مجالد قال لانہ کان طویل اللحیۃ۔ خالد طحان سے کسی نے پوچھا کہ تم کوفہ گئے تھے پھر وہاں مجالد سے تم نے حدیثیں کیوں نہیں لکھیں؟۔ اس نے کہا اس سبب سے کہ اس کی ڈاڑھی بڑی لمبی تھی (میزان جلد ۲ صفحہ ۳۳۲)۔

الا الذین امنوا ابوبکر و عمر عن انس قال لما نزلت والتین فرح بھا النبی۔ قال فسألنا ابن عباس فقال التین بلاد الشام والزیتون فلسطین وطور سینین الذی کلم اللہ علیہ موسے الانسان محمد الا الذین امنوا ابوبکر و عمر۔ فلھم اجر عثمان۔ فما یکذبک بعد بالدین علی۔ انس صحابی سے روایت ہے کہ جب قرآن مجید کا سورہ تین نازل ہوا تو حضرت رسول خدا صلعم بہت خوش ہوئے۔ اس پر ہم لوگوں نے جناب ابن عباس سے پوچھا تو کہا اس سورہ میں لفظ تین سے مراد شام کے شہر ہیں۔ اور زیتون فلسطین اور طور سینین وہی کوہ طور ہے جس پر خدا نے حضرت موسیٰ سے باتیں کی تھیں۔ پھر انسان سے مقصود حضرت محمد صلعم الا الذین امنوا سے مراد ابوبکر و عمر۔ فلھم اجر سے مقصود عثمان اور فما یکذبک بعد بالدین سے مراد علی ہیں۔ اس کے راوی محمد بن بیان کے بارے میں لکھتے ہیں متھم بوضع الحدیث۔ یہ اس بات میں متہم ہے کہ حدیثیں گڑھا کرتا تھا۔ قال ابن الجوزی ھذا وضعہ محمد بن بیان علامہ ابن الجوزی کہتے تھے کہ اس حدیث کو محمد بن بیان نے وضع کیا تھا (میزان جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

حضرت عمر کا فضل ھاشم بن القاسم بخبر منکر فی فضل عمر ضعفہ الخطیب محمد بن عبداللہ نے بھی ہاشم بن قاسم سے ایک جھوٹی حدیث حضرت عمر کی فضیلت میں روایت کی ہے علامہ خطیب نے اس کو ضعیف کہا ہے (میزان جلد ۳ صفحہ ۱۴۰) اس مقام پر اس روایت کا ذکر کتاب مذکور میں نہیں ہے۔

اقتدوا باللذین بعدی

عن ابن عمر مرفوعا اقتدوا باللذین من بعدی فضنا الا اصل له من حدیث مالک بل هو معروف من حدیث حذیفة بن الیمان وقال الدار قطنی هذا یحدث عن مالک با باطیل وقال ابن مندة له مناکیر۔ حضرت ابن عمر سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا ان دونوں کی پیروی کرو جو میرے بعد (خلیفہ) ہونے والے ہیں جو ابوبکر و عمر ہیں۔ اس حدیث کی کوئی اصل مالک سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ حذیفہ بن یمان کی حدیث سے معروف ہے۔ اور امام دار قطنی نے کہا کہ یہ مالک سے جھوٹی اور باطل حدیثیں روایت کرتا رہتا ہے۔ اور ابن مندہ نے کہا کہ اس نے بہت سی غلط حدیثیں روایت کر دی ہیں۔ لایصح حدیثہ ولا یعرف بنقل الحدیث۔ اس کی حدیثیں صحیح نہیں ہوتیں اور نہ وہ نقل حدیث میں معروف ہے۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۱۰۳)۔

صحابہ کو گالیاں دینا

عن معاذ قال رسول اللہ اذا ظہرت الفتن وسب اصحابی فلیظہر العالم علمہ فمن لم یفعل فعلیہ لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔ معاذ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا جب فتنے ظاہر ہو جائیں اور میرے اصحاب کو گالیاں دی جائیں تو چاہیئے کہ عالم اپنا علم ظاہر کرے کیونکہ جو شخص ایسا نہیں کریگا اس پر اللہ فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہوگی۔ اللہ اس سے نہ توبہ قبول کرے گا اور نہ فدیہ یا نفل نہ فرض۔ اس کے راوی محمد بن عبد المجید کے بارے میں ہے ضعفہ محمد بن غالب و من مناکیرہ۔ محمد بن غالب نے اس شخص کو ضعیف قرار دیا ہے اور اس کی جھوٹی روایتوں سے یہ بھی ہے (جو اوپر بیان کی گئی۔ میزان جلد ۲ صفحہ ۱۱۱)۔

حضرت عمر کا گریہ

عن ابن عمر قال استقبل رسول اللہ الحجر ثم وضع شفتیہ علیہ یبکی طویلا فالتفت فاذا عمر یبکی فقال یا عمر ھاھنا تسکب العبرات۔ جناب ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم حجر اسود کی طرف بڑھے پھر اپنے دونوں ہونٹ اس پر رکھ کر دیر تک روتے رہے۔ اسکے بعد مڑے تو دیکھا کہ حضرت عمر بھی رو رہے ہیں اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا اے عمر اسی جگہ آنسو بہانا چاہیئے۔ اسکے راوی محمد بن عون خراسانی کے بارے میں لکھتے ہیں قال النسائی متروک وقال خ منکر

الحدیث وقال عباس عن ابن معین لیس بشئی ۔ امام نسائی کہتے تھے کہ وہ چھوڑ دیا گیا ہے اور رخ نے کہا کہ وہ غلط حدیثیں بیان کرنے کا عادی ہے اور عباس نے ابن معین سے بیان کیا ہے کہ وہ کچھ بھی نہ تھا (میزان جلد ۲ صفحہ ۴۳)

آپ کی سخاوت کا نمونہ

عن جریر قال اتینا رسول اللہ ﷺ ونحن اربع مائۃ فقلنا الطعمنا فقال لعمر قم فاطعمهم ۔ قال یا رسول اللہ ماعندی الا تمر هو فرض عیالی ۔ قال قم فاطعمهم ۔ قال ابوبکر اسمع و اطع ۔ قال فانطلق تنا فاعطانا من تمر الحدیث ۔ جریر سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا ہم لوگ حضرت رسول خدا صلعم کی خدمت میں آئے اور ہم سب چار سو آدمی تھے ہم لوگوں نے آنحضرتؐ سے عرض کی کہ ہمیں کچھ کھلایئے ۔ آنحضرتؐ نے حضرت عمر سے فرمایا کہ اٹھو اور ان لوگوں کو کھلاؤ ۔ انھوں نے جواب دیا اے رسول خدا میرے پاس کچھ نہیں ہے صرف میرے عیال کی غذا کے لئے کچھ کھجوریں ہیں ۔ حضرت نے فرمایا اٹھو اور ان لوگوں کو کھلاؤ ۔ (اب بھی حضرت عمر نہیں اٹھے تو) حضرت ابوبکر نے (ان سے) کہا آنحضرتؐ کی بات سنو اور اس حکم کی تعمیل کرو ۔ اس پر حضرت عمر ہم کو لے گئے اور کھجوروں سے دیا تا آخر حدیث ۔ اس حدیث کے راوی محمد بن کثیر کے بارے میں لکھتے ہیں ۔ ضعفه احمد ۔ امام احمد نے اس کو ضعیف کہا ہے وقال النسائی وغیرہ لیس بالقوی اور امام نسائی وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے یروی اشیاء منکرۃ وقال حدث بمناکیر لیس لها اصل ۔ جھوٹی اور مہمل حدیثیں روایت کرتا رہتا ہے اور ایسی حدیثیں بیان کرتا ہے جو جھوٹی ہوتی ہیں اور جن کا نہ سر ہوتا ہے نہ پاؤں ۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۴۳۹) ۔

سید اکھول اھل الجنۃ

یہ راوی محمد بن کثیر اس مشہور حدیث کا راوی بھی ہے عن انس قال رای النبیؐ ابابکر و عمر فقال ھذان سید اکھول اھل الجنۃ ۔ جناب انس سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے ابوبکر و عمر کو دیکھا تو فرمایا یہ دونوں اہل بہشت کے ادھیڑ لوگوں کے سردار ہیں (میزان ج ۲ ص ۴۳۹)

حضرت ابوبکر و عمر کے دشمن

عن انس مرفوعا فی کل جمعۃ مائۃ الف عتیق من النار الا رجلین مبغض ابی بکر و عمر ۔ جناب انس سے یہ مرفوع روایت ہے کہ ہر شب جمعہ میں ایک لاکھ گنہگار جہنم سے آزاد کئے جاتے ہیں سوائے

دو شخصوں کے جو حضرت ابوبکر و عمر کے دشمن رکھنے والے ہیں۔ اسکے راوی مسرۃ بن عبداللہ کے بارے میں لکھتے ہیں قال ابو بکر الخطیب لیس بثقۃ۔ ابوبکر خطیب نے کہا کہ یہ معتبر نہیں ہے۔ قلت من موضوعاتہ مر ابن الخ۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی گڑھی ہوئی حدیثوں سے یہ بھی ہے۔ (جو اوپر لکھی گئی۔ میزان جلد ۲ صفحہ ۴۷۹)۔

خلیفہ کی پیشانی

عن ابی ھریرۃ مرفوعا اذا اراد اللہ ان یخلق خلقا للخلافۃ مسح علے ناصیتہ بیمینہ۔ جناب ابوہریرہ سے یہ مرفوع روایت ہے کہ جب خدا چاہتا ہے کسی خلق کو خلافت کے لئے پیدا کرے تو اس کی پیشانی پر اپنے داہنے ہاتھ سے مسح کر دیتا ہے۔ اس کے بارے میں لکھتے ہیں ھذا حدیث منکر والبلاء فیہ من مصعب النوفلی۔ یہ حدیث چانڈوخانہ کی گپ ہے اس میں بلا مصعب نوفلی سے ہے۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۴۷۹)۔

حضرت ابوبکر و عمر کی لڑائی

عن ابی امامۃ قال استطال ابوبکر ذات یوم علی عمر فقام عمر مغضبا۔ فقام ابوبکر فاخذ بطرف ثوبہ فجعل یقول ارض عنی واعف عنی۔ عفا اللہ عنک حتی دخل عمر الدار واغلق دون ابی بکر ولم یکلمہ۔ فبلغ ذلک النبیؐ فغضب لابی بکر فلما صلے الظھر جاء عمر فجلس بین یدیہ فصرف النبیؐ وجھہ عنہ فتحول یمینا۔ فصرف وجھہ عنہ فتحول عن یسارہ فصرف وجھہ عنہ۔ فلما رای ذلک ارتعد وبکے۔ ابوامامۃ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا ایک دفعہ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے اپنی بڑائی اور افضلیت بیان کی تو حضرت عمر غضبناک کھڑے ہو گئے۔ پھر حضرت ابوبکر بھی کھڑے ہو گئے اور ان کے دامن کا کنارہ پکڑ کر کہنے لگے مجھ سے راضی ہو جاؤ۔ اور مجھے معاف کر دو۔ خدا بھی تمہیں معاف کر دے۔ مگر حضرت عمر کسی طرح نہیں راضی ہوئے وہاں سے اٹھے ہوئے آئے اور اپنے گھر میں گھس گئے۔ پھر حضرت ابوبکر بھی وہاں جانا چاہا تو اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ اور حضرت ابوبکر سے اس درجہ خفا ہوئے کہ ان سے بولے تک نہیں۔ اس واقعہ کی خبر حضرت رسولخدا صلعم کو ہو گئی تو حضرت کو بھی حضرت ابوبکر کیلئے غصہ آگیا۔ یعنی نماز ظہر پڑھ چکے تو حضرت عمر حضرت رسولخدا صلعم کے پاس آئے۔ مگر حضرت صلعم نے اپنا رخ مبارک ادھر سے پھیر لیا۔ پھر حضرت عمر داہنی طرف چلے آئے تو آنحضرتؐ نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا۔ تب حضرت عمر بائیں

جانب چلے آئے۔ مگر آنحضرت نے اُدھر سے بھی منہ پھیر لیا۔ اب تو حضرت عمر گھبرا گئے اور لگے کانپنے اور رونے تا آخر حدیث۔ اسکے راوی مطرح کے بارے میں لکھتے ہیں ضعفہ ابوحاتم والنسائی وقال یحیی لیس بثقۃ۔ امام ابوحاتم و نسائی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے اور یحیی نے کہا ہے کہ یہ قابل اعتبار نہیں ہے (میزان جلد ۲ صفحہ ۴۷۹)۔

طوبیٰ لمن رآنی

واثلہ بن الاسقع مرفوعا طوبی لمن رآنی و رای من رآنی و من رای من رای من رآنی۔ واثلہ بن اسقع سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا (یعنی صحابہ) اور جس نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا (یعنی تابعین) اور جس نے میرے دیکھنے والوں کے دیکھنے والوں (تبع تابعین) کو دیکھا اس کے لئے بڑی خوشخبری ہے۔ اس کے راوی معروف بن عبداللہ کے بارے میں لکھتے ہیں قال ابوحاتم الرازی لیس بالقوی وقال ابن عدی لہ احادیث منکرۃ جدا۔ امام ابوحاتم رازی کہتے تھے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے اور ابن عدی کہتے تھے کہ اسکی حدیثیں چانڈو خانہ کی گپیں ہوتی ہیں (میزان جلد ۲ صفحہ ۱۸۴)۔

اوراق جنت کا مکتوب

عن ابن عباس مرفوعا قال دخلت الجنۃ فما فیھا ورقۃ الا علیھا مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین۔ جناب ابن عباس سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا میں بہشت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ اسکے درختوں کا کوئی پتا ایسا نہیں ہے جس پر یہ کلمہ نہ لکھا ہو جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول۔ ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین ہیں۔ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں ھذا موضوع۔ یہ حدیث گڑھی ہوئی ہے۔ اسکے راوی معروف کے بارے میں ہے۔ مطعون فیہ۔ وہ بہت بدنام ہے۔ قال ابن عدی یسرق الحدیث۔ ابن عدی کہتے تھے کہ یہ حدیثوں کی چوری کیا کرتا تھا۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۱۸۴) حدیث کی چوری یہ بھی تھی کہ کسی کی شان کی حدیث کسی اور کے بارے میں بیان کر دی۔ (مثلاً حضرت علیؑ کے فضائل کا مضمون چرا کر ایسی ہی حدیث دوسروں کے لئے ڈھال دی)۔

وزارت اور محبت کا حکم

عن ابن عباس مرفوعا وزیرای من اھل الارض ابوبکر و عمر الحدیث۔ جناب ابن عباس سے یہ مرفوع روایت

ہے کہ اہل زمین سے میرے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔ عن جابر مرفوعا لایبغض ابابکر و عمر مومن ولا یحبھما منافق۔ جناب جابر سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کوئی مومن ابوبکر و عمر کو دشمن نہیں رکھیگا۔ اور کوئی منافق ان دونوں کو دوست نہیں رکھیگا۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۴۹۱) اسکے راوی معلے بن میمون کے بارے میں لکھتے ہیں قال النسائی والدارقطنی متروک۔ قال ابوحاتم ضعیف الحدیث وقال ابن عدی احادیثہ مناکیر۔ امام نسائی و دارقطنی کہتے تھے کہ یہ متروک ہے اور ابوحاتم نے کہا کہ یہ ضعیف ہے اور ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کی حدیثیں جانڈوخانہ کی گپیں ہوتی تھیں (میزان ج ۲ ص ۴۹۱)

شیخین کے پہلے برا کہنے والے

عن الاعمش قال اول من سمعتہ ینقص ابابکر و عمر المغیرۃ المصلوب۔ اعمش بیان کرتے تھے کہ سب سے پہلے جس شخص کو میں نے سنا کہ وہ حضرت ابوبکر و عمر کو برا کہتا ہے وہ مغیرہ مصلوب تھا ابراہیم بن الحسن قال دخل علیّ المغیرۃ بن سعید ثم ذکر ابابکر و عمر فلعنھما فقلت یا عدو اللہ عندی۔ قال فخنقتہ خنقا حتی ادلع لسانہ۔ ابراہیم بن الحسن بیان کرتے تھے کہ میرے پاس مغیرہ بن سعید آیا پھر حضرت ابوبکر و عمر کا ذکر کرکے ان دونوں پر لعنت کی تو میں نے کہا اے دشمن خدا! تو میرے سامنے ایسا کہتا ہے؟ اسکے بعد میں نے اس زور سے اس کا گلا گھونٹا کہ اسکی زبان باہر نکل پڑی [۱] (میزان جلد ۲ صفحہ ۴۹۱)۔

خلافت کی خوشخبری

عن ابی ہریرۃ قال دخل رسول اللہ ﷺ بماریۃ القبطیۃ بیت حفصۃ فوجدتھا معہ فعاتبتہ و قالت فی بیتی من بین بیوت نسائک۔ قال فانھا علی حرام ان امسھا یا حفصۃ الا ابشرک۔ قالت بلی۔ قال یلی الامر بعدی ابوبکر ثم ابوک۔ الحدیث علی۔ جناب ابوہریرہ سے روایت ہے کہ کہا حضرت رسول خدا صلعم نے جناب حفصہ کے گھر میں اپنی

---

[۱] اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ ان حضرات کے ماننے والوں کا ایسا زور تھا کہ جو شخص انکے خلاف کسی قسم کی برائی زبان پر لاتا اسکی آفت آجاتی۔ لوگ اسکی جان کے دشمن ہو جاتے تھے۔ برخلاف اسکے حضرت رسول خدا کے اہلبیت پر مدت دراز تک لعنت ہوتی رہی اور منبروں تک پر ان لوگوں کو گالیاں دی گئیں۔ اور سب خوشی سے سنتے بلکہ اس پر خوش ہوتے۔ لوگوں کو انعام۔ جاگیریں اور جائزے دیتے تھے۔ ۱۲

بی بی ماریہ قبطیہ سے صحبت کی۔ تو جناب حفصہ نے دیکھ لیا۔ اس پر آنحضرتؐ سے لڑنے لگیں اور کہنے لگیں کہ واہ اپنی بیویوں کے گھروں کے درمیان میرے ہی گھر میں یہ بات؟ اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا اچھا اب ماریہ کو میں اپنے اوپر حرام کر لیتا ہوں۔ انہیں چھوؤں گا بھی نہیں۔ اے حفصہ کیا میں تم کو ایک خوشخبری نہ سناؤں؟ پوچھا وہ کیا؟ فرمایا میری حکومت کے مالک (میرے خلیفہ) میرے بعد ابوبکر اور ان کے بعد تمہارے ابا جان ہی ہوں گے (لو اب جانے دو) اس واقعہ کو پوشیدہ رکھو۔ اس کے راوی موسی بن جعفر انصاری کے بارے میں لکھتے ہیں۔ لا یعرف وخبرہ ساقط۔ اس شخص کا حال معلوم ہی نہیں ہوتا۔ اور اس کی حدیث ساقط ہے۔ (میزان جلد ۲ صـ۵۰۹)۔

تربة واحدة عن عبد اللہ مرفوعا خلقت انا وابو بکر وعمر من تربة واحدة وفیہا ندفن۔ جناب عبد اللہ سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا میں۔ ابوبکر اور عمر ایک ہی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور اسی میں ہم تینوں دفن بھی کئے جائینگے۔ اسکے بارے میں لکھتے ہیں خبر باطل۔ یہ حدیث باطل (جھوٹی۔ موضوع) ہے۔ (میزان جلد ۲ صـ۵۱۲)۔

آپ کی محبت کا حکم عن ابن عباس مرفوعا من احب اللہ احبنی ومن احبنی احب قرابتی واصحابی ومن احب قرابتی واصحابی احب المساجد۔ جناب ابن عباس سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا جو اللہ کو دوست رکھیگا وہ مجھے دوست رکھیگا۔ اور جو مجھے دوست رکھے گا وہ میری قرابت اور اصحاب کو دوست رکھیگا اور جو میری قرابت اور اصحاب کو دوست رکھیگا وہ مساجد کو دوست رکھیگا۔

شیطان کا ڈرنا عن ابن عباس مرفوعا ما فی الارض شیطان الا وھو یفرق من عمر وما فی السماء ملک الا وھو یوقر عمر۔ قال ابن عدی ھذہ الاحادیث بواطیل۔ جناب ابن عباس سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا دنیا میں جس قدر شیطان ہیں سب عمر سے ڈرتے ہیں۔ اور آسمان میں جس قدر فرشتے ہیں سب عمر کی عزت و تعظیم کرتے ہیں علامہ ابن عدی کہتے تھے کہ یہ سب روایتیں مہملات (بیہودہ و گھڑی ہوئی) ہیں۔ اور ان حدیثوں

کے راوی موسی بن عبدالرحمن کے بارے میں لکھتے ہیں لیس بثقة فان ابن حبان قال
فیہ دجال وضع کتابا فی التفسیر۔ یہ قابل اعتبار نہیں تھا کیونکہ علامہ ابن حبان ان
کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ دجال ہے جس نے تفسیر قرآن میں بھی ایک کتاب وضع کر ڈالی ہے۔

یہ ہٹ
آسمان جائیں

عن ابن عمر هبط جبريل فقال ان رب العرش يقول لك
لما اخذت ميثاق النبيين اخذت ميثاقك وجعلتك
سيدهم وجعلت وزيريك ابابكر وعمر ويقول لك وعزتي لو سألتني
ان ازيل السماوات والارض لازلتها الحديث بطوله رواه ابن السمعاني
في خطبة كتاب البلدان۔ جناب ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت جبریل حضرت
رسول خدا کے پاس نازل ہوئے اور کہا اے رسول پروردگار عرش آپ سے فرماتا ہے کہ
جب میں نے نبیوں کا عہد لیا تو تمہارا عہد بھی لیا اور تم کو ان سب کا سردار کیا اور ابوبکر
وعمر کو تمہارا وزیر بنایا۔ اور خدا یہ بھی فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے اگر تم مجھ سے
سوال کرو کہ میں آسمانوں اور زمین کو ہٹا دوں تو میں ضرور ہٹا دونگا۔ اس کے بعد پوری حدیث
بڑی لمبی ہے جس کو ابن سمعانی نے کتاب البلدان کے خطبہ میں لکھا ہے۔ اس حدیث کے
بارے میں لکھتے ہیں هو باطل۔ یہ حدیث بالکل جھوٹ اور باطل ہے (میزان جلد ۲ ص ۵۱۶)

خیر کے سوائے کچھ نہ کہو

عن ابي الدرداء اربع سمعتهن من رسول الله لا
تكفروا احدا من اهل قبلتي بذنب وان عملوا
الكبائر۔ وصلوا خلف كل امام وجاهدوا او قال قاتلوا۔ ولا تقولوا في
ابي بكر وعمر وعثمان وعلي الا الخير قولوا تلك امة قد خلت الحديث۔
جناب ابو درداء کہتے تھے کہ چار باتیں میں نے حضرت رسول خدا سے سنی تھیں۔ کہ اہل قبلہ سے
کسی شخص کی کسی گناہ کی وجہ سے تکفیر نہ کرو۔ اگرچہ وہ گناہان کبیرہ بھی کرتا ہو۔ اور ہر پیشنماز
کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو اور جہاد کرو یا یہ کہ فرمایا قتال کرو۔ اور ابوبکر وعمر وعثمان وعلی
کے بارے میں خیر کے سوائے کچھ نہ کہو۔ کہو کہ یہ وہ امت ہے جو گزر گئی تا آخر حدیث۔ اس
کے بارے میں لکھتے ہیں قال الدارقطني من بعد عباد ضعفاء۔ امام دارقطنی نے
کہا کہ عباد راوی کے بعد اس کے کل راوی ضعیف ہیں (میزان جلد ۲ ص ۵۱۶)۔ اس کی
یہ روایت بھی ہے ان عمر حسنة من حسنات ابي بكر۔



الحمد للہ

کہ

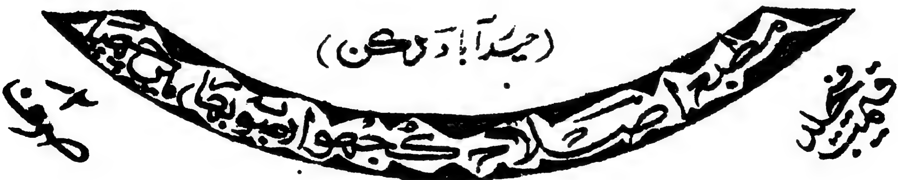
رسالہ مفیدہ

تفضیل امیر المومنین

جسمیں

حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا خلفاء ثلثہ سے خصوصاً اور کل صحابہ رسول صلعم سے عموماً افضل ہونا
تحقیق و تفصیل سے ثابت کیا گیا ہے

مؤلفہ
محقق اہلسنت حامی اسلام عالم جلیل و فاضل نبیل جناب مولانا علیمی نظامی شاہ صاحب (حنفی) دام مجدہم العالی


(حیدرآباد دکن)
مطبع اصلاح کجھوا صوبہ بہار میں چھپا
قیمت فی مجلد ۲ صرف

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	مسئلہ تفضیل کی تحقیق و تفصیل	۳	۲۱	حضرت کا مولائے امت ہونا	۱۷
۲	حضرت امیر المومنینؑ کا حسب و نسب	۶	۲۲	حضرت علیؑ کا وصی و وزیر و خلیفہ رسولؐ ہونا	۱۹
۳	حضرت امیر المومنینؑ کی اخوت	۷	۲۳	حضرت کی راسخ الایمانی	۲۰
۴	حضرت امیر المومنینؑ کی عینیت	۷	۲۴	حضرت کا ثانی قرآن و احد الثقلین ہونا	۲۰
۵	حضرت امیر المومنینؑ کا نفس رسولؐ ہونا	۸	۲۵	حضرت کا اعلم صحابہ ہونا	۲۱
۶	حضرت امیر المومنینؑ کا نظیر محمدؐ ہونا	۹	۲۶	حضرت کا فاتح اعظم ہونا	۲۴
۷	حضرت امیر المومنینؑ کی مماثلت انبیاء	۹	۲۷	حضرت کو دیکھنا عبادت ہے۔	۲۶
۸	حضرت امیر المومنینؑ کی دامادی	۱۰	۲۸	حضرت کا ذکر عبادت ہے	۲۶
۹	حضرت علیؑ اور رسولؐ کی ایک جان ایک قالب ہونا	۱۰	۲۹	حب علیؑ عبادت ہے	۲۶
۱۰	حضرت علیؑ او حضرت رسولؐ کی ہم مکانی	۱۰	۳۰	حضرت علیؑ خیر البشر ہیں	۲۶
۱۱	حضرت علیؑ کی معیت جبرئیل	۱۰	۳۱	حضرت کے فضائل اکتسابی	۲۷
۱۲	حضرت علیؑ کا احب خلق اللہ ہونا	۱۱	۳۲	حضرت کی عفت و عصمت	۲۹
۱۳	حضرت علیؑ کا محبوب خدا اور رسولؐ ہونا	۱۲	۳۳	حضرت کا صبر و توکل	۲۹
۱۴	حضرت علیؑ کی جان نثاری	۱۲	۳۴	حضرت کا اخلاص	۲۹
۱۵	حضرت علیؑ کی سابقیت اسلام	۱۳	۳۵	حضرت کا عدل	۲۹
۱۶	حضرت علیؑ کی سابقیت نماز	۱۴	۳۶	حضرت کا حلم و بردباری	۲۹
۱۷	حضرت علیہ السلام کا صدیق اکبر ہونا	۱۴	۳۷	حضرت کا عفو و کرم	۲۹
۱۸	حضرت علیؑ کا امام المتقین ہونا	۱۵	۳۸	حضرت کا تقوے	۲۹
۱۹	حضرت کی منزلت ہارونی	۱۶	۳۹	حضرت کا زہد و ورع	۲۹
۲۰	حضرت علیؑ کی امامت	۱۶	۴۰	خلاصہ کلام	۲۹

مسئلہ تفضیل

(جناب مولانا علی شاہ صاحب نظامی حنفی مدظلہ از حیدرآباد دکن)



نحمدہ و نصلے و نسلم

کسی اچھی صفت کا کسی میں بہ درجۂ کمال پایا جانا فضیلت کا باعث ہے اور جب ایسی پاک صفات کا کوئی مجمع علیہ ہو تو وہ اپنے اقران میں ایک افضل فرد مانا جاتا ہے۔ یہ تو رہا ہر قوم و ملت کے ارباب حل و عقد کا مسئلہ کلیہ۔ مگر خلفائے راشدین کے معاملے میں ہمارے فقہا ساری دنیا سے الگ ہو کر صرف ترتیبِ خلافت کو تفضیل کا معیار قرار دیتے ہیں اور معقولیت سے ذرا دور جا پڑتے ہیں۔ بھلا کسی کا کسی منصب یا عہدے پر پہلے مامور ہو جانا کوئی معیار فضیلت کا ہو سکتا ہے؟ کیا سب سے پہلے نبی حضرتِ آدم کو ہم آنحضرت سے افضل مان سکتے ہیں؟ ممکن ہے کہ فضیلت پر ترتیب خلافت کا خیال قرونِ وسطیٰ میں نیا حل ہونے کی وجہ سے خوشگوار رہا ہو مگر آج کل جبکہ معقول و منقول کی عالمگیر اشاعت ہو رہی ہے وہ ایک فرسودہ اور بودا فقہی قیاس نظر آ رہا ہے۔

ائمۂ کلام میں تفضیل بر ترتیبِ خلافت کو معیار قطعیت پر پہونچانے والے ایک ابوالحسن اشعری ہیں۔ باقی اور بزرگوار ابومنصور ماتریدی۔ باقلانی۔ امام الحرمین۔ تفتازانی۔ فارابی۔ ابن رشد غزالی اور علامہ عضد ترتیبِ خلافت کو تو قطعی مانتے ہیں مگر فضیلت برایں ترتیب کو صرف قیاسی اور اجتہادی تصور کرتے ہیں جو معقول سی بات بھی ہے۔ کیونکہ اسلام میں افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کا امام اور خلیفہ بنایا جانا جائز اور منصوص ہے۔ چنانچہ پیغمبر وقت حضرت داؤد کے ہوتے ہوئے طالوت ایک غیر نبی خلیفہ اور امام بنائے گئے اور آنحضرت کے مواجہ میں حضرت ابوبکرؓ نے کئی نمازیں پڑھائیں۔

علامۂ آمدی کہتے ہیں کہ ہمارے سلف مسئلہ تفضیل کو حل نہ کر سکے۔ بعض تو تفضیل بر ترتیبِ خلافت کے معترف رہے بعض حضرت عثمانؓ پر حضرت علیؓ کو ترجیح دیتے تھے اور بعض حضرت علیؓ کو افضل امت مانتے آئے (استیعاب جلد دوم صفحہ ۴۶۷۔ اور تدریب الراوی صفحہ ۲۰۰) اسی وجہ سے حافظ ابن حجر فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۳۵ میں بروایت ہارون بن اسحق یحییٰ بن معین سے راوی ہیں کہ ترتیبِ خلافت کو مانتے ہوئے کسی نے حضرت علیؓ کی سابقیت و قرابت کا اعتراف کیا تو وہ

یقیناً اہل سنت سے ہے۔ اور ابن عبدالبرؒ استیعاب جلد ۲ صفحہ ۴۷۹ میں لکھتے ہیں کہ ہمارے سلف نے افضل امت کون ہیں اسکی کوئی یکسوئی نہ کی۔ چنانچہ سنہ المحدثین معمر بن راشد وغیرہم کا یہ فتویٰ ہے کہ خلفائے ثلاثہ کی تعظیم و تکریم کے ساتھ ساتھ حضرت علیؑ کو افضل امت ماننا کوئی قادح نہیں۔ شیخ محدث دہلوی تکمیل الایمان صفحہ ۸۳ میں علامہ خطابی سے ناقل ہیں کہ ہمارے سلف اس مسئلہ میں ہمیشہ مذبذب رہے چنانچہ وہ ابوبکرؓ خیر من علیؑ و علی افضل من ابی بکرؓ کہا کرتے تھے۔

امیر محمد بن اسمٰعیل یمانی روضہ ندیہ صفحہ ۱۵۹ پر لکھتے ہیں کہ مسئلہ تفضیل کا کوئی قطعی تصفیہ نہ ہو سکا بعض محدثین اہلسنت اور معتزلہ بصرہ فضل بر ترتیب کے زعیم رہے اور بعض سنی محدثین اور معتزلہ بغداد حضرت علیؑ کو افضل امت مانتے تھے۔

علامہ ابن حزم ملل و نحل جلد ۴ صفحہ ۱۱۲ میں لکھتے ہیں کہ امت نے اب تک اسکی یکسوئی نہ کی کہ افضل امت کون تھے۔ بعض معتزلی و مرجیئہ و سنی اور سارے کے سارے شیعہ جناب امیرؑ کو افضل امت مانتے آئے جو بعض اجلِّ صحابہ و تابعین کا بھی مذہب رہا ہے اور بعض سنی۔ معتزلی۔ ناصبی اور کل خارجی حضرت ابوبکرؓ کو ہی افضل امت تسلیم کرتے آئے ہیں۔

علامہ ابن عبدالبر استیعاب جلد دوم صفحہ ۲۰۸ میں ابو اسحٰق سبیعی سے بروایت محمد بن بشار ناقل ہیں کہ سبیعی نے حضرت علیؑ کو افضل ماننے والے بہتؔ صحابیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے علامہ محی الدین نووی شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸ میں حدیث منزلت کی شرح لکھتے ہوئے کہتے ہیں وھذا الحدیث لا حجة فیہ لاحد منھم بل فیہ اثبات فضیلة لعلی ولا تعرض فیہ لکونہ افضل من غیرہ او مثلہ ولیس فیہ دلالة لاستخلافہ بعد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یعنی اس حدیث سے شیعہ کے دعاوی میں سے کسی ایک کی بھی دلیل نہیں ملتی۔ البتہ اس سے فضیلت علیؑ ثابت ہوتی ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ جناب امیرؑ اپنے غیر سے اور اپنے ہمسر سے افضل ہیں۔ لیکن آپ کے خلیفہ بلافصل ہونے کی اس حدیث میں کوئی دلیل نہیں۔

علامہ ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ ہمارے سلف بصرہ حضرت ابوبکرؓ کو اور سلف و خلف بغداد حضرت علیؑ کو افضل امت مانتے ہیں بلکہ بصرہ کے بڑے عالم محمد بن عبدالوہاب جبائی حدیث طیر کی صحت پر اور قاضی القضاة ابو الحسن عبدالجبار بن احمد البصری حدیث منزلت کی نص پر حضرت علیؑ کا ہی افضل امت ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ اور ابو محمد حسن بن نوبختیہ

بھی کفایہ میں روایات فضیلت جناب امیرؑ کی کثرت وصحت کی بناء پر آپ ہی کا افضل امت ہونا ثابت کرتے ہیں لہذا ہم خلف بھی باتباع ائمہ ہدیٰ حضرت امیرؑ کا افضل امت ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ اور بات بھی یہی ہے کہ جناب امیرؑ کی ان گنت اور بڑی چڑھی فضیلتوں کے آگے کوئی بھی ہو تو اور کیا کر سکتا ہے۔"

چنانچہ امیر المومنین حدیث احمد بن حنبل اور نسائی۔ حاکم۔ ابو علی نیسا پوری۔ قاضی اسمٰعیل بن اسحق۔ ابن جریر طبری۔ ابن عقدہ و ابن عبد البر جیسے ائمہ حدیث بالاتفاق معترف ہیں کہ فضائل امیرؑ میں جس کثرت سے صحیح الاسناد حدیثیں آئی ہیں ایسی کسی اور صحابی کی شان میں نہ آئی ہیں۔ (مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۰۷ استیعاب جلد ۲ صفحہ ۴۷۹ اور صواعق محرقہ صفحہ ۷۲)۔

حضرات ابن عباسؓ و ابن مسعودؓ و ابو ذرؓ کا متفقہ بیان ہے کہ علیؑ کی شان میں جس کثرت سے آیتیں نازل ہوئیں کسی اور کی شان میں نہ آئی ہیں۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۲ صفحہ ۳۹۱ و ابو نعیم در حلیہ صفحہ ۶۴ و ریاض صفحہ ۲۰۶ و صواعق محرقہ صفحہ ۷۲ صفحہ ۷۶) نیز حضرات ابی بن کعبؓ و حذیفہؓ و ابن عباسؓ آنحضرتؐ سے ناقل ہیں کہ قرآن میں جہاں بھی یا ایھا الذین آمنوا کا خطاب وارد ہے علیؑ اس گروہ کے سردار اور رئیس ہیں۔ اور حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ کی شان میں ۳۰۰ آیتیں نازل ہیں (صواعق محرقہ صفحہ ۷۶)۔

بعضوں کا یہ تخیل کہ خوارج و بنو امیہ کے برے سلوک کا آنحضرتؐ کو پیش از پیش علم ہونے سے آنحضرتؐ نے بطور حفظ ما تقدم فضائل علی بہ کثرت بیان فرمائے (صواعق صفحہ ۷۳ و ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۵۱) کوئی دل لگتی تاویل نہیں کیونکہ آنحضرتؐ نے باوجود اس علم کے کہ خلفاء ثلاثہ کو بھی مورد طعن بنایا جائے گا ان بزرگوار وں کے اتنے فضائل بیان نہ فرمائے علاوہ بریں آنحضرتؐ کی ذات قدسی صفات کی طرف ایسی بے تکی باتوں کی نسبت دینا بھی سوء ادبی اور گستاخی ہے۔ آنحضرتؐ نے جتنا جس کے متعلق فرمایا وہ عند اللہ بھی اتنے ہی کے مستحق تھے۔

بعضوں کا یہ قیاس کہ شیعہ نے ہماری کتابوں میں حضرت علیؑ کے صدہا وضعی فضائل الحاق کر دئیے ہیں نہایت ہی بھونڈا مغلطہ ہے کیونکہ اسّی سالہ دور بنی امیہ میں فضائل علیؑ تو درکنار نام علیؑ بھی زبان سے نکالنا مستوجب قتل تھا اور شیعیان علیؑ اپنی جان و آبرو کی خیر مناتے دبکے پڑے رہتے تھے۔ اس دور میں جبکہ حقیقی فضائل علیؑ ہی زبان پر نہیں آ سکتے تھے تو وضعی فضائل کا الحاق اور اشاعت جان جوکھم بات تھی۔ اسکے قطع نظر فضائل علیؑ بکثرت روایت کرنے والے حضرات ناصبین علمائے

اہل سنت امام احمد بن حنبل۔ ابن ابی شیبہ۔ اعمش۔ نسائی۔ عبدالرزاق۔ ابو علی نیشاپوری۔ قاضی اسمٰعیل ابن عقدہ۔ ابن مردویہ۔ حاکم۔ ابو حاتم رازی۔ طبرانی۔ ابن جریر طبری۔ ابن عبدالبر۔ ابونعیم۔ دیلمی ابن مغازلی۔ ابن اثیر جزری۔ خوارزمی۔ دولابی۔ سیوطی و ابن حجر مکی وغیرہم مستند ائمہ حدیث ہیں ان کی آنکھوں میں خاک جھونک کر موضوعات کا ادخال ان کی کتابوں میں کارے دارد تھا۔ تدوین کتب سے پہلے انہوں نے ہر روایت کی دیکھ بھال کر لی اور اپنے اطمینان کے بعد ہی ان حدیثوں کو اپنی کتابوں میں داخل کیا اور ہم تک پہونچایا۔ اس پر آج ہمارا یہ کہنا کہ ان کتابوں میں شیعہ کی ساختہ و پرداختہ روایتیں بھری پڑی ہیں ایک طفلانہ عذر ہے۔ بلکہ معاملہ تو اس کے برعکس ہوا ہے۔ خلفائے راشدین کی ختم خلافت کے ساتھ ساتھ بنی امیہ کا اسّی سالہ دور شروع ہو گیا اور اس دور کی چند خصوصیتوں میں استیصال فضائل علیؑ اور سب و شتم علیؑ بہت نمایاں تھا۔ بنوامیہ کی اس مسلسل سعی استیصال مناقب علیؑ کے باوجود آج ہم اہل سنت کی کتب حدیثیہ میں ہزارہا احادیث فضائل علیؑ کا موجود رہنا ہی فضائل امیرؑ کی حقانیت کی دلیل ہے۔ (کتاب الاحداث للعلامہ ابوالحسن علی بن المدائنی) جناب امیرؑ کی توہین و تنقیص کا مرض مسلمانوں میں سنہ ۴۱ھ سے جو شروع ہوا وہ چلکر سنہ ۲۵۶ھ بھی کہیں نابود ہوا چنانچہ علامہ ابن رجبہ اندلسی متوفی سنہ ۶۳۳ھ اپنی کتاب اسمار النبی میں اس وبا کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری جیسا امام فن حدیث بھی اس اثر سے بچ نہ سکا بدانا بما اوردہ مسلم لانه اوردہ بکماله وقطعه البخاری واسقط فیه علی عادته کما مر بی وهو مما عیب علیه فی تصنیفه ماجری ولا سیما ذکر علی ابن ابی طالب۔

ان حالات کے باوجود جناب امیرؑ کے ان گنت فضائل و مناقب کا وجود سب سے بڑا اعجاز ہے۔ خدا کی شان ہے کہ جہاں حکومتیں آپ کے مناقب و فضائل کے استیصال میں اپنا خون پانی ایک کردیں خدا نے ان کے مناقب و فضائل اتنے پھیلا دیئے کہ آج سب سے بڑھ کر آپ ہی کے فضائل ہماری حدیث کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ ایک طرف تو آپ کے خداداد محاسن و مکارم بے شمار نظر آتے ہیں۔ اور دوسری طرف آپ کی فضیلتیں صدہا دکھائی دیتی ہیں۔ سب سے بڑا لطف یہ ہے کہ سب کی سب ثابت بھی ہیں۔ مسلّم بھی۔ مرفوع بھی۔ اور مرسل بھی۔ بڑھی چڑھی بھی اور انوکھی بھی۔

حسب نسب

علیؑ نبیؐ کا حسب ایک۔ نسب ایک۔ اصل ایک۔ فرع ایک۔ علیؑ نبیؐ دونوں قریشی دونوں ہاشمی۔ اور دونوں مطلبی۔ علیؑ کے بھائی نبیؐ۔ نبیؐ کے بھائی علیؑ۔ علیؑ کے باپ نبیؐ کے سگے چچا۔ اور نبیؐ کے باپ علیؑ کے حقیقی چچا۔ علیؑ کی ماں فاطمہؓ بنت اسد۔ ہاشم کی پوتی عبدالمطلب

کی بھتیجی اور عبد اللہؓ و ابو طالب کی چچیری بہن۔ قرشیت پھر ہاشمیت اور اسکے ساتھ مطلبیت شرافت عرب کا اعلیٰ ترین معیار ہے (کنز ج ۷ ص ۲۱۶) اور اسکے علاوہ حضرت علیؑ کا اہلبیت اور آل محمدؐ ہونا شرافت کے علاوہ معیار پر پہونچتا ہے جس پر احادیث کسا ر احادیث مباہلہ اور احادیث یا فاطمہ انکحتک احب اھلی و زوجتک خیر اھل بیتی (کنز جلد ۶ ص ۱۵۳) شاہد ہیں آل محمدؐ ہونے کا شرف اعلیٰ شرف ہے۔ جس پر آنحضرتؐ کو ناز رہا نحن اھل بیتی لا یقاس بنا احد۔ (کنز جلد ۶ ص ۲۱۸) جس کا حضرت علیؑ کو فخر تھا نحن اھل البیت لا یوازینا احد (حلیۃ ابو نعیم ص ۱۶۱ و کنز العمال جلد ۶ ص ۳۶۶) جس کا امام حسنؑ کو افتخار رہا نحن من اھل البیت الذی افترض اللہ مودتھم علی کل مسلم (حاکم جلد ۳ ص ۱۵۳) جس پر امام حسینؑ نے میدان کربلا میں فخر کیا تھا۔ انا اھل بیت نبیکم انا ابن رسول اللہ و ابن ابنتہ اور جس کا امام زین العابدینؑ نے دربار یزید میں اظہار فرمایا۔ نحن اھل البیت لا یساوینا احد اور جس شرف کی اعلیٰ خصوصیت کی وجہ سے حضرت عبد اللہ بن عمر کو تفضیل بین الصحابہ بیان کرتے ہوئے جناب امیرؑ کو الغا کرنا پڑا علیؑ من اھل البیت لا یقاس بھم احد علی مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فی درجۃ ان اللہ تعالےٰ یقول والذین اٰمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم فاطمۃؑ مع رسول اللہؐ و علیؑ مع فاطمۃ (تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۱۲ ص ۲۲ ۔ ریاض النضرہ طبری ص ۲۰۸ مسند عبد الرزاق جلد ۲ ۔ تاریخ بغداد الخطیب جلد اول و تفضیل الثلاثۃ لابی الحسن علی بن احمد بن نعیم و مرقاۃ لعلے القاری) کے ساتھ افضل امت ماننا پڑا۔

اُخوت مشرق جانتا ہے اور مغرب۔ عرب جانتا ہے اور عجم کہ نبیؐ کے بھائی علیؑ اور علیؑ کے بھائی نبیؐ ہیں۔ روم شام واقف ہے کہ علیؑ اور نبیؐ بھائی ہیں اس پر بھی احادیث مرویہ مسلم۔ احمد۔ ترمذی۔ نسائی۔ حاکم۔ طبرانی۔ و ابن ماجہ و کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۴ و استیعاب جلد ۲ ص ۴۷۳ مزید شاہد ہیں اور قرآنی آیت اخوانا علی سرر متقابلین۔ اس اخوت نبیؐ و علیؑ پر نص قاطع ہے۔ منکر انکار کرے کرے مگر واقعہ یہی ہے۔

عینیت حدیث نور امام احمد بن حنبل از عبد الرزاق از معمر از زہری از خالد بن معدان از زاذان از حضرت سلمانؓ کی روایت سے ثابت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تخلیق آدم سے چار ہزار سال پیشتر اللہ کے حضور میں میں اور علیؑ نور ہی نور تھے۔ خلقت آدم کے وقت اس نور کی دو تجلیاں پیدا ہوئیں ایک کا نام محمدؐ اور دوسرے کا نام علیؑ رکھا گیا کیا عینیت کی اس سے

بڑھی چڑھی کوئی اور شہادت ہو سکتی ہے؟

حدیث صحیح و ثابت۔ راوی کل کے کل ثقہ اور رجال صحیحین۔ اس کی تخریج ریاض النضرہ ص۱۹۸ میں اور جواہر الامۃ ص۱۷ میں نیز حافظ ابن عبد البر نے بہجۃ المجالس میں اور حافظ نطنزی نے خصائص علویہ ص۱۶۱ میں اور حافظ وصابی نے اکتفاء ص۱۷۰-۱۶۹ میں کی ہے۔ ان کے علاوہ ابو حاتم رازی نے تفسیر میں حضرت انس رض سے۔ احمد بن حنبل کے فرزند عبد اللہ نے حضرت سلمان رض سے ابن مردویہ و خوارزمی ص۵۹ نے حضرت علی ع سے۔ خطیب و ابن عبد البر نے حضرت ابن عباس رض سے۔ ابن مغازلی نے حضرات سلمان رض و جابر رض و ابو ذر غفاری رض سے۔ دیلمی ص۱۰۱ و نطنزی نے حضرت سلمان رض سے اور رافعی نے حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت کی ہے اس حدیث کی صحت و توثیق اساطین محدثین سے ثابت و مسلم منکر بھی ان کے پڑھنے کے بعد بول اٹھے گا کہ حضرت علی ع کی یہ بہتم بالشان خصوصیت لاجواب ہے۔

نفس رسول ص آیت مباہلہ ندع ابناء نا و ابناء کم و نساء نا و نساء کم و انفسنا و انفسکم کے لفظ انفسنا سے جناب امیر ع کا نفس رسول ص ہونا ثابت اور احادیث مرویہ حاکم جلد ۳ ص۱۵۰ و صواعق محرقہ ص۱۰۱ سے موثق۔ نیز حدیث علی نفسی مرویہ حضرت عائشہ رض و ام سلمہ رض و عمرو بن عاص مذکورہ کنز العمال جلد ۶ ص۴۰۰ و خوارزمی ص۸۹ و ص۱۰۹ و صواعق محرقہ ص۱۰۱ سے اور نیز حدیث انت منی و انا منک سے مسلم۔ جب ہی تو جناب امیر ع نے یوم شوریٰ ۳۰۰ صحابیوں کے مجمع میں پوچھا بھی کہ تم میں میرے سوائے کوئی اور بھی ہے جس کو آنحضرت ص نے اپنا نفس کہا ہے؟ صحابہ نے یک زبان ہو کر کہا اللھم لا (صواعق محرقہ ص۹۳ - ص۱۰۱)

ان احادیث صریحہ اور واقعہ مباہلہ سے مبرہن ہے کہ انفسنا سے خدا کی مراد علی ابن ابیطالب ع ہی تھی ورنہ آنحضرت ص حضرت علی ع کو ساتھ نہ لیتے۔ یہ بات صاف ہے کہ حضرت علی ع بعینہ آنحضرت ص تو نہ تھے۔ پس لفظ انفسنا سے حق سبحانہ کو اس شدید مشابہت اور یگانگی کا اظہار مقصود تھا جو نبی ص و علی ع میں موجود تھی یعنے نبوت و رسالت کے سوائے جناب امیر ع سارے صفات محمدی میں رنگے ہوئے تھے۔ چونکہ آنحضرت ص افضل خلق تھے لہذا حضرت علی ع جو کل صفات محمدیہ سے متصف تھے لازماً افضل ثابت ہوئے کیونکہ **افضل کا نفس اور افضل کا نظیر بھی افضل** ہی ہونا چاہیئے۔ لبعضوں نے انفسنا میں سارے بنو ہاشم کو بھی جو شامل کیا ہے وہ واقعہ مباہلہ کے خلاف۔ منشائے ایزدی کے خلاف۔ احادیث صحیحہ کے خلاف۔ اور عقل و انصاف کے خلاف ہے۔

نظیرِ محمدؐ

آپ کا نظیرِ محمدؐ روحی فداہ ہونا احادیث علیؑ نظیری مرویۂ صغیر طبرانی ص۱۶۴ و دیلمی ص۱۹۸ و کنز العمال جلد ۶ ص۱۹۳ و ریاض نضرہ ص۱۶۴ سے ثابت۔ حضرت علیؑ نے یوم شوریٰ ۵۰۰ صحابیوں کے مجمع میں پوچھا کہ تم میں میرے سوائے وہ کون ہے جس کو آنحضرتؐ نے اپنا نظیر فرمایا۔ صحابہ نے کہا اللھم لا (کنز جلد ۶ ص۱۵۶) حدیث علیؑ نظیری کے معنے ارباب ظاہر کچھ بھی کریں مگر ارباب کشف اس کے معنے یہ کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ فنا فی الرسولؐ تھے

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی ۔۔۔ تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کا مطلب احادیث انا و علی من نور واحد سے (۲) انا و علی من طینۃ واحدۃ سے (۳) لحمک لحمی دمک دمی سے (۴) علی منی وانا منہ سے (۵) علیؑ نفسی سے (۶) علی نظیری سے (۷) اور علی منی کروحی فی جسدی سے صاف صاف مترشح ہے کہ نہیں؟۔

مماثلت انبیاءؑ

آنحضرتؐ کا حضرت علیؑ کو مماثل انبیائے سابقہ ٹھہرانا احادیث مرویۂ عبدالرزاق و احمد بن حنبل و بیہقی و ابو حاتم و عاصمی و ابن شاہین و حاکم و ابن مردویہ و طبرانی و قزوینی و خطیب و حاکمی و ابو نعیم و ابن المغازلی و دیلمی و نطنزی و خوارزمی و محمد بن طلحہ قرشی و محمد بن یوسف گنجی الشافعی و محب طبری و ابن الصباغ المالکی و مذکورہ ریاض نضرہ ص۲۱۸ و حلیہ ابو نعیم و خوارزمی ص۳۵ و ص۴۱ و دیلمی ص۱۴۹ و مطالب السئول ص۲۷ و کفایت الطالب ص۲۲ و ذخائر العقبیٰ ص۲۱ سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر الصدیقؓ نے جب آنحضرت سے یہ حدیث سنی تو حضرت علیؑ کو ان لفظوں میں مبارکباد دی۔ من مثلک یا ابا الحسن تمہارے برابر کون ہے اے ابوالحسن۔ ان حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا آدمؑ جیسا عالم۔ نوحؑ جیسا ذی فہم۔ ابراہیمؑ جیسا حلیم۔ موسیٰؑ جیسا وجیہ و جلیل عیسیٰؑ جیسا تقی و نقی اور محمدؐ جیسا ہادی و رشید اگر دیکھنا ہو تو علی ابن ابی طالبؑ کو دیکھ لو۔ آنحضرتؐ کا ارشاد غلط ہو نہیں سکتا۔ حضرت علیؑ میں سارے صفات انبیاء علیہم السلام موجود تھے چونکہ انبیاء سارے صحابہ سے مطلقاً افضل ہیں اس لئے حضرت علیؑ بھی جن کو آنحضرتؐ نے مماثل انبیاء ٹھہرایا ہے افضل صحابہ ہوئے حدیث مماثلت اتنی مشہور و صحیح ہے کہ صوفیہ نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے چنانچہ حضرت فریدالدینؒ عطار کہتے ہیں۔

اے پسر تو بے نشانی از علیؑ ۔۔۔ عین و لام و یا بدانی از علیؑ

مصطفےٰ گفتش تو ئی آدمؑ بہ علم | نوحؑ فہم و حضرت ابراہیم حلم
ہم چو عیسیٰؑ زہد و موسیٰؑ بطش کیست | گر نمی دانی تو بشنو آں علیؑ است

دامادی مشرق میں مسلّم۔ مغرب میں مسلّم۔ شمال میں مشہور۔ جنوب میں معروف کہ علیؑ بی بی فاطمہؑ کے شوہر اور بی بی فاطمہؑ علیؑ کی بی بی ہیں بلکہ یہ بھی کوئی چھپی بات نہیں کہ ان دونوں کا عقد بھی وحیٔ خداوندی سے ہوا تھا۔ (کنز العمال جلد ۶ صـ۱۵۲ و صـ۱۵۴ و صواعق صـ۴۲ و صغیر سیوطی صـ۵۸ و دیلمی صـ۸۰ و ریاض النضرہ صـ۱۸۳) جو بی بی صدیقہ طاہرہ طیبہ اور معصومہ ہو۔ جو زنانِ امت کی سردار ہو۔ جو ساری مسلمان عورتوں کی سیّدہ ہو جو زنانِ عالم سے بہتر ہو جو زنانِ جنت کی پیشوا ہو اُس کا شوہر صدیق و طاہر و طیب کیونکر نہ ہوگا؟

ایک جان و ایک قالب علیؑ نبیؐ کی جان ایک۔ طینت ایک۔ فطرت ایک۔ حقیقت ایک۔ خون ایک۔ گوشت پوست ایک۔ حسب نسب ایک۔ ذات ایک۔ اور کنبہ ایک لحمک لحمی ودمک دمی (مرویۂ خوارزمی صـ۸۵ و مناوی جلد ۲ صـ۱۹۲ و دیلمی صـ۲۲۱ و کنز العمال جلد ۶ صـ۱۵۴) اور حدیث علی منی کروحی فی جسدی (کنز ج ۶ صـ۱۵۹)۔ اور حدیث علی کنفسی (کنز ج ۶ صـ۴۰۰) اور حدیث انا و علی من شجرۃ واحدۃ (حاکم و طبرانی و دیلمی صـ۲۱۷) اور حدیث انا و علی من نور واحد (دیلمی صـ۸۱) انت منی و انا منک (بخاری و مسلم و نسائی) علی اصلی و جعفر فرعی (طبرانی در صغیر صـ۵۵ و کنز جلد ۶ صـ۱۵۳ و مناوی صـ۱۱۶) وغیرہم سے علیؑ و نبیؐ کی روحانی و جسمانی یگانگی ظاہر ہے۔

ہم مکانی بمجوائے حدیث نور ازل سے علیؑ و نبیؐ متحد رہے اور دنیا میں بھی ایک جان و ایک قالب ایک گھر میں رہے اور آخرت میں بھی ہر دو مقدس نفوس کی یکجائی آیت والذین آمنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم سے۔ آیت اخوانا علی سرر متقابلین سے اور نیز احادیث انا و علی و فاطمۃ وابناہما لفی مکان واحد مرویۂ کنز ج ۶ صـ۳۹۰ و صـ۱۵۶ و صـ۱۵۷ و ازالۃ الخفاء صـ۲۶۲ سے اور حدیث صحیح حضرت ابن عمر علیٌّ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی درجتہ مرویۂ عبدالرزاق و مندرجہ تیسیر الباری شرح بخاری پ ۱۲ صـ۴۳ و ریاض النضرہ صـ۲۰۰ سے ثابت ہے۔

معیّت جبرئیل بیس جلیل القدر صحابۂ رسولؐ مثل حضرات عمرؓ و علیؑ و حسنؑ و ابن عباسؓ و ابن عمرؓ و سہل بن سعدؓ و سلمہؓ بن اکوع و عمران بن حصینؓ و ابوہریرہؓ و

سعد بن ابی وقاصؓ و جابرؓ و بریدہؓ و ابورافعؓ و ابوسعیدؓ و ابوبرزہؓ و ابولیلیٰؓ و حسان بن ثابتؓ و زبیرؓ بن عوام و عامر بن سعدؓ رضی اللہ عنہم کی مرویہ حدیث خیبر مذکورہ خصائص نسائی صفحہ ۴ و صفحہ ۲ و مسند احمد بن حنبل و مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۳۷ و عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۶۲۲ و حلیہ ابونعیم صفحہ ۶۵ و ریاض صفحہ ۱۹۰ و کنز جلد ۶ صفحہ ۳۹۵ و ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۶۴ سے **حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت جبرئیل کا رہنا ثابت ہے۔**

احب خلق اللہ

جناب امیرؑ کا احب الخلق الی اللہ والی الرسولؐ ہونا مشہور و معروف حدیث طیر سے ثابت اور مسلّم۔ جسکی ۱۳ صحابیوں نے بیانوے تابعیوں نے اور چھیاسی محدثین نے روایت کی۔ بلکہ جسکی تین تابعین نے صرف ایک انسؓ بن مالک سے روایت کی ہے ذہبی تلخیص مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۳۱ میں لکھتے ہیں کہ حدیث طیر ہرگز موضوع نہیں اس کے طرق بکثرت ہیں اکیلے حضرت انسؓ سے ۳۰ جلیل المرتبت تابعیوں نے اس کی سماعت و روایت کی ہے۔ تقی الدین سبکی تلمیذ ذہبی طبقات شافعیہ میں کہتے ہیں کہ حدیث طیر کی صحت کے بعد حضرت علیؓ کا افضل امت ہونا بدیہیات سے ہے۔ حدیث طیر کو ۳۳ ائمہ حدیث نے تسلیم کیا ہے جن میں امام ابوحنیفہ و ترمذی و ابوحاتم رازی و بزار و نسائی و ابن ابی حاتم و ابویعلی و امام احمد بن حنبل و ابوجعفر طبری و ابن شاہین و حاکم ابن مردویہ و ابونعیم و بیہقی و ابن حجر عسقلانی و ابن حجر مکی اور سیوطی و غیرہم بھی ہیں۔ حدیث طیر کے سارے طرق جمع کرنے والوں میں امام ابوبکر ابن مردویہ۔ حافظ ابوطاہر محمد بن احمد بن حمدان و امام ابوجعفر طبری و علامہ ابن عقدہ و ابونعیم اور امام ذہبی ہیں۔ ان حضرات نے مستقل کتابیں حدیث طیر کی لکھی ہیں۔ ذہبی تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ صفحہ ۲۴۵ میں لکھتے ہیں واما حدیث الطیر فلہ طرق کثیرۃ جداً وقد افردتھا بمصنف و مجموعھا یوجب ان یکون الحدیث لہ اصل واما حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلہ ایضاً طرق جیدۃ وقد افردت ذلک ایضاً (حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۳۰ اسد الغابہ جلد ۴ صفحہ ۳۰ خواص الامہ صفحہ ۲۳ جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۹۹ خوارزمی صفحہ ۶۴ لسان المیزان ابن حجر جلد اول صفحہ ۱۷۷ و منہاج ابن تیمیہ جلد ۴ صفحہ ۹۹ و خصائص نسائی صفحہ ۴ و ریاض النضرہ صفحہ ۱۶۰ ابن حجر مکی شرح قصیدۂ ہمزیہ صفحہ ۳۰۶ مصابیح السنۃ للبغوی جلد دوم صفحہ ۲۰۲ و کنز ج ۶ صفحہ ۴۰۶ و ازالۃ الخفا صفحہ ۲۶۲ از شاہ ولی اللہ و بستان المحدثین صفحہ ۴۱ از شاہ عبدالعزیز دہلوی)

بعض حضرات نے اس کی یہ انوکھی تاویل نکالی ہے کہ آنحضرتؐ کے الفاظ اللھم ائتنی

با حب الخلق الیک و الی سے احبّ خلق اللہ بہ جمیع امور مراد نہیں ہے۔ حدیث میں نہ کوئی تخصیص نہ تعیین نہ شذوذ اور نہ نکارت۔ اس جدت پسندی کے کیا کہنے ہیں؟ فصحائے عرب وعجم اس ہندوستانی تاویل کے قربان جائینگے۔ حدیث صاف و ثابت ہے احب الخلق الی اللہ والی سے واضح ہے کہ حضرت علیؑ من کل الوجوہ خدا و رسولؐ کے محبوب ترین ہیں۔ اور اسی لئے وہ افضل ہیں۔

محبوب خدا و رسولؐ احادیث مشہورہ و متواترہ خیبر لاعطین الرایۃ غداً رجلاً یحب اللہ و رسولہ مرویۂ بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی وغیرہم سے ثابت ہے کہ حضرت علیؑ آنحضرتؐ کی زبان وحی ترجمان سے محبّ خدا و رسولؐ اور محبوب خدا و رسولؐ ٹھہرے اور جس کو یہ مرتبہ حاصل ہو وہ افضل امّت کیسے نہ ہوگا؟۔

جان نثاری حضرت علیؑ کی جان نثاری اتنی مہتم بالشان رہی کہ جنگ اُحد میں حضرت جبرئیلؑ نے بھی نہایت تعجب سے کہا یا محمد ما ھذہ المواسات فقال علی منی و انا منہ (ابو جعفر طبری و مدارج جلد دوم) بدر ہو کہ احد۔ حنین ہو کہ خندق طائف ہو کہ خیبر۔ علیؑ کی جان بازی اور جیداری نے لڑائی میں مسلمانوں کا بول بالا رکھا۔ آیت کفی اللہ المؤمنین القتال کی تفسیر ثعلبی ابن ابی طالبؑ جناب امیرؑ کی جیداریوں کا ثمرہ ہے امام حسن بصری غزوۂ اُحد کی نسبت کہتے تھے طوبیٰ لجیش امیرھم رسول اللہ و مبارزھم اسد اللہ و جہادھم طاعۃ اللہ۔ جناب امیرؑ نے اپنی عدیم النظیر بہادری کے صلہ میں لا فتیٰ الا علی کا خطاب جنگ احد میں اور لمبارزۃ علی ابن ابی طالبؑ یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ کی فضیلت جنگ خندق میں اور کرار غیر فرار کا لقب جنگ خیبر میں زبان رسالت سے پایا۔ اور محب خدا و رسولؐ اور محبوب خدا و رسولؐ کا مرتبہ حاصل کیا۔

جناب امیرؑ کی ان کھلی بہادریوں کے علاوہ شب ہجرت والی مردانگی اور جان بازی اپنی آپ نظیر رہی۔ بستر آنحضرتؐ پر آنحضرتؐ کے لباس پہنے ہوئے ہو بہو آنحضرتؐ بنے رات بھر کفار کے تیروں کا ہدف ہونے چپ چاپ پڑے رہنا اور بالفاظ حدیث و بات الکفار یرمون علیاً بالحجارۃ والسھم یحسبونہ محمداً محمدؐ بنے ہوئے محمدؐ روحی فداہ پر سے تصدق اور نثار ہونا یقیناً شیر خدا ہی کا حوصلہ تھا (سیرۃ محمد ابن اسحاق۔ تاریخ طبری۔ خصائص نسائی۔

استیعاب۔ مسند ابو داؤد طیالسی مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۳۳ و ریاض نضرہ صفحہ ۲۰۳ و دیلمی صفحہ ۲۵ وصواعق و ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۶۷ و مدارج جلد دوم) اسی جانبازی کا خدائی تمغہ آپ کو ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد کے مرصع الفاظ میں ملا ہے۔

سابقیت اسلام جناب امیرؑ کی سابقیت والسابقون السابقون اولئک ھم المقربون اور اس کی تفسیر بنوی مرویہ ثعلبی وابو حاتم وابن مردویہ وواحدی وسیوطی وغیرہم سے مسلّم۔ نیز احادیث نبوئیؐ یا علی انت اول من آمن بی (حاکم وطبری صفحہ ۱۵۵ وکنز جلد ۶ صفحہ ۱۵۹) ان ھذا اول من آمن بی (طبرانی وبزار ونسائی وکنز جلد ۶ صفحہ ۱۵۶) انک اول المسلمین اسلاماً واول المومنین ایماناً (احمد ودیلمی صفحہ ۳۱۴ وریاض صفحہ ۱۵۵) اولکم اسلاماً علی (حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۳۶ وریاض صفحہ ۱۵۵ وکنز جلد ۶ صفحہ ۱۵۶) اول ھذہ الامۃ ورودًا علی الحوض اولھا اسلاماً علی ابن ابیطالب (ابن ابی شیبہ جلد ۹ صفحہ ۳۳ واستیعاب جلد ۲ صفحہ ۴۷ وریاض صفحہ ۱۵۵) نیز حضرات عمر ابن الخطابؓ۔ ابو بکرؓ الصدیق۔ عائشہؓ۔ ام سلمہؓ وحذیفہؓ وبراءؓ ابن عازب وسلمانؓ وابو ذرؓ ومقدادؓ وخبابؓ وزیدؓ بن ارقم وابن عباسؓ وجابرؓ وابو سعیدؓ وانسؓ وخزیمہؓ وابو لیلیٰؓ وعمارؓ ویعلیٰؓ بن مرہ وعفیف کندیؓ وابن مسعودؓ وعتبہؓ بن ابی لہب وعباسؓ بن عبد المطلب ورخود علی ابن ابیطالبؑ جیسے اولو العزم صحابہ کی شہادتوں سے موثق ہے (ملاحظہ ہو استیعاب صفحہ ۴۷ جلد ۲ وزرقانی جلد اول صفحہ ۲۹۰ ومستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۱۲ وصفحہ ۱۳۶ وکنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۴ وخصائص نسائی صفحہ ۲ وریاض نضرۃ طبری صفحہ ۱۵۵ وصفحہ ۱۵۸ وفردوس دیلمی صفحہ ۸ وازالۃ الخفاء صفحہ ۲۴۰ شاہ ولی اللہ) بلکہ سیرۃ محمد بن اسحاق اور اصابہ ابن حجر سے تو جناب امیر کا سابق السابقین بعد حضرت خدیجہؓ ہونا باجماع صحابہ ثابت ہے۔ خود حضرت علیؑ نے بروایات حاکم واحمد بن حنبل وامام نسائی یوم شوریٰ مجمع صحابہ میں کہا انا اول من اسلم وصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صحابہ نے اس کا اعتراف کیا نیز آپ نے انا الصدیق الاکبر امنت قبل ان یومن ابو بکرؓ واسلمت قبل ان یسلم (نسائی وابن قتیبہ وریاض صفحہ ۱۵۵ وکنز جلد ۶ صفحہ ۴۰۵) اور انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر امنت قبل الناس سبع سنین (نسائی صفحہ ۳ ابن ماجہ صفحہ ۱۲ حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۱۲ وکنز جلد ۶ صفحہ ۳۹۴) کے اعلانوں سے اپنا سابق السابقین ہونا ثابت کیا ہے۔ حضرت علیؑ کے اس دعوے کی شہادت ۳۰ مرفوع

اور ۵۰ موقوف روایتوں سے ملتی ہے۔ آپ کی اس سبقت اسلامی نے ایک جماعت صحابہ و تابعین و اعلام محدثین کو اس فیصلہ پر متفق کر دیا کہ حضرت علیؑ ہی افضل امت ہیں۔

سابقیت نماز احادیث مرفوعہ اول من صلّی معی علی (امام نسائی صہ و حاکم جلد ۳ صہ ۱۱۲ و طبرانی و البغوی و بزار و کنز العمال جلد ۶ صہ ۱۵۶، ۳۹۴ و ریاض نضرہ صہ ۱۵۸ و استیعاب جلد ۲ صہ ۴۷) سے جناب امیر کا سابق فی الصلوٰۃ ہونا ثابت۔ نیز شہادت حضرات ابن عباسؓ و ابن مسعودؓ و بریدہؓ و انسؓ و زید بن ارقمؓ و ابو رافعؓ و سلمانؓ و ابو ذرؓ و خبابؓ و مقدادؓ و براء بن عازبؓ و حذیفہؓ و غیرہم سے بالفاظ اول من صلّی مع رسول اللّٰہ علی (مرویہ نسائی صہ ۱ و فردوس دیلمی صہ ۸ و حاکم جلد ۳ صہ ۱۱۲ و ترمذی و مسند احمد) مسلّم۔ ملاحظہ ہوں استیعاب جلد دوم صہ ۴۷ و ازالۃ الخفا صہ ۲۶۲ و کنز العمال جلد ۶ صہ ۳۹۴۔ خود حضرت علیؑ نے بارہا کہا عبدت اللّٰہ قبل ان یعبدہ احد من ھذہ الامۃ (استیعاب جلد ۲ صہ ۴۷ و کنز جلد ۶ صہ ۳۹۵ و نسائی صہ ۳) علاوہ بریں اعلان نبوت آنحضرتؐ کے کچھ دنوں بعد ہی حضرات عباسؓ و عفیف کندیؓ و عبد اللّٰہ بن مسعودؓ نے صرف آنحضرتؐ حضرت خدیجہؑ اور علیؑ کو ہی نماز پڑھتے کعبہ میں دیکھا تھا اور اسکی شہادت حضرت عباسؓ نے ان لفظوں میں دی واللّٰہ ما علی الارض علی ھذا الدین غیر ھؤلاء الثلاثۃ (خصائص نسائی صہ ۲ تاریخ بخاری مستدرک حاکم جلد ۳ مسند احمد بن حنبل و صغیر طبرانی و کنز العمال جلد ۶ صہ ۳۹۶ و ریاض النضرہ طبری) **نماز قرآن و حدیث سے افضل عبادت ہے۔** خلفائے راشدین میں حضرت علیؑ ہی سب سے پہلے اور سب سے آخر نمازی رہے ہیں۔ انہی کی نمازیں سب سے زیادہ رہیں۔ نمازیں بھی وہ جن کی تعریف خدا نے سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود سے فرمائی اور جس کی شان لا اعبد ربًا لم ارہ رہی پھر علیؑ کے افضل امت ہونے میں کیا تردد ہو سکتا ہے؟

صدیق اکبر احادیث صحیحہ الصدیقون ثلاثۃ مومن آل فرعون و مومن آل یٰسین و علی ابن ابی طالب و ھو افضلھم سے (صواعق محرقہ صہ ۷۴، و کنز العمال جلد ۶ صہ ۱۵۲ و ریاض النضرہ صہ ۱۵۴) روایات ھذا الصدیق الاکبر و ھذا فاروق الامۃ (کنز جلد ۶ صہ ۱۵۶) و انت الصدیق الاکبر و انت فاروق الامۃ سے (ریاض صہ ۱۵۵ و دیلمی صہ ۲۲۱ و صواعق صہ ۲۵) جناب امیرؑ کا مخاطب بہ "صدیق اکبر" ہونا ثابت ہے نیز حضرت علیؑ نے مجمع صحابہ میں اس کا بار بار اعلان بھی کیا اور صحابہ نے اس پر

سکوت کیا ہے۔ فرماتے ہیں انا الصدیق الاکبر آمنت قبل ان یومن ابوبکر (ریاض ص۱۵۷ وکنز جلد ۶ ص۴۰۵ وخصائص نسائی ص۳) انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر لا یقولہا بعدی الا کاذب آمنت قبل الناس سبع سنین قبل ان یعبدہ احد من ھذہ الامۃ (حاکم جلد ۳ ص۱۱۲ نسائی ص۱ وابن ابی شیبہ جلد ۶ ص۳۲۵ وص۳۲۶ وابن ماجہ ص۱۲ وکنز ج ۶ ص۳۹۴) ابن ماجہ نے اسکی روایت محمد بن اسمٰعیل راوی سے اس نے عبید اللہ بن موسیٰ سے اس نے علاء بن صالح سے اس نے منہال بن عمرو سے اس نے عباد بن عبد اللہ سے کی ہے اور سب کے سب صدوق وثقہ ہیں۔ عباد بن عبد اللہ کی نسبت لکھتے ہیں وہ بروایت علی بن مدینی ضعیف ہیں مگر ابن حبان نے انہیں ثقہ لکھا ہے ابن ماجہ ونسائی اور حاکم نے اُن سے حدیث روایت کی ہے۔ منہال بن عمرو کو ابن معین۔ نسائی عجلی ابن حبان وغیرہم نے ثقہ مانا ہے۔ امام نسائی نے احمد بن سلیمان الرہاوی سے جو ثقہ ہے اس کی روایت کی اور انھوں نے عبید اللہ بن موسیٰ سے انھوں نے علاء بن صالح سے انھوں نے منہال بن عمرو سے انھوں نے عباد بن عبد اللہ سے انھوں نے جناب امیرؑ کو یہ فرماتے سنا ہے۔ نسائی جیسے سخت اور متشدد نے عباد بن عبد اللہ کی روایت لی ہے تو عباد کی ثقاہت کے لئے بہت کافی ہے۔ اس حدیث کا انکار اسکے بعد محض تعصب ہے علامہ محب طبری اور علامہ خجندی کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کو صدیق اکبر کا خطاب دیا تھا۔

امام المتقین احادیث ان اللہ تعالے اوحی الیّ فی علی انہ امام المتقین (کنز جلد ۶ ص۱۵۷) ان اللہ تعالیٰ اوحی الیّ ان علیا سیّد المسلمین وامام المتقین (حاکم جلد ۳ ص۱۳۸) مرحبا بسیّد المسلمین وامام المتقین (خوارزمی ص۲۲۹ وکنز جلد ۶ ص۱۵۷) سے جناب امیر کا امام الاتقیا ہونا واضح اور ثابت ومسلّم ہے۔ آپ کا سب سے بڑا اتقا یہ تھا کہ از عہد تا لحد بت پرستی نہ کی ما عبد الوثن قط لصغرہ ومن ثم یقال کرّم اللہ وجہہ دون غیرہ من الصحابۃ (صواعق ص۷۲) جس کی تصدیق آنحضرتؐ نے فرمائی ثلاثۃ ما کفروا باللہ طرفۃ عین مومن آل فرعون ومومن آل یٰسین وعلی ابن ابیطالب (صواعق ص۷۲ وکنز جلد ۶ ص۱۵۲ وریاض النضرہ ص۱۵۸) چونکہ جناب امیرؑ بفحوائے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کے امام الاتقیا کے لقب سے ممتاز رہے ہیں لہذا آپ افضل ہوئے۔

منزلت ہارونی حدیث صحیح و مشہور و متواتر انت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ سے مسلم ہے جس کی روایت ۲۱ صحابیوں نے ۹۲ تابعیون نے اور ۵۵ محدثین اعلام نے کی ہے اس حدیث سے جناب امیرؑ کی قطعی افضلیت مترشح ہے چنانچہ علامہ نووی شارح مسلم لکھتے ہیں وھذا الحدیث لاحجة فیہ لاحد منھم بل فیہ اثبات فضیلة لعلی ابن ابیطالب ولا تعرض فیہ لکونہ افضل من غیرہ او مثلہ ولیس فیہ دلالة لاستخلافہ بعدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (صحیح مسلم جلد دوم ص۲۷) یعنے اس حدیث سے کسی دعاوی شیعہ کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔ البتہ اس سے افضلیت علیؑ ثابت ہوتی ہے۔

امامت احادیث علی امام الاولیاء (خوارزمی ص۲۴۳ وابن مردویہ از حضرت ابوبرزہؓ) علی امام البررة (حاکم جلد ۳ ص۱۲۹ وصغیر سیوطی ص۵۵ وصواعق ص۷۵ وکنز جلد ۶ ص۱۵۳ ومناوی ص۱۱۱) انہ رایة الھدی ومنار الایمان وامام الاولیاء (حلیة ابونعیم جلد ا ص۶۶) من کنت امامہ فعلی امامہ (دیلمی ص۱۳۹ از سیدۂ عالم فاطمة الزہراؑ) سے جناب امیرؑ کا امام امت ہونا ثابت ہے نیز اقوال صحابہ مثل شعر حسانؓ بن ثابت فقال لہ قم یا علی فاننی + رضیتک من بعدی اماما وھادیا سے اور شعر حضرت قیسؓ بن سعدؓ بن عبادہ وعلی امامنا وامام + لسوانا بہ اتی التنزیل سے مشہور ہے۔ خواجہ فرید عطار فرماتے ہیں۔

زمشرق تا بہ مغرب گر امام است   علی و یازدہ پسرش تمام است

جن کی تعداد وعلی یا بہا کے لفظ یا بہا سے جو گیارہ بحساب ابجد ہے ثابت ہو جاتی ہے۔ حق سبحانہ نے انی جاعلک للناس اماما کے نص سے حضرت ابراہیمؑ کو امام بنایا تو آپ نے ومن ذریتی کے معروضہ سے اپنی ذریت کی امامت بھی چاہی تو ارشاد ہوا مگر تمہاری وہ ذریت جو کافر و مشرک ہوگی وہ امام نہ ہوسکے گی۔ قال لاینال عھدی الظالمین اور قرآن نے شرک کو ظلم اور مشرک کو جا بجا ظالم کہا ہے۔

حضرت علیؑ ذریت ابراہیمی کے وہ فرد فرید تھے جس نے طرفة العین کے لئے بھی از شکم مادر تا ارتحال بگور نہ کبھی شرک کیا اور نہ کفر جن کی شہادت نبی آخرالزمان کے الفاظ ثلاثة ماکفروا باللہ طرفة عین مومن آل فرعون ومومن آل یٰسین وعلی ابن ابیطالب میں آج تک

موجود ہے لہٰذا آپ بحکم خداوندی امام بنائے گئے جس پر یہ حدیث مرفوع شاہد ہے حدثنا عبد الرزاق عن ابیہ ھمام عن میناعن عبد اللہ ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال انا دعوۃ ابی ابراھیم قلنا یا رسول اللہ فکیف صرت دعوۃ ابراھیم قال اوحی اللہ عزوجل الی ابراھیم انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عھدی الظالمین فقال ابراھیم عندھا ذلک واجنبنی وبنی ان نعبد والاصنام قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانتھت الدعوۃ الیّ والی علی ابن ابیطالب لم یسجد احد نا الصنم قط فلتخذنی نبیًا رسولا واتخذ علیا اماما وصیًا عبد الرزاق نے اپنی مسند میں روایت کی کہ آنحضرتؐ نے ایک دن فرمایا میں دعائے ابراہیم ہوں۔ ہم نے عرض کیا وہ کس طرح فرمایا خداوند تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کو ذریعہ وحی ارشاد فرمایا ہم نے تم کو امام بنایا ہے۔ حضرت ابراہیم نے اپنی اولاد کیلئے بھی امامت چاہی تو حق سبحانہ نے فرمایا اچھا اگر تمہاری ذریت کے مشرک میرے وعدہ میں نہیں آسکیں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اس پر حضرت ابراہیم نے دعا کی کہ خدایا مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے محفوظ رکھ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا دعائے ابراہیم مجھ پر اور علیؑ پر ختم ہوگئی نہ میں نے کبھی بت پرستی کی اور نہ علیؑ نے لہٰذا خدا نے مجھے نبی ورسولؐ بنایا اور علیؑ کو امام اور وصی کیا۔

مولائے امت

حدیث صحیح ومتواتر من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے جناب امیرؑ کا ہمارے مولیٰ ہونا ثابت جس کی روایت یکصد وتیرہ ۱۱۳ صحابہ نے کی اور جملہ محدثین اہل سنت الّا بخاری مسلم اور ابو داؤد کے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں روایت کرتے آئے ہیں چنانچہ زہری متوفی ۱۲۴ھ اور امام ابو حنیفہ متوفی ۱۵۰ھ اگر سابق السابقین ہیں تو شیخ محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ اور شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ آخرین میں ہیں۔ یہ حدیث جمہور اہلسنت کے پاس مشہور وصحیح وثابت ہے مگر یاران نکتہ شناس آئے دن کی تاویلیں اس واقعہ کے جھٹلانے کے لئے نکالتے ہی جا رہے ہیں۔

ناصبی کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ حجۃ الوداع میں شریک نہ تھے۔ مگر احادیث بخاری مسلم و دیگر صحاح کہتے ہیں کہ شریک تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حدیث متواتر نہیں مگر ابن جریر طبری۔ حاکم۔ ابن عقدہ۔ طحاوی۔ ابن حجر۔ ذہبی۔ علی القاری و سیوطی اُس کو حدیث مشہور و متواتر کہتے ہیں۔

ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نے کتاب الولایۃ نامی رسالہ میں اس کے ۷۰ طرق لکھے ہیں۔ ابن عقدہ متوفی ۳۳۳ھ
نے حدیث الموالاۃ نامی کتاب لکھی اور اس میں اس کے ۱۲۸ طرق جمع کئے ہیں۔ علامہ حسکانی متوفی
۴۷۰ھ نے بارہ۱۲ جزو کا رسالہ حق الموالاۃ لکھا اور اس میں ۷۰ طرق اس کے روایت کئے۔
علامہ ابو سعید مسعود سجستانی متوفی ۴۷۷ھ نے ۱۷ جزو کا رسالہ درایہ فی حدیث الولایہ لکھا اور ایک
سو بیس۱۲۰ صحابہ سے اسکی روایت کی ہے۔ شیخ محمد بن جوزی الشافعی نے ایک رسالہ میں اس کو اسّی
صحابیوں سے روایت کیا ہے۔ اگر کوئی حدیث جو ۱۲۰ صحابہ سے مروی ہوا اور جس کی روایت
ایک سو۱۰۰ اعیان محدثین نے اپنی کتابوں میں کی ہوں اور جو ۲۰۰ھ ہجری سے ۱۳۰۰ ہجری تک ہر قرن
و ہر صدی کے محدثین سے روایت پا چکی ہو اور جس کے ۱۲۸ طریقے مروی ہوں اور جس کے طرق
اعیان ملت نے جداگانہ رسالوں میں جمع کر چکے ہوں محض نام علیؑ کی وجہ سے حدیث متواتر
نہ سمجھی جائے تو پھر ہماری حدیث دانی کا خدا ہی حافظ ہے۔
بعضوں کا لفظ مولیٰ کی تفسیر اولیٰ کرنے میں تردد کرنا ایمان سوز ہے۔ حالانکہ حضرات علیؑ و عمرؓ
و بریدہؓ و زید بنؓ ارقم و عامرؓ بن لیلیٰ و حذیفہؓ و جابرؓ و ابن عباسؓ و ابو سعیدؓ و سعدؓ بن ابی وقاص
و عبدؓ اللہ بن مسعود و براءؓ بن عازب و عباسؓ و عمارؓ و ابو ذرؓ و سلمانؓ و سعدؓ بن زرارہ و خزیمہؓ
و ابو ایوبؓ و سلمہؓ بن اکوع و عمرانؓ بن حصین و مقدادؓ و حسانؓ بن ثابت و ابو الحمراؓ رضی اللہ عنہم کی روایتوں
میں آنحضرتؐ کا بمقام غدیر خم ایک لاکھ سے اونچے مجمع صحابہ میں الست اولیٰ بالمومنین
من انفسھم فرمانا اور صحابہ کے بلیٰ کہنے کے بعد من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہنا اور
حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ فاروق کا بخ بخ لک یا ابن ابیطالبؑ اصبحت
مولیٰ کل مومن و مومنۃ کے الفاظ سے مبارک باد دینا اس بات کی کافی شہادت ہے
کہ آنحضرتؐ کا منشاء لفظ مولیٰ سے اولیٰ ہی تھا۔ قرآن میں بھی مولیٰ بمعنی اولیٰ آیت ماواکم
النار ھی مولاکم میں مستعمل ہوا ہے اور اولیٰ بغیر لفظ من کے بھی و اولوا الارحام بعضکم
اولیٰ ببعض کی آیت میں موجود ہے۔ نیز آیت ثم ردوا الی اللہ مولاھم
الحق میں باتفاق مفسرین اہلسنت مولیٰ بمعنی اولیٰ مستعمل ہے (تفسیر سراج منیر خطیب جلد ۲ صفحہ ۱۰
و تفسیر بیضاوی سورۃ انعام و یونس) یعنی سیدھم و متولی امورھم علی الحقیقۃ
پھر من کنت مولاہ فعلی مولاہ میں جو الست اولیٰ بالمومنین من انفسھم
کے بعد ہی کہا گیا تھا مولیٰ کے معنے اولیٰ کیوں نہیں کئے جاتے ؟۔

محض اس تعصب بیجا سے کہ کہیں علیؑ بھی مثل نبیؐ مسلمانوں کے سردار اور متولی نہ بن جائیں لفظ مولیٰ کے اصلی معنی چھپانے اور لایعنی تاویلیں سیاق و سباق قول پیغمبرؐ الست اولیٰ بالمومنین کے بالمواجہ نکالنے کی سعی کرنا خسران آخرت ہے۔ فرمانِ الست اولیٰ بالمومنین من انفسھم کے ساتھ آنحضرتؐ کا من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمانا کیا علی اولیٰ بالمومنین من انفسھم کا مرادف نہیں ہے؟ جن کی جتنی تعریف خدا اور رسولؐ نے فرمائی بے کم و کاست بیان کرنا ہمارا اسلامی فرض ہے اس میں تصرف و تاویل بڑی جسارت ہے۔

وصی و وزیر و خلیفہ رسولؐ

حدیث صحیح ھذا اخی و وصیی و وزیری و خلیفتی فیکم فاسمعوا لہ و اطیعوہ۔ مرویہ محمد بن اسحاق و ابن جریر طبری جرمن ص۱۱۷۳ و مصری جلد ا ص۲۱۷ و تفسیر معالم لغوی ص۲۹۳ و مسند احمد بن حنبل مصری جلد اول ص۱۱۱ و خصائص نسائی ص۱۳ و کنز العمال جلد ۶ ص۳۹۷ و تاریخ ابو الفداء جلد اول ص۱۱۹ و ۱۱۸ و تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم ص۲۸ و تفسیر خازن جلد ۵ ص۱۰۶ سے ثابت و مسلّم ہے کہ حضرت علیؑ کو آنحضرتؐ روحی فداہ نے ۳ نبوی میں بعد نزول وانذر عشیرتک الاقربین اپنا وصی و وزیر اور خلیفہ بنایا چنانچہ حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ بعثت کے چوتھے سال آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ بنو عبد المطلب کی دعوت کا سامان روٹی، گوشت، دودھ، پنیر اور شہد وغیرہ مہیا کرلوں اور برادری کو دعوت دوں میں نے ارشاد کی تعمیل کردی۔ تقریباً چالیس شخص جن میں ہمارے چچا ابو لہب۔ عباس و حمزہ اور زبیر و حارث اور میرے باپ ابو طالب بھی تھے جمع ہوئے بعد تناول ماحضر آنحضرتؐ نے فرمایا خدا نے عموماً سارے بنی آدم پر اور خصوصاً تم پر مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ تم میں سے کون شخص میری تصدیق کرے گا اور میرا بھائی، وصی، وزیر اور میرا خلیفہ بنے گا۔ تین تین مرتبہ کے استفسار کا جب جواب نہ ملا تو میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا اگرچہ میں کم سن، کم زور اور بے زر ہوں مگر آپ کا ساتھ دونگا اور تادم زیست آپ کا دامن نہ چھوڑونگا۔ اس پر آنحضرتؐ نے میرے سر پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا ھذا اخی و وصیی و وزیری و خلیفتی فیکم فاسمعوا لہ و اطیعوہ۔ یہ میرا بھائی میرا وصی میرا وزیر اور تم میں میرا خلیفہ ہے اسکی سنو اور اسکی اطاعت کرو۔

ہماری برادری نے اس کا خوب مضحکہ اڑایا اور میرے باپ کو طعنے دینے لگے کہ حضرت اب

سے اپنے بیٹے کا کہا مانا کرو اور اُس کی فرمان برداری میں لگے رہو (ابو الفدار جلد اول صـ ۱۱۶-۱۱۹ و کامل ابن اثیر جلد دوم صـ ۲۲ و ۲۸ و لباب التاویل خازن جلد ۵ صـ ۱۰۶ و تاریخ طبری جلد دوم صـ ۱۱۷۱)

یہ واقعہ باختلاف الفاظ مسند احمد و ابن ابی شیبہ و سیرت محمد بن اسحاق و معالم بغوی و تفسیر ثعلبی و واحدی و ابن مردویہ و ابن ابی حاتم و دلائل بیہقی و حلیۃ ابو نعیم و مختارہ ضیاء مقدسی و ذخیرۃ المآل عجلی و تہذیب الآثار طبری و الکتفاء عاصمی و مدارج النبوۃ و ازالۃ الخفاء وغیرہم میں کم و بیش موجود ہے اور یورپ کے مورخین ڈیون پورٹ۔ کارلائل اور اروِن بھی اس کو بالتفصیل روایت کرتے ہیں۔ یہ بدوِ اسلام کا اعلان نبوی تھا۔ اور من کنت مولاہ اواخر زمانۂ نبوت کا اعلان نبوی تھا۔ اس کی مثال کہیں اور مل سکتی ہے؟۔

راسخ الایمانی

احادیث مرویۂ ترمذی و احمد بن حنبل و نسائی صـ ۸ و ابن ابی شیبہ جلد ۴ صـ ۳۲۶ و کنز العمال جلد ۱ صـ ۳۹۶ و صـ ۴۰۶ و ریاض النضرہ صـ ۱۱۹ سے جناب امیر کا راسخ الایمان ہونا ثابت اور احادیث لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم امتحن اللہ قلبہ للایمان (کنز جلد ۶ صـ ۳۹۶) لیبعثن علیکم رجلا قد امتحن اللہ قلبہ للایمان مرویہ ترمذی و طحاوی اور احادیث لوان السموات والارض وضعتا فی کفۃ و وزن ایمان علیؑ فی آخر لرجح ایمان علی (کنز ج صـ ۵۶ و ریاض صـ ۲۲۶ و خوارزمی صـ ۸) سے مسلم ہے جنگ احزاب میں جناب رسالتمآبؐ نے حضرت علیؑ کو اپنی زرہ پہنا کر اور اپنا عمامہ باندھ کر اور اپنی تلوار ذوالفقار دے کر دیکر عمرو ابن عبدود کے مقابلہ پر روانہ فرمایا تو برز الایمان الی الکفر کلہ فرما رہے تھے اور جب حضرت علیؑ نے عمرو ابن عبدود کو دو نیم کرکے رکھ دیا تو حضرت جابرؓ نے کہا قتل داود جالوت۔ جب زبان وحی ترجمان آپ کو سرتاپا ایمان کہہ رہی ہے تو کون کیا کہہ سکتا ہے؟۔

ثانی قرآن و احد الثقلین

یکصد و پنجاہ احادیث ثقلین مرویہ مسلم جلد ۲ صـ ۲۳۸ و صغیر طبرانی صـ ۷۳ صـ ۷۵ صـ ۱۵۱ و مشکوۃ جلد ۴ صـ ۵۹۵ و نسائی صـ ۱۵ و ترمذی صـ ۲۱۱ و حاکم جلد ۳ صـ ۱۴۸ وغیرہم سے ثابت ہے کہ احد الثقلین قرآن اور دوسرے علیؑ ہیں اسی پر جناب امیرؑ فرماتے ہیں انا القرآن الناطق وھذا القرآن الصامت (ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ صـ ۲۶۴) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں علی احد الثقلین (ینابیع المودت باب ۴۷) امام حسنؑ فرماتے ہیں نحن احد الثقلین خلفھما جدی فی امتہ نحن ثانی

کتاب اللہ (مروج الذہب وخواص امت) اس حدیث ثقلین کی ۲۳ صحابیوں نے اور ڈھائی سو محدثین وعلمائے اہل سنت نے روایت کی ہے۔ یہ روایات مختلف الفاظ حدیث کم و بیش ہیں۔ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الآخر لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما اور بعض روایات انی تارک فیکم خلیفتین سے آئے ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ ص۷۵ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایام مرض میں بمواجہہ جم غفیر صحابہ فرمایا میں تم میں خدا کی کتاب اور اپنی عترت چھوڑے جاتا ہوں۔ پھر حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر بلند فرمایا یہی علیؑ ہے جسکے ساتھ قرآن ہے اور جو قرآن کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں حوض کوثر پر میرے سامنے آنے تک جدا نہ ہوں گے۔ میں تم سب سے ان دونوں کی نسبت پوچھوں گا کہ تم نے ان دونوں کا حق کیونکر ادا کیا؟

محدث جلیل حافظ ابن عقدہ متوفی سنہ ۳۳۳ھ اپنی کتاب الموالاۃ میں باسناد جید سیدۃ نساء عالمین فاطمۃ الزہراؑ سے راوی ہیں کہ ایام علالت میں میرے باپ اور میرے رسولؐ نے مجمع صحابہ میں کہا ایھا الناس میں تم سے جدا ہو رہا ہوں۔ تم میں دو ثقلین ایک کتاب اللہ اور دوسری میری آل چھوڑے جا رہا ہوں۔ پھر ابوالحسن کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا ھذا علی مع القرآن والقرآن معہ۔ علیؑ و قرآن حوض کوثر پر آنے تک جدا نہ ہو سکیں گے۔ میں تم سے پوچھوں گا کہ تم نے ان دونوں کے حقوق کیسے ادا کئے۔

حدیث القرآن مع علی و علی مع القرآن۔ مرویۂ حاکم جلد ۳ ص۱۲۵ و صغیر طبرانی ص۱۴۹ و صواعق محرقہ ص۷۵ و کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۳ و ریاض النضرہ و جامع الصغیر سیوطی ص۵۵ و فردوس دیلمی ص۱۴۲۔ بقول ابن حجر مکی حسن ہے اسی قرآنی منزلت کی وجہ سے آنحضرتؐ نے فرمایا علیؑ مع الحق والقرآن (دیلمی ص۱۴۲) جو ہستی عند اللہ بمنزلہ قرآن ہو اس کی افضلیت بلا نزاع ہے۔

اعلم صحابہ

حدیث مشہور انا مدینۃ العلم و علیؑ بابھا و حدیث انا دار الحکمۃ و علیؑ بابھا مستخرجہ حاکم جلد ۳ ص۱۲۷ و ترمذی ص۵۳۴ و تاریخ طبری جلد ۲ ص۱۹۳ و خطیب جلد ۱۱ ص۴۹ و صواعق ص۷۳ و مقاصد حسنہ سخاوی ص۴۷ و استیعاب جلد ۲ ص۴۶۱ و خوارزمی ص۴۹ و کشف الظنون جلد اول ص۳۹ و جامع الاصول ابن اثیر جزری جلد ۲ ص۱۱۸ و اسد الغابہ جلد ۲ ص۳۹ و مطالب السئول ص۲۲ و خواص الامہ ص۲۹ و حلیۃ ابو نعیم ص۶۱ و ریاض نضرہ جلد ۲ ص۱۹۳ و ملا علی القاری

درمرقات جلد ۵ ص۵۰ و کنوز الحقائق مناوی ص۳۵ و اشعۃ اللمعات دہلوی جلد ۴ ص۶۴۲ وازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ جلد دوم ص۲۰۳ سے جس کی روایت حضرات علیؑ، امام حسنؑ۔ امام حسینؑ۔ عبداللہ بن عباسؓ۔ جابر بن عبداللہؓ۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ حذیفہ بن یمانؓ۔ عبداللہ بن عمرؓ، انس بن مالکؓ وغیرہم نے آنحضرتؐ سے کی ہے اور محدثین اعلام سے عبدالرزاق، احمد بن حنبل، سوید ابن سعید، عباد بن یعقوب رواجنی، ترمذی، بزار، طبری، باغندی، طبرانی، ابونعیم، قفال، ابوالشیخ، ابن السقا، ابواللیث سمرقندی، ابن شاہین۔ ابن شاذان، ابن بطہ، حاکم ابن مردویہ، بیہقی خطیب بغدادی، ابن عبدالبر، ابن المغازلی، دیلمی، عاصمی، سمعانی، خوارزمی، ابن عساکر، ابن الشیخ، ابن اثیر جزری، علامہ ابن عربی، محمد ابن طلحہ شافعی ابن النجار، سبط ابن جوزی، محمد بن یوسف گنجی شافعی اور نووی وابن حجر وغیرہم نے بطرق متعددہ کی ہیں۔ جناب امیرؑ کا باب علم ہونا ثابت ہے اور احادیث اعلم امتی من بعدی علی (کنز جلد ۶ ص۱۵۶) اعلمھم بما انزل اللہ علی علیؑ (طیالسی ص۱۱۱) علیؑ مدینۃ علمی (ینابیع مودت ص۲۳۶) اعلم الناس باللہ علیؑ (کنز جلد ۶ ص۱۵۶) علیؑ باب الدین وعلیؑ عیبۃ علمی (کنز جلد ۶ ص۱۵۳) سے واضح ہے کہ علوم الٰہیہ کا سب سے بڑا حامل آنحضرتؐ کے بعد علیؑ ابن ابیطالبؑ ہے۔ خدا نے ایک تو آپ کو فطرتاً ذہین۔ ذکی اور فرئیس پیدا کیا تھا دوسرے رات دن کی ۳۲ سالہ فیض صحبت نبوی نے آپ کو معراج علم پر پہنچا دیا ذالک فضل اللہ خطبائے امت آپ کے متبع اور شعرائے ملت آپ سے مستفیض۔ متکلمین آپ کو مشارالیہ مانتے ہیں اور اصولیین آپ سے سند لیتے ہیں۔ عارف اپنا امام اور سالک آپ کو اپنا پیر طریقت تسلیم کرتے ہیں اشعری آپ کے فیض یافتہ اور ماتریدی آپ سے وابستہ سُنی آپ کو اپنا مولیٰ جانتے ہیں اور شیعہ آپ کو اپنا سب کچھ مانتے ہیں۔ مفسرین آپ کی عقدہ کشائی کے محتاج اور محدث آپ کی روایت کے منتظر۔ آپ کی تفسیر نبوی، آپ کی حدیث سلسلۃ الذہب۔ عبداللہ بن عباسؓ۔ عبداللہ بن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ جیسے ائمہ تفسیر آپ کو اپنا مقتدا مانتے ہیں۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں واللہ لقد اعطی علی ابن ابیطالب تسعۃ اعشار العلم وایم اللہ لقد شارککم فی العشر العاشر (استیعاب جلد ۲ ص۴۶۲) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا اور ہر ہر کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ اور قرآن کے ہر حرف کا ظاہر و باطن صرف علیؑ کو معلوم ہے (استیعاب جلد ۲ ص۴۶۲ و ینابیع مودت ص۰۰) عبدالملک بن سلیمان نے تابعی جلیل عطا بن ابی رباح سے پوچھا ھل کان فی اصحاب النبیؐ احد اعلم من علیؑ قال لا واللہ

(استیعاب جلد ۲ ص ۴۷۵) تابعی جلیل مسروق کہتے ہیں میں نے اُن صحابہ کے علم کے متعلق غور کیا جن سے مجھے تلمذ رہا ہیں نے معلوم کیا کہ سارے صحابہ کے معلومات کا منتہیٰ علیؑ و عمرؓ و ابن مسعودؓ و ابو درداءؓ و معاذؓ و زید بن ثابتؓ ہیں۔ پھر میں نے ان کے علم پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان میں صرف دو شخص منتہی ہیں ایک علیؑ اور دوسرے عبداللہ بن مسعودؓ پھر ان دونوں میں میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ علیؑ ہی مبدا و معاد ہیں اور سب پر فضیلت ان کو ہی ہے (خوارزمی ص ۴۹) حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعود جب خود خیابان علم علیؑ کے خوشہ چین رہے ہوں تو پھر علیؑ ابن ابی طالبؑ کا جواب کہاں ؟۔

جس شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت بابرکت میں بعد چار سالگی حاضر ہو کر اپنی عمر کا بڑا حصہ رات دن کی خدمت اور صحبت میں صرف کیا ہو اس سے بڑھ کر آنحضرتؐ کے اقوال و افعال کا جاننے والا اور آپ کی سنت کا ماہر اور کون ہو سکتا ہے دنیائے اسلام تو ایک طرف دنیائے اغیار بھی جانتی ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بعمر چار سالگی اپنی آغوش مبارک میں لیا اور ۳۲ سال تک حضرت علیؑ آنحضرتؐ کے ساتھ سفر میں حضر میں یک جان و یک قالب بنے رہے۔ علامہ ابن حجر صواعق محرقہ ص ۷۶ میں اور علامہ حسام الدین علی المتقی کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۶ میں تحریر کرتے ہیں لوگوں نے جب حضرت علیؑ سے پوچھا کہ آپ بہ نسبت دیگر صحابہ کے حدیث زیادہ کیوں روایت کرتے ہیں۔ فرمایا اس لئے کہ مجھے حدیثیں بہت یاد ہیں جب میں پوچھتا تو آنحضرتؐ بیان فرمایا کرتے اور نہ پوچھتا کبھی تو خود حدیث سنایا کرتے تھے۔ جناب امیرؑ کا حافظہ اور فہم بھی خداداد تھا جب ہی تو "تعیها اذن واعیه" کا مصداق بنے رہے۔ ایام خلافتِ راشدہ میں بھی آپ مشارٌ الیہ رہے۔ حضرات شیخینؓ کسی ایسے فتوے کو قبول نہ فرماتے تھے جس پر حضرت علیؑ کا بھی صاد نہ ہوتا۔ ہماری حدیث کی کتابوں میں آپ سے ۵۸۶ حدیثیں مروی ہیں۔ نشتر صحابیوں اور ایک سو چالیس جلیل القدر تابعیوں نے آپ سے حدیث کی سماعت اور روایت کی ہے جن میں سعید[1] بن مسیب، شعبی[2]، عطا[3]، حسن بصری[4]، مسروق[5]، ابو عمر شیبانی[6]، زر[7] بن جیش، زید[8] بن وہب، ابو الاسود[9]، حارث بن سوید[10]، حارث اعور[11]، ربعی[12] بن حراش۔ شریح[13] بن ہانی، قیس[14] بن حازم، مالک بن اوس[15]، احنف[16] بن قیس، عبد[17] الرحمن بن ابی لیلیٰ، حبۃ[18] العرنی، عباد[19] بن عبداللہ، عبد[20] اللہ بن شداد بن الہاد، قاضی شریح[21]، عبیدہ[22] سلمانی، ابو رجا[23] عطاردی، سوید[24] بن غفلہ، عاصم[25] بن ضمرہ، عبد[26] اللہ بن سلمہ، عبد خیر[27]، علقمہ[28]، عمر[29] بن سعید، قیس[30] بن عباد بصری وغیرہم مشہور و معروف ہیں۔ ان کے علاوہ اور اکیسو دس اللہ

اعیان تابعین ایسے ہیں جن کی روایتوں سے ہماری حدیث کی کتابیں مالا مال ہیں۔

رہا علم حقائق و معارف، معانی و بیان، نحو و ادب اس کے تو آپ موجد کہلانے کے مستحق ہیں۔ فقہ اور قضایا میں آپ کا پایہ اتنا بلند تھا کہ خود آنحضرتؐ نے اقضاکم علیؑ اور ما اجد فیھا الا ما قال علی (حاکم جلد ۳ ص۱۳۵) کے فرامین سے مسند فقاہت و قضایا کا امام بلا نزاع آپ کو بنا دیا۔ حضرت عمرؓ جیسی ہستی ایک طرف کہہ رہی ہے کہ علیؑ جیسا فرزند اب کسی عورت کو ہو نہیں سکتا۔ اگر علیؑ نہ ہوں گے تو عمرؓ ہلاک ہو گا تو حضرت عبداللہ بن مسعود جیسا فرد دوسری طرف کہہ رہا ہے کہ ہم میں سب سے زیادہ صحیح فتویٰ دینے والے علیؑ ہیں (مستدرک جلد ۳ ص۱۳۵) ہمارا فقہی سلسلہ دو حضرات پر منتہی ہوتا ہے حضرت علیؑ و عبداللہ بن مسعودؓ۔ ان دونوں میں حضرت علیؑ افضل ہیں۔ چنانچہ خود ابن مسعود کہا کرتے تھے میں نے ستر سورتیں آنحضرتؐ سے سیکھیں اور بقیہ قرآن افضل الاصحاب علیؑ ابن ابی طالبؑ سے پڑھا۔ حضرت عمرؓ جیسی ہستی نے جناب امیرؑ کے فتاویٰ کو دستور العمل بنا لیا ہے تو ما و شما کا جناب امیرؑ کی فقاہت سے انکار لغو ہے۔ اس وسعت علمی کی وجہ سے بمطابق آیت قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون و آیت والذین اوتوا العلم درجات جناب امیرؑ افضل صحابہ تھے۔

فاتح اعظم

امت محمدیہ میں سب سے بڑا شجاع سب سے پہلا سورما۔ سب سے بڑا بہادر۔ سب سے بڑا فاتح اور کرار غیر فرار علیؑ ابن ابی طالبؑ کے سوا آپ سے پہلے نہ ہوا جس کی شجاعت و مردانگی اور بسالت و بہادری کی داد بالفاظ کرار غیر فرار لا یرجع حتی یفتح اللہ علیہ کے آنحضرتؐ نے اور بالفاظ ما ھذا المواسات حضرت جبرئیلؑ نے اور لا فتی الا علیؑ کے لفظوں میں خود حق سبحانہ نے دی ہو۔ اسی حدیث خیبر مرویہ یازدہ صحابہ کو لیجیے فرماتے ہیں میں اپنا علم کل اس کو دونگا جو محبوب خدا اور رسولؐ اور محب خدا اور رسولؐ ہے جو کرار غیر فرار ہے۔ جو بغیر فتح کرنے کے واپس نہ ہو گا جس کے ایک طرف جبرئیلؑ اور دوسری طرف میکائیلؑ رہیں گے۔ اس سے آپ کا فاتح اعظم ہونا ثابت ہے کہ نہیں (نسائی ص سیرۃ محمد بن اسحاق جلد اول ص۵۲، زرقانی جلد دوم ص۲۵، ابن جریر طبری جز من ص۱۵۵ بخاری و مسلم و ترمذی و طبرانی و حاکم و احمد بن حنبل وغیرہم)۔

جنگ بدر میں آپ ہی نے شیبہ، ولید، عاص ابن سعید و نوفل بن خویلد و حنظلہ برادر معاویہ وغیرہم جیسے ۲۵ کفار کو اپنی تلوار سے قتل کیا۔ جنگ احد میں ۹ علمبرداران کفار کو ٹھکانے لگایا صحابہ

کے قدم اُٹھ جانے کے بعد بھی آپ جمے کے جمے رہے اور آنحضرتؐ سے کفار کو دفع کرتے جاتے
تھے چنانچہ جب آپ نے سردار قریش شیبہ بن مالک کو قتل کر دیا اور زخموں سے چور ہو رہے تو
حضرت جبرئیل نے آنحضرتؐ سے کہا کہ علیؑ کی مواسات دیکھنے کے قابل ہے۔ آنحضرتؐ نے
فرمایا انہ منی و انا منہ جبرئیل نے کہا و انا منکما پھر آسمان سے ندا آئی لا فتی الا علی
لا سیف الا ذوالفقار آگے چل کر طبری حضرات ابورافع و ابن مسعود و ابن عباس سے
راوی ہیں کہ فتح اُحد محض علیؑ کی بہادری۔ شجاعت اور جیداری کا نتیجہ تھی (طبری جرمن ص۱۴۰۲) اور
شیخ محدث دہلوی لکھتے ہیں و بالجملہ وے رضی اللہ عنہ حق مبارزت و محاربت و جلادت و
شجاعت بجائے آورد کہ فوق آں تصور نتواں کرد (مدارج جلد ۲)۔

جنگ احزاب یا جنگ خندق ذیقعدہ ۵ھ میں ہوئی یہ بھی جناب امیرؑ کی شہامت و شجاعت پر ختم ہوئی
جناب امیرؑ نے عمرو ابن ودّ جیسے کوہ پیکر کا سر کاٹ کر رکھ دیا پھر حسل بن عمرو۔ ضرار ابن خطاب
جبیرہ۔ عبداللہ ابن مغیرہ۔ نوفل بن عبداللہ وغیرہم کا خاتمہ کر دیا اور بارگاہ رسالت سے لمبارزۃ
علی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ پایا۔

جنگ خیبر میں حارث کو قتل کیا اور مرحب کو چیر کر پھینک دیا اور درِ خیبر کو اُکھاڑا اور اسی
کی سپر سے جنگ مغلوبہ کی۔ (سیرت محمد بن اسحاق جلد ۱ ص۵۶ ابن ابی شیبہ جلد ۲ ریاض ص۱۸۸
کنز العمال جلد ۶ ص۳۹۳ و روضۃ الاحباب ص۳۰۳ و صواعق ص۷۲ و ازالۃ الخفا ص۲۵۶ اور تاریخ طبری
و حاکم و ابن ہشام و ابن اثیر و ابو الفدا، وغیرہم) چنانچہ ابوبکر ابن شیبہ اپنی مصنف میں کہتے ہیں

حدثنا مطلب ابن زیاد حدثنا لیث بن سلیم انہ قال دخلت علی ابی جعفر الباقر
علیہ السلام و ھو یقول حدثنی جابرؓ بن عبداللہ ان علیاً حمل الباب یوم
خیبر حتی صعد المسلمون ففتحوھا وانہ جرب فلم یحملہ الا اربعون رجلاً

حدیث صحیح ہے۔

جنگ حنین میں بھی بامردی صحابہ میں خلل رونما ہو گیا اور آنحضرتؐ کے ہمراہ صرف دس صحابی
حضرت علیؑ۔ حضرت عباسؓ۔ حضرت ابوسفیانؓ بن زبیر بن عبدالمطلب حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت
عمرؓ۔ حضرت فضلؓ بن عباس و ربیعہؓ بن حارث و اسامہؓ بن زید رہ گئے۔ جناب امیرؑ نے
بڑی جانبازی اور مردانگی دکھائی اور چالیس کفار کو قتل کیا اور علمبردارِ ہوازن عثمان بن
عبداللہ کو قتل کر کے میدان مار لیا۔

اسی مردانگی و شجاعت پر حق سبحانہ نے وکفی اللہ المومنین القتال سے ای لعلیؑ ابن ابیطالب بروایت ابن مسعود مرویۂ سیوطی در منثور جلد ۵ صفحہ ۱۹۲ مہر فرمادی اور آیت فضل اللہ المجاھدین علی القاعدین درجۃً سے جناب امیرؑ کی فضیلت ثابت کردی اور تو اور خود صحابہ بھی کہتے تھے ھو الذی کان لواؤہ معہ فی کل زحف وھو الذی صبر مع النبیؐ یوم فر عنہ غیرہ (استیعاب جلد ۲ صفحہ ۴۷) اگر غور سے دیکھا جائے اور انصاف سے سوچا جائے تو معلوم ہو گا کہ عہد رسالت کے فتوحات سب کے سب جناب امیرؑ کے ہاتھوں ہوئے۔ اگر بدر سر نہ ہوتا تو شام کہاں سے فتح ہوتا۔ اگر احزاب فتح نہ ہو تو ایران کہاں سے سر ہوتا۔ اگر خیبر فتح نہ ہوتا تو مصر کہاں سے مسخر ہوتا۔ معلوم ہوا کہ فتوحات عہد رسالت کلید فتوحات خلافت راشدہ تھے اور فتوحات عہد رسالت کا سہرا جناب امیرؑ کے ہی سر رہا۔

علیؑ کو دیکھنا عبادت

فرمان نبویؐ مرویۂ حضرات ابن مسعودؓ و ابوسعیدؓ و عمران بن حصینؓ (مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۴۱) و مرویۂ حضرات معاذ ابن جبلؓ و عمرانؓ و ابوہریرہؓ (ریاض جلد ۲ صفحہ ۲۱۹) و مرویۂ سیدنا ابوبکر الصدیقؓ و ام المومنین حضرت عائشہؓ (ریاض صفحہ ۲۲۳ و خوارزمی صفحہ ۲۵۲ و دیلمی صفحہ ۲۲۶ و صواعق صفحہ ۷۴، و کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۲ و ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۹۳) سے ثابت ہے جس کا دیکھنا عبادت ہو تو اس کی فضیلت کا کیا کہنا۔

ذکر علیؑ عبادت

فرمان نبویؐ مرویۂ حضرت اسماء بنت عمیسؓ (طبرانی) و مرویۂ حضرت عائشہ و ابوسعید خدری (دیلمی) و مرویۂ حضرت علیؑ (خطیب) و مرویۂ حضرت ابوہریرہ (ابن شاذان) و مرویۂ حضرت ابن عباسؓ (حاکم) و مستخرجہ خوارزمی صفحہ ۲۵۲ و کنز جلد ۶ صفحہ ۱۵۲ و صواعق صفحہ ۷۴ و کنوز الحقائق مناوی صفحہ ۶۹ سے مسلم ہے۔

حب علیؑ عبادت

حب ایمان (مرویۂ دیلمی و کنز ج ۶ صفحہ ۱۵۶) حب علی یاکل الذنوب (مرویۂ دیلمی صفحہ ۹۳ و صواعق صفحہ ۷۴ و کنز ج ۶ صفحہ ۱۵۸ و ریاض صفحہ ۲۱۵) اور حب علی عبادۃ مرویۂ دیلمی صفحہ ۲۶۲ سے واضح ہے جس کی محبت عبادت ہو جس کی یاد عبادت ہو جس کی دید عبادت ہو اُس کی برتری مسلم سی بات ہے۔

خیر البشر

آپ کا خیر البشر ہونا احادیث مرویۂ حاکم و احمد بن حنبل از حضرت حذیفہؓ و خطیب و ابن مردویہ از حضرت جابرؓ و دیلمی و ابن شاذان از حضرت علیؑ (کنز ج ۶ صفحہ ۱۵۹ و کنوز الحقائق صفحہ ۱۱۶ مناوی و ریاض نضرہ صفحہ ۲۲۰ سے ثابت۔ آپ کا سردار دین و دنیا

ہونا احادیث حاکم جلد ۳ ص ۱۳۸ و دیلمی ص ۳۱۴ و ص ۳۶۷ و ریاض ص ۱۶۱ ص ۱۷۷ سے مسلم ہے۔ آپ کا
افضل امت ہونا احادیث مستخرجہ کنز جلد ۶ ص ۱۵۳ ص ۲۱۶ ص ۳۹۸ سے ظاہر اور آپ کا انبیاء
و مرسلین کے بعد افضل الناس ہونا احادیث مستخرجہ کنز ج ۶ ص ۴۰۲ و خوارزمی ص ۲۲۶ سے واضح ہے۔
آپ کا کل اہلِ ایمان کے پیشوا و رئیس ہونا حدیث ما انزل اللہ یا ایہا الذین آمنوا
الا و علی امیرہا و شریفہا و سیدہا مرویۂ کنز جلد ۶ ص ۱۵۳ ص ۳۹۱ و ریاض ص ۱۶۶ ص ۱۶۷ و صواعق
ص ۷۲ و ص ۷۶ سے موثق ہے اور کسی اہل ایمان کا آپ سے افضل نہ ہونا حدیث صحیح لا یسبقہ الاولون
ولا یدرکہ الآخرون۔ مرویۂ حاکم جلد ۳ ص ۱۲۹ ص ۱۷۲ و صواعق ص ۷۵ و صغیر سیوطی ص ۵۵ و ریاض
ص ۱۹۱ و حلیۂ ابونعیم ص ۶۵ و ازالۃ الخفا ص ۲۶۶ سے مترشح ہے۔ علاوہ بریں حدیث زوجتک
سیدا فی الدنیا و سیدا فی الآخرۃ اور حدیث زوجتک خیر امتی (کنز ج ۶ ص ۳۹۸)
سے آپ کا خیر امت ہونا ثابت ہے۔ نیز جناب امیرؑ نے بدترین خلق ذوالثدیہ کو قتل کر کے
بمفاد حدیث نبوی یقتلہ خیر ہذہ الامۃ افضل امت ہونے کا درجہ حاصل
فرمالیا ہے۔

فضائل اکتسابی

آنحضرتؐ کی شہادت ما اکتسب مکتسب مثل فضل علی ابن
ابی طالب (طبرانی صغیر ص ۱۴۰ و ریاض ص ۲۱۴) سے جناب امیرؑ کا اکتسابی
فضائل میں گوئے سبقت لیجانا ثابت ہے۔ خلفائے راشدین میں سب سے پہلے آنحضرتؐ کی اقتدا
میں حضرت علیؑ نے نماز پڑھی جو حدیث مرفوع بعثت یوم الاثنین وصلی علی معی یوم
الثلثاء، مرویۂ نسائی ص ۳ و ریاض ص ۱۵۸ و کنز ج ۶ ص ۱۵۶ و ترمذی و حاکم و بغوی سے ثابت ہے
اور نیز حضرات عباسؓ و ابن عباسؓ و عفیف الکندیؓ و عبداللہ بن مسعودؓ و ابو رافعؓ و زید بن
ارقمؓ و بریدہؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ و حبابؓ و ابوسعیدؓ و جابرؓ رضی اللہ عنہم کی شہادت سے مسلم ہے۔
خلفائے راشدین میں سب کے بعد سنہ ۴۰ھ میں آپ نے نماز میں شہادت پائی۔ یہ تو ہوئی پنجگانہ نماز۔
نوافل آپ کے رات میں ہزار رکعت ہوا کرتے تھے جس کا ذکر تفسیر حسینی میں ہے اور امام تاج الاسلام
سلیمان بن داود سقیفی نے بھی لکھا ہے۔ لیلۃ الہریر کی نماز تاریخ اسلام میں تا قیامت یادگار رہے۔
حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ مسجد نبویؐ میں ایک خاص جگہ تھی جہاں حضرت علی نماز پڑھا
کرتے اور عبادت کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ (ریاض جلد ۲ ص ۲۲۶) آپ کی نماز کی تعریف خود خدا نے
فرمادی۔ ہے تراہم رکعا سجدا اور محویت کا یہ عالم کہ حضرت فرید عطار فرماتے ہیں ؎

چناں شد در نماز او محو سبحاں	کہ از پائش بروں کردند پیکاں

خود فرماتے ہیں۔ لاعبد ربا لم اره۔ صحابہ کہتے ہیں۔ لم نر هاشمیا کان اعبد من علی (ریاض صفحہ ۲۲۶) اور ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ ما علمت منه الا صواما وقواما (حاکم و بیہقی)

چونکہ نماز جیسی افضل عبادت آپ نے بکثرت ادا کی اور سب سے زیادہ پڑھی۔ سب سے اول شروع کی اور سب سے آخر ختم کی ہے لہذا آپ اس افضل عبادت کے بکثرت ادا کرنے کی وجہ سے افضل ٹھہرے۔ اسی طرح روزہ داری میں بھی آپ سابق رہے خدا نے آپ ہی کے روزہ داری کی قرآن میں ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا۔ سے تعریف فرمائی۔ رہی زکوٰۃ اور خیرات اسمیں بھی آپ کا پلہ بھاری رہا بروایت احمد بن حنبل حضرت علیؑ فرماتے تھے جو کچھ میں نے راہ خدا میں دیا۔ وہ جمع رہتا تو اُس کی زکوٰۃ چالیس ہزار دینار ہوتی (ریاض صفحہ ۲۲۶) اسی داد و دہش پر خدا نے آپ کی تعریف میں الذین ینفقون اموالهم باللیل والنهار سرا وعلانیة نازل فرمائی اور بحالت رکوع سائل کو اپنی انگشتری راہ خدا میں دینے پر آیت انما ولیکم الله ورسوله خدا نے نازل فرمائی ہے۔ حج تو آپ نے صرف دو ادا کئے ایک سنہ میں بتقریب تبلیغ سورۂ برأت بہ نیابت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرا آنحضرتؐ کے ساتھ حجۃ الوداع میں خدا کو یہ بھی اتنا پسند آیا کہ واپسی پر بمقام غدیر خم خدا نے آپ کو زبان وحی ترجمان رسالتمآبؐ سے مولائے مومنین بنا دیا۔ اب رہ گیا صرف جہاد حضرت علیؑ نے تاریخ فرضیت جہاد سے آنحضرتؐ کی قیادت میں جتنے جہاد کئے اور جس جان نثاری پامردی اور شجاعت کا ثبوت دیا ہے اُس کی خدا نے وکفی الله المومنین القتال سے تعریف فرما دی اور رسولؐ نے لمبارزة علی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامة (حاکم) سے اس کی افضلیت پر اپنی مہر ثبت فرما دی اور صحابہ نے یک زبان ہو کر کہہ دیا وھو الذی کان لواءہ معه فی کل زحف وھو الذی صبر مع النبی صلی الله علیه وآله وسلم یوم فر عنه غیره کیا ان کسبی فضائل کے بنظر اب بھی بجز حضرت علی کا افضل امت ہونا مذہب ہی ہے ؟۔

رہیں اور اکتسابی باتیں۔ زہد۔ تقویٰ۔ ورع۔ تواضع۔ توکل۔ عفو۔ حلم۔ تحمل۔ صبر۔ عدل عفت عصمت۔ طہارت۔ قناعت۔ غیرت۔ اخلاص۔ اور رضا و تسلیم تو آپ کی گھٹی میں پڑیں اور فطرت ثانیہ بنی تھیں۔ آغوش پیغمبرؐ میں جس نے آنکھیں کھولیں اور جس کو آنحضرتؐ کے شرف صحبت کا ۳۲ سالہ

فیض رہا اُس میں ان محاسن کا پیدا ہونا کون تعجب ہے؟

عفت و عصمت آنحضرتؐ فرماتے تھے اے علیؑ تم سے کبھی کفر سرزد نہ ہوا اور نہ آیندہ ہوگا اور نیز خدا نے تم کو گناہ سے مصئون رکھا ہے (ریاض صـ۲۰۳ وینابیع مودت صـ۳۱۵)

خود حضرت علیؑ فرماتے تھے انا من اھل البیت الذی اذھب اللہ عنا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن (مروج الذہب مسعودی)

صبر و توکل حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ آنحضرتؐ پر اور مجھ پر ایک زمانہ ایسا گزرا کہ ہم اپنے پیٹ پر پتھر باندھے دن گزارا کرتے تھے (کنز ج ۶ صـ۴۰۹)

اخلاص آپ کا زیور تھا۔ نماز میں اخلاص۔ روزوں میں اخلاص۔ خیرات میں اخلاص۔ بات چیت میں اخلاص۔ مولانائے رومی سے از علی آموز اخلاص عمل اسی پر فرما رہے ہیں۔

عدل آپ کی اس صفت کی تعریف آنحضرتؐ نے فرمائی اعدلھم علیؑ اور فرمایا اقسمھم بالتسویۃ (کنز ج ۶ صـ۱۵۱)۔

حلم و بردباری خود آنحضرتؐ نے فرمایا اعظمھم حلماً (کنز ج ۶ صـ۱۵۶)

عفو و کرم خدا فرماتا ہے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس۔

تقویٰ آنحضرتؐ نے بارہا آپ کو امام الاتقیا کے لقب سے ملقب فرمایا ہے (کنز جلد ۶ صـ۱۵۷) واقعہ بھی یہی ہے کہ جس نے عمر بھر شرک نہ کیا جس نے مرتے دم تک گناہ نہ کیا جس نے سال بعثت نبویؐ سے ۴۰ھ تک یعنی اپنی شہادت تک عبادت و خشیت خداوندی میں عمر گزاری وہ امام الاتقیا کیسے نہیں ہو سکتا؟۔

زہد و ورع آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم کو خدا نے وہ زینت دی ہے جو کسی کو اُس سے بہتر نہ دی وہ زہد فی الدنیا ہے۔ (ریاض صـ۲۲۲) اور صحابہ کہتے تھے ما دائینا ازھد منہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز کہتے تھے کہ دنیا والوں میں سب سے بڑے زاہد حضرت علیؑ تھے اور قبیصہ کہتے تھے آنحضرتؐ کے بعد ہم نے علیؑ سے بڑھ کر زاہد کسی کو نہ دیکھا (ابن عساکر و ابن اثیر) اور خود حضرت علیؑ کا یہ مقولہ ضرب المثل ہو چکا ہے یا صفراء و یا بیضاء غری غیری اے روپیہ اشرفی کسی اور کو لبھانا۔

کوئی کہاں تک ان کی فضیلتیں گنوائے۔ انھیں باتوں نے تو علیؑ کو سراپا علی بنا دیا تھا۔ انھیں بے شمار اور ان گنت فضائل کے بنظر اور آپ کو افضل ماننے والے صحابہ کے اتباع میں جن میں

حضرت فاطمہؓ و امام حسنؓ و امام حسینؓ اور امہات المومنین حضرت عائشہؓ و حضرت ام سلمہؓ و حضرات عباسؓ و عبداللہ بن عباسؓ و قثم بن عباسؓ و عتبہ بن ابی لہبؓ و ابوسفیان بن زبیرؓ بن عبدالمطلب و محمد بن جعفرؓ و عبداللہ بن جعفرؓ و عبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ بن مسعودؓ و سلمان فارسیؓ و ابوذر غفاریؓ و ابوالدرداءؓ و مقدادؓ و جندبؓ و خباب بن الارتؓ و عمار بن یاسرؓ و جابر بن عبداللہؓ و ابوسعید خدریؓ و زید بن ارقمؓ و حذیفہؓ و خزیمہ ابن ثابتؓ و سعد بن عبادہؓ و قیس بن سعدؓ و ابو ایوب انصاریؓ و ابولیلیؓ و معقل بن یسارؓ و بریدہ الاسلمیؓ و یعلی بن مرہؓ و عفیف الکندیؓ و حجر بن عدیؓ و عدی بن حاتمؓ و حسان بن ثابتؓ و ابورافعؓ و واثلہ بن الاسقعؓ و براء بن عازبؓ و ثابت بن قیس الانصاریؓ و جریر بن عبداللہؓ و سفینہؓ و ثوبانؓ و عبداللہ بن ابی اوفیؓ و سلیمان بن صردؓ و سمرہ بن جندبؓ و سہل بن حنیفؓ و عمرو بن ابی سلمہؓ و عثمان بن حنیفؓ و ہند بن ابی ہالہؓ و محمد بن ابی بکر الصدیقؓ و وائل بن حجرؓ و اسماء بنت عمیسؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین بہت مشہور ہیں اور جن کی فہرست استیعاب جلد ۲ صفحہ ۴۹۴ و فخر الحسن صفحہ ۲۴۴ و زرقانی جلد اول صفحہ ۲۹۰-۲۹۲ وغیرہم میں موجود ہے اگر کسی نے حضرت ابوبکر الصدیقؓ و عمر فاروقؓ و عثمان غنیؓ سے محبت رکھتے ہوئے اور ترتیب خلافت کو مانتے ہوئے اور اُن کی عظمت و بزرگی کا اعتراف کرتے ہوئے جناب امیر علیہ السلام کو افضل امت تسلیم کیا تو برا کیا کیا۔ خصوصاً جب کہ مسئلہ فضلہم علی ترتیب الخلافۃ نہ قرآن سے منصوص اور نہ حدیث سے مربوط اور نہ قرون ثلاثہ میں ضروریات دین میں محسوب تھا اور جو بقول علامہ ابن خثیمہ محدث ۲۵۰ھ کے بعد سے وجود میں آیا ہو و علی ھذا عامۃ اھل الحدیث من زمن احمد بن حنبل الخواص من اجلۃ الائمۃ و الفقہاء اور جو زمانہ احمد بن حنبل کے علماء کا خانہ ساز ہو تو پھر اس پر اتنا تشدد و مد اور اصرار اور اُس کے نہ ماننے والوں پر کفر تک کی بوچھار کیوں ؟ ۔

ذرا ان علمائے دین اور مفتیان شرع متین سے کوئی پوچھے کہ آنحضرتؐ کے ڈھائی صدی بعد کس خدائی وحی نے فضلہم علی ترتیب الخلافۃ کو ضروریات دین میں داخل کر دیا اور کن قطعی و متواتر حدیثوں نے اس کو اسلامی عقیدہ قرار دیا ؟ ۔ کیا ان چونسٹھ صحابیوں کو جو حضرت علیؓ کو افضل مانتے تھے اس نص قرآنی اور فرمان نبوی کی خبر نہ تھی ؟ جس کی بناء پر فقہا نے و فضلہم علی ترتیب الخلافۃ کی ایجاد کی ہے۔ اگر اس خانہ ساز فیصلہ کے بموجب فقہاء کے عندیہ میں اس تفضیل بر ترتیب خلافت کا منکر خارج از اہلسنت ہے تو پھر ان چونسٹھ صحابیوں کو کس ملت میں شمار کرنا ہوگا جو حضرت علیؓ کو افضل مانتے ہیں ؟ ۔

یہ مسئلہ نہ تو قرآن سے منصوص اور نہ حدیث سے مربوط اور نہ اجماع صحابہ سے مستخرج ہے (کیونکہ یہ صحابی تو اس اجماع سے خارج ہیں) بلکہ ۲۵ؔ ؁ کے علماء و فقہا کا خانہ ساز ہے۔ نہ قرآن سے اسکی پابندی ہم پر عائد نہ حدیث متواتر سے اس کا لزوم ہم پر ضروری نہ کوئی اجماع صحابہ اس پر ہوا کیونکہ اتنے صحابہ کے حضرت علیؑ کو مطلقاً ماننے کے بعد اجماع کا خیال تک ہو نہیں سکتا۔ البتہ یہ ایک خوش عقیدگی ہو سکتی ہے اور اسمیں ہر شخص آزاد ہے۔ رہے فتاوے یہ واجب التعظیم تو ہیں مگر جب تک منصوص بہ نصوص کتاب و سنت نہ ہوں واجب التعمیل نہیں ہو سکتے۔ ایسی بہت سی خوش عقیدگیاں اور ناگوار پابندیاں ان حضرات کی بدولت سیدھے سادے اسلام میں اس طرح داخل ہو گئیں کہ کانوں کان خبر نہ ہوئی جو ایک طرف وقارِ اسلام کو ٹھیس لگا رہی ہیں تو دوسری طرف افتراق اور شقاق کی خلیج پیدا کر چکی ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی جیسے مخالفِ شیعہ کے فتاوائے عزیزیہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۹۲ پر تفضیلیہ کی نسبت یہ تحریر ہے۔

"جواب سوال چہارم آنکہ تفضیلیہ دو قسم اند اوّل کسانے کہ حضرت مرتضیٰ علی را بر شیخین تفضیل میدہند و در محبت شیخین و تعظیم ایشاں و مناقب و مدائح ایشاں و اتباع روش و طریقۂ تمسک باقوال و افعال ایشاں سرگرم و راسخ قدم اند مثل عامۂ اہلسنت کہ باوجود عقیدت تفضیل شیخین بر جناب مرتضیٰ علی بوجہے کہ در کتب مذکور است نسبت بجناب مرتضوی کمال رسوخ و محبت و اتباعِ طریقہ و تمسک بقول و فعل آنجناب سرگرم اند۔ ایں قسم تفضیلیہ داخل اہلسنت اند۔ لیکن دریں مسئلہ اختلاف کردہ اند و خلاف ایشاں با جمہور اہلسنت مثل خلاف اشعری و ابو منصوری ماتریدی است در امامت۔ ایں قسم تفضیلیہ یقیناً جائز است و نیز از سلف علمائے اہلسنت و محدثین و صوفیائے کرام برایں روش بودہ اند مثل محدث عصر عبدالرزاق و حاکم وغیرہما۔ و حضرات سلمانؓ و ابوذرؓ و حسان بن ثابتؓ و بعضے صحابہ دیگر ہم بریں روش بودند۔"

حضرت ابوبکرؓ ہوں یا علیؓ مرتضیٰ ان میں سے کسی ایک کو افضل ماننے والا تفضیلیہ ہے۔ فتوے سے ثابت ہے کہ حضرت علیؓ کو افضل ماننا نئی بات ہے نہ جدت ہے بعض صحابہ و تابعین اور علماء و محدثین اور صوفیا و عارفین بھی حضرت علیؓ کی افضلیت کے قائل رہے ہیں۔ خلفائے ثلاثہ کی محبت اور اُن کی تعظیم و تکریم کے ساتھ ساتھ حضرت علیؓ کو افضل ماننے والے بھی اہلسنت ہی ہیں اور اُنکی بھی امامت مثل دیگر سنیوں کے جائز اور درست ہے وغیرہ۔ پس ایسے تفضیلیہ کو خارج از اہلسنت تصور کرنا حضرت علیؓ کو افضل ماننے والے صحابہ و تابعین پر بھی انتہائی جسارت کرنا ہے۔

پھر شاہ صاحب تفضیلیہ کی دوسری قسم یوں بیان کرتے ہیں :۔

"قسم دوم تفضیلیہ کسانے باشند کہ گویند مارا محبت مرتضیٰ علیؑ و اولاد و اتباع ایشاں و طریقۂ ایشاں و تمسک باقوال و افعال ایشاں کافیست و شیخین و دیگر صحابہ را بد گوئیم لیکن با آنہا سروکارے ہم نداریم نہ محبت

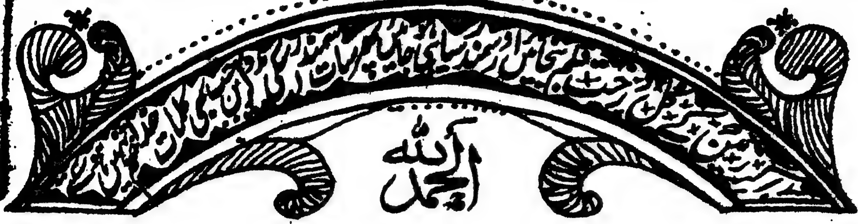
نہ عداوت۔ نہ اتباع و نہ ترک اتباع نہ تمسک باقوال و افعال ایشاں و نہ اعراض۔ ایں قسم تفضیلیہ بلاشبہ اہل بدعت اند و حکم امامت شاں حکم امامت اہل بدعت باشد و ہیچ کس از معتبران اہلسنت ایں قسم تفضیلیہ نبودہ است۔ واللہ اعلم"۔

ہمارے مولوی صاحبان ذرا غور فرمائیں کہ شاہ عبدالعزیز جیسے مخالف شیعہ عالم نے خلفائے ثلاثہ سے کوئی کام نہ رکھنے والے تفضیلیوں کو بھی نہ کافر بنایا نہ مرتد۔ نہ اہلسنت ہونے سے خارج کیا اور نہ اہل اسلام ہونے سے نکالا۔ نہ انھیں مستوجب قتل قرار دیا نہ واجب التعزیر بتایا۔ بس زیادہ سے زیادہ انھیں بدعتی کہا ہے۔ جو آجکل بھی اہل حدیث کی زبان پر بہت بڑھا چڑھا ہوا لفظ ہے جب بدعتی ہونے سے بقول اہل حدیث ہم اہلسنت بھی بچ نہ سکے تو تفضیلی کس حساب میں ہیں ان کا بدعتی ہونا کون تعجب ہے؟۔

بعض ہمارے ہم عصر علماء نے جنھیں تفضیل علیؑ سے بخار چڑھ جاتا ہے یہ خدائی فیصلہ صادر فرمایا کہ فرقۂ تفضیلیہ اسلام کا کوئی فرقہ ہے ہی نہیں اور تفضیل کسی مسلمان کا نہ عقیدہ تھا اور نہ ہے مگر انھیں شاید یاد نہ رہا کہ وہ بھی اسی تفضیل کی چکر میں ہیں۔ حضرت علیؑ کی نہ سہی حضرت ابوبکرؓ کی تفضیل کے تو قائل ہیں۔ تفضیل خواہ حضرت ابوبکرؓ کی ہو۔ خواہ حضرت علیؑ کی آخر تفضیل ہی کہلائے گی اور وہ تفضیلیہ ہی کہلائے گا۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا گیا تو خود اسلام بھی تفضیلی مذہب نظر آتا ہے جس پر قرآنی شہادت فضل بعضکم علی بعض ناطق ہے نیز خدائے اسلام بھی تفضیل کے قائل نظر آرہے ہیں تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض اور یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم و انی فضلتکم علی العالمین کی آیتیں اس کی شاہد ہیں اور ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی تفضیلیہ خیال کے معلوم ہوتے ہیں جس پر صدہا حدیثیں پیش کی جاسکتی ہیں لہذا ہم مسلمان بھی تفضیلیہ ہیں۔ بعض تو تفضیلیہ حضرت ابوبکرؓ اور بعض تفضیلیہ حضرت امیرؑ۔ اس سے انکار محال و گریز ناممکن۔

چونکہ صحابہ و تابعین کی ایک جماعت حضرت علیؑ کی تفضیل کی قائل تھی۔ ہم بھی ان صحابہ کے اتباع میں بمصداق اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم کے حضرت علیؑ کو افضل مانتے ہیں۔ بعض حضرات کا اس عقیدہ کو بدعت و ضلالت کہنا جو قرون ثلاثہ میں رائج و مروج اور جو صحابہ و تابعین کا معتقد علیہ تھا یقیناً بدعت و ضلالت ہے۔ واللہ الموفق و ھو یھدی السبیل۔

تمت



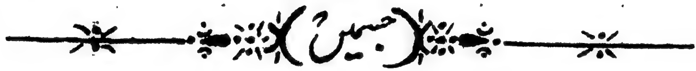
الحمد للّٰہ



(کہ)

رسالہ مفیدہ

تفضیل امیر المومنین ع



(جسمیں)

حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا خلفائے ثلثہ سے خصوصاً اور کل صحابہ رسول صلعم سے عموماً افضل ہونا

تحقیق و تفصیل سے ثابت کیا گیا ہے



مؤلفہ

محقق اہل سنت حامی اسلام عالم جلیل و فاضل نبیل جناب مولانا علیمی نظامی شاہ صاحب حنفی دام مجدہم السامی

(حیدر آباد دکن)



قیمت فی جلد

صرف ۸

آل و اصحاب اس رسالہ میں دکھایا ہے کہ اہلبیت طاہرینؑ کے ساتھ صحابۂ رسولؐ کا سلوک کیسا تھا! ان لوگوں نے امانت رسولؐ کے ساتھ کس درجہ بے رخی کی واقعۂ کربلا کے وقت کتنے صحابی موجود تھے مگر انھوں نے ادھر ذرہ برابر توجہ نہیں کی۔ حالانکہ وہ مدد کرتے تو امام مظلوم شہید نہ ہوتے نہایت مفید اسلامی تاریخی تحقیقات کا ذخیرہ ہے۔ قیمت ۱۲؍

جواب شرر مسٹر عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی نے حضرت سکینہ بنت الحسینؑ کا بہت فحش اور گندہ ناول لکھ کر مسلمانوں کے دلوں میں آگ لگادی تھی اس کا مفصل جواب اور تاریخی تحقیقات کا بے مثل خزانہ تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

صاحب العصر والزمان حضرت حجتؑ کے وجود اور غیبت کی بہت زبردست دلیلیں اور قادیانی فرقہ نے حضرت کے بارے میں جو اعتراضات کئے ہیں انکا مفصل اور تشفی بخش جواب قیمت ۱۲؍

عقل و تہذیب اہلحدیث فرقہ اہلحدیث کی عقل و تہذیب۔ انسانیت۔ مذہب اور خصوصاً اونکے علماء و پیشوایان دین کے قابل مضحکہ حالات کا مکمل مجموعہ۔ قیمت ۱۲؍

فتنۂ شبلی شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نے اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ میں لکھا تھا کہ معاذ اللہ جناب امیرؑ نے بھی ایک دفعہ شراب پی تھی اس کی مفصل اور محققانہ رد کرکے اس روایت کی دھجیاں اڑادی گئی ہیں۔ قیمت ۸؍

تحریف قرآن کے بارے میں اہلسنت اعتراض کرتے ہیں۔ رسالہ حد السارق میں پوری تحقیق اور جامعیت سے ثابت کردیا ہے کہ تحریف قرآن کے قایل اہلسنت ہیں اور انکی کتابوں سے اسطرح واضح ہے کہ کوی انکار نہیں کرسکتا

مسئلۂ فدک سنی شیعہ کے درمیان بہت زبردست بحث ہے نواب محسن الملک بہادر نے شیعوں کے خلاف آیات بینات میں بہت زور لگایا ہے اس کا مفصل جواب کمال تحقیق سے لکھا گیا ہے یہ کتاب شیعوں کیلئے نعمت عظمیٰ ہے۔ جلد اول ۸؍ جلد دوم ۸؍ جلد سوم عہ؍ جلد چہارم صہ؍

مقدمۂ نہج البلاغہ بعض اہلسنت کہتے ہیں کہ نہج البلاغہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا کلام نہیں ہے اس کتاب میں نہایت تحقیق و جامعیت سے اسکو حضرت کا کلام ثابت کیا گیا ہے قیمت ۱۲؍

ہندو پنڈت کا رسالہ خلافہ ایک ہندو پنڈت ہرنام صاحب نے مسئلہ خلافت و امامت پر وہ زبردست تحریر شایع کی ہے جس سے مذہب شیعہ کی حقیت مثل آفتاب روشن ہے اس رسالہ نے برادران اہلسنت میں زلزلہ ڈال دیا۔ اصلاح کو دو خریدار دیکر یہ کتاب مفت طلب کرلیجئے۔

المشتہر منیجر اصلاح کھجوا (صوبہ بہار)

(غازی الدین حیدر نے مطبع اصلاح کھجوا میں چھاپکر شایع کیا)

جون ۱۹

فرار اڈیٹر النجم | مولوی عبدالشکور صاحب اڈیٹر اخبار النجم و اخبار آفتاب لکھنؤ کا جناب مولانا السید علی حیدر صاحب قبلہ مدیر رسالہ اصلاح سے مناظرہ کیلئے آنا اور بغیر مناظرہ کئے شرمناک فرار اختیار کرنا قابل دید ہے۔ قیمت ۴ر

فتح مبین | اس رسالہ میں بھی اڈیٹر النجم مذکور کے مناظرہ سے فرار کرنے اور ضلع سارن کے مشہور عالم اہلسنت مولوی حکیم فتح محمد صاحب کے شیعہ ہو جانے کا دلچسپ تذکرہ ہے۔ قیمت ۴ر

فتح الرحمان | اڈیٹر النجم کا دوبارہ مولانا ممدوح سے مناظرہ کی ہمت کرنا اور فرار کرنا۔ قیمت ۴ر

فتح القدیر | اڈیٹر النجم نے بمبئی میں جاکر شیعوں سے جو مناظرہ کیا اس پر مفصل تبصرہ قابل دید ہے۔ قیمت ۳ر

قول کریم | ایک سنی عالم کا اڈیٹر النجم پر اعتراض کہ خود اہلسنت کی کتابیں تحریف قرآن کے مضامین سے بھری ہیں پھر تم کیوں شیعوں پر اعتراض کرتے ہو۔ قابل دید ذخیرہ ہے جسمیں پوری تحقیق و جامعیت سے ثابت کردیا گیا ہے کہ اہلسنت تحریف قرآن کے قائل ہیں اور انکی کتابوں سے قرآن کی تحریف اسطرح واضح ہے کہ کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ آجتک اڈیٹر النجم سے بھی اسکا جواب نہیں ہوسکا۔ قیمت عہ ر

معراج شہادۃ | شہادۃ امام حسینؑ کے متعلق خانبہادر سید خیرات احمد صاحب وکیل گیا مصنف کتاب "نورایمان" کا زبردست رسالہ بہت دلچسپ مفید اور بصیرت افروز ہے۔ قیمت ۲ر

مشعل ہدایت | جناب حاجی سید اظہار حسنین صاحب بی اے مجسٹریٹ پنشنر گیا کی مشہور اور زبردست تحقیقی کتاب جسمیں دکھایا ہے کہ خدا اپنے کلام پاک میں رسولؐ اور انکے آل و اصحاب کیلئے کیا فرماتا ہے اور قرآن مجید سے آل اطہارؑ کا کیا پایہ ثابت ہے اور اصحاب کس مرتبہ پر فائز ہیں اور ان تمام حقائق کی موجودگی میں امت پر کسکی پیروی اور کس حدتک فرض ہے۔ غرض بہت ہی قابل قدر کتاب ہے بحیثیت مجسٹریٹ آپ نے سنی شیعہ کے اختلافات کا فیصلہ بھی کمال انصاف سے کیا ہے حجم ۲۱۴ صفحہ قیمت صرف عہ ر

وضوء میں پاؤں پر مسح کرنا | فرقہ اہلقرآن نے جو پنجاب میں پیدا ہوا ہے قرآن مجید سے دکھانا چاہا تھا کہ وضوء میں پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ اسکے جواب میں دفتر اصلاح سے امتحان اہلقرآن و قول فیصل شائع کرکے ثابت کردیا گیا کہ قرآن مجید وضوء میں پاؤں پر مسح کرنے ہی کا حکم دیتا ہے۔ اس تحقیق سے یہ رسالے لکھے گئے کہ اہلقرآن کو بھی مان لینا پڑا۔ قیمت ۴ر

اسلامی خدا | توحید خدا کو آیات قرآن مجید سے بہت مفصل اور جامعیت سے ثابت کرکے واضح کردیا ہے کہ جس طرح اسلام خدا کی توحید سکھاتا ہے دنیا کا کوئی فرقہ نہیں سکھا سکتا۔ قیمت ۸ر

آل و اصحاب | اس رسالہ میں دکھایا ہے کہ اہلبیت طاہرینؑ کیساتھ اصحاب رسولؐ کا سلوک کیسا تھا۔ ان لوگوں نے امانت رسولؐ کے ساتھ کس درجہ بیرخی کی۔ واقعہ کربلا کے وقت کتنے صحابہ موجود تھے مگر انھوں نے ادھر ذرہ برابر توجہ نہیں کی حالانکہ وہ مدد کرتے تو امام مظلوم شہید نہ ہوتے نہایت مفید اسلامی تاریخی تحقیقات کا ذخیرہ ہے۔ قیمت ۱۲ر

جواب شررؔ مسٹر عبدالحلیم صاحب شررؔ لکھنوی نے حضرت سکینہ بنت الحسینؑ کا بہت فحش اور گندہ ناول لکھکر مسلمانوں کے دلوں میں آگ لگادی تھی۔ اسکا مفصل جواب اور تاریخی تحقیقات کا بیش بہا خزانہ تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۴؍

صاحب العصر والزمان حضرت حجّتؑ کے وجود اور غیبت کی بہت زبردست دلیلیں اور قادیانی فرقہ نے حضرتؑ کے بارے میں جو اعتراضات کئے ہیں اُن کا مفصل اور تشفی بخش جواب۔ قیمت ۱۲

عقل و تہذیب اہلحدیث فرقہ اہلحدیث کی عقل، تہذیب، انسانیت، مذہب، خصوصًا انکے علماء و پیشوایان دین کے قابل مضحکہ حالات کا مکمل مجموعہ۔ قیمت ۱۲

فتنہ شبلی شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نے اپنی کتاب سیرۃ النبی میں لکھا تھا کہ معاذ اللہ جناب امیرؑ نے بھی ایک دفعہ شراب پی تھی۔ اس کی مفصل اور محققانہ رد کرکے اس روایت کی دھجیاں اُڑا دی گئی ہیں۔ قیمت ۸

تحریف قرآن کے بارے میں اہلسنت اعتراض کرتے ہیں۔ رسالہ حدالسارق میں پوری تحقیق اور جامعیت سے ثابت کردیا گیا ہے کہ تحریف قرآن کے قائل اہلسنت ہیں اور انکی کتابوں سے یہ بطرح واضح ہے کہ کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

مسئلہ فدک سنی شیعہ کے درمیان بہت زبردست بحث ہے۔ نواب محسن الملک بہادر نے شیعوں کے خلاف آیات بینات میں بہت زور لگایا ہے اسکا مفصل جواب کمال تحقیق سے لکھا گیا ہے۔ یہ کتاب شیعوں کیلئے نعمت عظمیٰ ہے جلد اول ۸ دوم ۸ سوم ۸ چہارم ۸

مقدمہ نہج البلاغہ بعض اہل سنت کہتے ہیں کہ نہج البلاغہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا کلام نہیں ہے۔ اس کتاب میں نہایت تحقیق و جامعیت سے اسکو حضرتؑ کا کلام ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲

مذہبی کہانی اس رسالہ میں ناول کے طرز پر اصول دین کی باتیں بہت واضح اور دلچسپ عنوان سے بچوں کیلئے لکھی گئی ہیں قیمت ۱؍۔ المشتہر:۔ منیجر اصلاح کھجوا (صوبۂ بہار)

ڈاکخانہ کھجوا انگریزی میں ڈاکخانہ کھجوا اسطرح لکھا جائے:۔ P.O. KUJHWA (BIHAR CIRCLE)

اکسیر پائریا یہ موذی مرض جس طرح عامۃ البلویٰ ہو رہا ہے ظاہر ہے۔ ہم بہت سے مخصوصین اور احباب کے اصرار سے اپنے اس کامیاب منجن کو بصورت اشتہار پیش کرتے ہیں۔ قیمت ایک ڈبیہ ۸ منگا کر ضرور امتحان کیجئے۔ یہ پائیریا کا تیر بہدف علاج ہے جسکی ہرطرف دھوم ہو رہی ہے۔

المشتہر:۔ منیجر مطب جناب حکیم سید باقر رضا صاحب چھپرا (بہار)

برقی نمک معدہ کیلئے بہت مفید ہے۔ غذا کو صحیح ہضم کرتا ہے۔ دست اور قے کو روکتا اور درد کو دور کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ اکسیر ہے۔ ہر گھر میں اس کا رہنا ضروری ہے۔ قیمت ایک شیشی ۲

المشتہر:۔ سید مرتضیٰ حسین رضوی موضع گوپالپور ڈاکخانہ باقر گنج ضلع سارن

(سید غازی الدین حیدر نے مطبع اصلاح کھجوا میں چھاپ کر شایع کیا)

اصلاح

نمبر ۱۰ | ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۵۷ ہجری | جلد ۴۲

مدیر

جناب مولانا السید علی حیدر صاحب قبلہ دام برکاتہم



دار الاشاعت

کھجوا (صوبہ بہار)

چندہ سالانہ علاوہ محصول خریداروں سے تین روپیہ
بیرونِ ہند کے خریداروں سے [illegible] روپیہ

ایڈیٹر (کتبہ سید علی احمد رضوی گوپال پوری) منیجر

مکرر پرچہ نہیں جا سکتا

بعض ہمدردان اصلاح اپنے پرچوں کی پوری حفاظت نہیں کرتے اور سال ختم ہونے پر دفتر اصلاح میں شکایت کرتے ہیں کہ اتنے نمبر نہیں ملے مکرر فوراً بھیج دیجئے۔ ان کل حضرات سے التماس ہے کہ جس وقت رسالہ پہونچا کرے پڑھ کر اگر صندوق یا الماری میں مقفل کر کے بند کر دیا کریں تو کوئی نمبر ضائع نہ ہو۔ ہاں ایک نمبر پہونچنے پر اگر ہمیں معلوم ہوگا کہ قبل کا نمبر نہیں ملا تو وہ مکرر روانہ کر دیا جائیگا۔ مگر دو تین نمبروں کے بعد قبل کا نمبر طلب کیا جائیگا تو نہیں جا سکتا۔ مثلاً نمبر ۵ پہونچنے پر اگر لکھا کہ نمبر ۴ نہیں ملا تھا تو مکرر بھیج دیا جائیگا لیکن اگر نمبر ۳ یا ۲ طلب کیجئے گا تو وہ نہیں جا سکتا۔ بلکہ اس کیلئے فی نمبر ۸ قیمت آپ کو بھیجنی پڑے گی۔

جو لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ بدلجاتے ہیں

وہ فوراً دفتر اصلاح میں بھی اپنے جدید پتے کی اطلاع دیدیا کریں ورنہ ان کا رسالہ اصلاح سابق پتے پر جاتا رہیگا۔ اور پھر دفتر سے مکرر نہیں بھیجا جائیگا اکثر حضرات اسکی پابندی نہیں کرتے جس سے دفتر کو بڑی پریشانی ہوتی ہے۔

۱۳۵۷ ہجری کا چندہ اصلاح

۱۳۵۶ھ و ۱۳۵۷ھ ہجری کا چندہ اصلاح جن حضرات نے ابتک نہیں بھیجا وہ فوراً بذریعہ منی آرڈر روانہ کر کے شکر گزار کریں ورنہ آئندہ نمبر ضرور وی پی روانہ کیا جائیگا جسمیں آپکا ۴ر پیسہ فضول خرچ ہو جائیگا۔ بہت حضرات وی پی پہونچنے پر شکایت کرتے ہیں کہ وی پی کیوں بھیجا خط لکھ کر چندہ کیوں نہیں طلب کیا۔ ان سب کی خدمت میں التماس ہے کہ دفتر میں اتنے محرر نہیں ہیں کہ ہر شخص کو طلب چندہ کا خط لکھا کریں اور نہ اتنا مال ہے کہ ہر شخص کو ۳ر کا پوسٹ کارڈ بھیجا جایا کرے۔ پس اس اطلاع کو آپ حضرات کارڈ خیال کر کے فوراً اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرما دیں کہ وی پی بھیجنا ہمارے لئے بھی بڑی مصیبت ہے۔

ناول جوہر قرآن و سوانح عمری حضرت عمر

دفتر اصلاح کے مشہور دلچسپ ناول تصویر عزا کے ختم ہونے پر برابر فرمائشیں آرہی ہیں مگر ہم بھیجنے سے مجبور اور وہ حضرات اسکے دیکھنے کیلئے بیچین ہیں۔ اسی طرح جو حضرات اسی وقت سے رسالہ اصلاح کے خریدار نہیں ہونگے اور ناول جوہر قرآن و سوانح عمری خلیفۂ دوم ختم ہونے پر طلب کرینگے تو بہت افسوس کرینگے۔ پس جلد علم دوست حضرات اصلاح کے خریدار ہو جائیں۔

ہندو پنڈت کا رسالہ خلافت

ایک ہندو پنڈت ہر نام صاحب نے مسئلہ خلافت و امامت پر وہ زبردست تحریر شائع کی ہے جس سے بھی مذہب شیعہ کی حقیت مثل آفتاب روشن ہو رہی ہے۔ اس رسالہ نے ہزاروں اہلسنت میں زلزلہ ڈالدیا۔ رسالہ اصلاح کو دو جدید خریدار دیکر یہ کتاب مفت طلب کیجئے۔ المشتہر مینجر اصلاح کھجوا

اردو تفسیر قرآن

نہایت تحقیق و جامعیت سے شائع ہو رہی ہے آجتک ایسی تفسیر اردو زبان میں نہیں چھپی تھی صرف ۲ روپیہ سالانہ میں۔ ۴۸ صفحہ ماہوار آپکے پاس پہونچتی رہیگی جلدی طلب کیجئے ورنہ دوبارہ اسکا چھپنا دشوار ہوگا۔ المشتہر مدیر دائرہ تحقیق کھجوا۔

فہرست مضامین اصلاح نمبر ۱ جلد ۴۲

۸۰۷۵

نمبر شمار	مضمون	راقم	صفحہ
(۱)	الحمد للہ	منیجر اصلاح	۲
(۲)	شیعوں کے نصاب تعلیم میں کتاب عظیم الشان "تاریخ ائمہ"	"	"
(۳)	جوہر قرآن اور سوانح خلیفہ دوم کی اہمیت	"	"
(۴)	حاجی ثناء اللہ صاحب کی چالاکی	مولوی سید ظہیر حیدر صاحب مولوی عالم	۳
(۵)	دمہ کا بہترین علاج	جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب. بارہ بنکی	۸

رعایتی اعلان کتاب عظیم الشان تاریخ ائمہ ایسی مفید۔ اہم اور ضروری ہے جس کا ہر شیعہ کے پاس رہنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس میں ہمارے کل پیشوایان دین کے حالات اور قابل فخر کارنامے علمائے اہلسنت کی معتبر کتب تاریخ و سیرۃ و رجال سے چن چن کر جمع کئے گئے ہیں جو حضرات اس سال اصلاح کے خریدار ہو چکے ہیں یا ذی الحجہ ۵۸ھ تک خریدار ہوں گے ان کو یہ کتاب بجائے ۸ کے صرف دو روپیہ میں دیجائیگی۔ پوری کتاب ۵۱۲ صفحہ میں شائع ہوئی اور عمدہ کاغذ پر خوبصورت چھاپی گئی ہے آجتک حضرات انبیاء کرام و ائمہ طاہرین کے حالات میں ایسی کوئی کتاب کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی تھی اس کتاب میں مسئلہ خلافت بھی خاص طور سے دیکھنے کے قابل ہے۔ اسکے ساتھ ان مورخین و محققین یورپ کی رائیں بھی جمع کر دی گئی ہیں جنھیں ان لوگوں نے اپنے خاص رنگ میں حضرت امیر المومنین کی حقیت خلافۃ اور دوسروں کے زبردستی قبضہ بر خلافت کر لینے کو تفصیل سے لکھا ہے۔ جناب مختار علیہ الرحمہ کے حالات بھی بہت دلچسپ ہیں۔ اسی طرح کل ائمہ طاہرین کی اولاد و ازواج و اصحاب کے معرفت خیز حالات کا ذخیرہ بھی اس کتاب میں موجود ہے۔ **المشتہر:۔ منیجر اصلاح کھجوا۔**

مذہبی کہانی بچوں کو شروع ہی سے اصول دین اس طرح یاد کرائے جاتے ہیں کہ اول توحید دوم عدل۔ سوم نبوت۔ چہارم امامت۔ پنجم معاد۔ مگر ان باتوں کو بچے طوطے کی طرح رٹ لیتے ہیں اور کسی بات کا کوئی مطلب ان کے ذہن نشین نہیں ہوتا۔ اس سبب سے یہ رسالہ مذہبی کہانی لکھا گیا جسمیں ناول کے عنوان سے کل اصول دین کو دلچسپ طریقہ پر لکھا گیا ہے جو ۳۰ صفحہ پر شائع ہوا ہے۔ جو حضرات اسوقت سے رسالہ اصلاح کو ایک خریدار بھی عنایت کریں گے انہیں یہ مفت روانہ کیا جائیگا۔ **المشتہر:۔ منیجر اصلاح کھجوا۔**

الحمد للہ کہ محض اسی کے فضل و کرم سے سال رواں کا اصلاح نمبر ۱ بھی شایع ہو گیا۔ خدائے کریم اس سال کے بقیہ دونوں نمبروں کو بھی جلد بہ جلد روان اصلاح تک پہونچا دے۔ اور سیلاب کی مصیبت سے آیندہ بچائے کہ گزشتہ سیلاب سے دفتر اصلاح کو شدید نقصان پہونچ چکا ہے جس سے اسکی زندگی خطرہ میں پڑ گئی تھی۔

شیعوں کے نصاب تعلیم میں تاریخ ائمہ

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کتاب عظیم الشان تاریخ ائمہ کی جو اصلی غرض تھی کہ ہر شیعہ اپنے پیشوایان دین کے مفصل حالات اور قابل فخر کارناموں سے واقف ہو سکے وہ پوری ہوتی نظر آتی ہے۔ سید محمد حسین صاحب سلمہ فرزند حاجی سید علی امیر صاحب انجینیر و طالب العلم مسلم یونیورسٹی علی گڈھ لکھتے ہیں "ضروری امر یہ ہے کہ میں تاریخ ائمہ یہاں لیتا آیا تھا اور اسی کو پڑھ کر دینیات کے امتحان میں کامیاب ہوا۔ اس کتاب کو مجتہد صاحب رحتبا عمدۃ العلما زبدۃ الفقہا مولانا السید سبط نبی صاحب قبلہ دام برکاتہم نے دیکھا اور پسند فرمایا قبلہ و کعبہ یہ چاہتے ہیں کہ یہ کتاب نصاب میں داخل ہو جائے"۔ اور جناب مکرم و محترم مولوی سید محمد رفیع صاحب رضوی مدرس دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڈھ ہائی اسکول نے تحریر فرمایا "زادت معالیکم۔ سلام علیکم۔ تاریخ ائمہ کا ہدیہ عہ تحریر فرمایا ہے۔ قبلہ و کعبہ جناب مولانا سید سبط نبی صاحب مدظلہ کا پیغام غالباً جناب تک پہونچا ہوگا موصوف کی یہ خواہش ہے کہ قیمت میں ۸ر فیجلد رعایت فرمائی جائے تاکہ طلبہ کیلئے وہ بلحاظ قیمت سہل ہو جائے اور یہاں یونیورسٹی اور اس کے دونوں اسکولوں میں بحیثیت نصاب داخل کر دی جائے۔ بنا بریں عرض ہے کہ اگر یہ (رعایت مرقومہ بالا) گوارا فرمائیں تو انشاء اللہ نقصان نہ ہوگا کیونکہ بہت سی جلدیں منگائی جائینگی۔ اور اس وقت تین جلدیں بذریعہ وی پی جلد از جلد ذیل کے پتہ پر روانہ فرمائیں"۔ جناب مولانا المحترم دام برکاتہم کی خواہش کے مطابق ہم عام اعلان کرتے ہیں کہ شیعہ طلبہ کے لئے کتاب مستطاب تاریخ ائمہ کی قیمت بجائے عہ کے عا کر دی گئی۔ اور جو پڑھی لکھی عورتیں اپنے لڑکوں لڑکیوں کے سنانے کیلئے یہ کتاب طلب کرینگی ان سے بھی اسکی قیمت صرف عا (علاوہ محصولڈاک) لی جائیگی تاکہ ہر شیعہ گھر میں یہ پہونچ جائے۔

جوہر قرآن و سوانح خلیفہ دوم کی اہمیت

جناب سید فقیر حسین صاحب ایڈیٹر پیام مجوہ چکیا سے لکھتے ہیں "جناب قبلہ و کعبہ مدظلکم العالی ... خداوند عالم جناب کو بتصدق ائمہ معصومین علیہم السلام بخیر و عافیت رکھے اور عمر خضری عطا فرمائے۔ یوں تو رسالہ اصلاح جب سے جاری ہوا ہے اپنی آپ نظیر ہے لیکن جب سے جناب کے زیر اہتمام اسکی اشاعت شروع ہوئی ہے ماشاء اللہ اس میں اور چار چاند لگ گئے ہیں۔ علمی خزانہ سے وہ وہ جواہرات انمول جناب نے پیش کئے ہیں جن کے لئے قوم جسقدر شکریہ ادا کرے کم ہے۔ سنہ گزشتہ تک جو کتابیں طبع ہو گئی ہیں

مولوی ثناء اللہ صاحب کی چالاکی

سال گزشتہ سے مولوی ثناء اللہ صاحب میری گرفت میں پھنسے ہوئے ہیں اور کسی طرح نکلنے نہیں پاتے۔ آپ نے دعوٰے کیا کہ حضرت ام کلثوم کے نکاح باحضرت عمر کا واقعہ اصول کلینی میں موجود ہے۔ میں اس وقت سے ان سے مطالبہ کر رہا ہوں کہ وہ اصول کلینی پیش کریں جس میں یہ روایت یا واقعہ موجود ہے مگر آج تک نہیں بتا سکے اور قیامت تک نہیں بتا سکتے۔ جس طرح آریہ مادہ و روح کے قدیم ہونے کا دعوٰے کرتے ہیں اور دلیل پوچھو تو قرآن کی کسی آیت کو زبردستی پیش کر دیتے ہیں۔ یا جس طرح مرزا قادیانی اپنے دعووں کی دلیلیں قرآن مجید سے بالکل مکابرہ کے عنوان سے پیش کر دیتے رہے اس طرح بھی مولوی صاحب اصول کلینی کی کسی عبارت سے اپنا دعوٰے آج تک ثابت نہیں کر سکے۔ جس سے دنیا نے سمجھ لیا کہ اڈیٹر اہل حدیث سے زیادہ سچا عالم اس وقت دنیائے اسلام میں کوئی نہیں ہے۔ اب حال میں پھر آپ نے ایک چالاکی کی ہے۔ اپنے اخبار میں لکھتے ہیں "آیۂ تطہیر اور شیعہ۔ آیت تطہیر شیعوں کی مایۂ ناز آیت [لہ] ہے جس سے وہ بڑے فخر و مباہات کے ساتھ اہل بیت نبی جن کی تعداد بقول اُن کے چار نفوس طاہرہ مولا علی مرتضٰی۔ حسنینؑ اور سیدۃ النساء فاطمہؓ زہرا رضی اللہ عنہم ہیں محدود و منحصر ہے۔ کی طہارت و عصمت پر احتجاج و استدلال کرتے ہیں مگر حقیقت امر یہ ہے کہ حضرات شیعہ آیت تطہیر میں لفظ" اہل بیت" سے اہل بیت نبیؐ مراد ہونا ہی ثابت نہیں کر سکتے چہ جائیکہ ان کی طہارت و عصمت پر استدلال و احتجاج۔ حاشا للہ۔ بخلاف ہم سنیوں کے کہ ہمارے نزدیک آیت تطہیر کا نزول امہات المومنین ازواج النبی ہی کی شان میں ہوا ہے جیسا کہ اُس کا سیاق و سباق سب کچھ اُس پر دال ہے۔ ہاں اس سے شیعوں کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ " اہل" کا لفظ ازواج کو شامل ہے۔ کیونکہ خود مولوی فرمان علی صاحب شیعہ مجتہد ٹپنوی نے اپنے ترجمۂ قرآن میں آیت فلما قضٰی موسی الاجل وسار باھلہ (پ۲۰۔ رکوع ۷)۔ و نیز آیت قالت ماجزاء من اراد باھلک سوء (پ۱۲۔ ع۱۳) میں اہل کا ترجمہ بی بی ہی کیا ہے فنعم الوفاق۔

لہ آیت تطہیر یہ۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطہیرا۔ (پ۲۲۔ ع۲)

خیر اب آیئے! ہم نے جو دعوی کیا ہے کہ شیعوں کا آیت تطہیر میں اہل سے اہل بیت نبی مراد لینا قطعاً باطل ہے۔ سو اس کی دلیل ملاحظہ کیجئے!۔

مولوی فرمان علی صاحب شیعہ ٹپنوی کے بقول آیت تطہیر موجودہ قرآن مجید میں اپنے موقعہ اور محل پر نہیں ہے۔ بلکہ یہ آیت کسی اور لامعلوم جگہ کی ہے جو یہاں خواہ مخواہ گھسیڑ دی گئی ہے۔ چنانچہ آپ نے آیت تطہیر کے حاشیہ پر بڑی ہوشیاری سے تحریر فرمایا ہے!۔

"بعض حضرات اہل سنت کا خیال ہے کہ اس میں ازواج بھی شامل ہیں اور مدح وثنا اور اہل بیت میں داخل ہیں لیکن یہ خیال چند وجوہ سے بالکل غلط ہے۔ اگر ازواج مقصود ہوتے تو جس طرح ماقبل و مابعد کی آیت میں ضمیر جمع مونث حاضر تھی اس میں بھی باقی رہتی[1]۔ بلکہ اس آیت کو درمیان سے نکال لو اور ماقبل اور مابعد کو ملا کر پڑھو تو کوئی خرابی نہیں ہوتی۔ بلکہ اور ربط بڑھ جاتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت اس مقام کی نہیں بلکہ خواہ مخواہ کسی خاص غرض سے گھسیڑی گئی ہے"۔

بہت خوب! میں کہتا ہوں پس جب آیت تطہیر بقول مولوی فرمان علی صاحب اپنے موقع اور محل پر نہیں ہے اور اس کا موقع و محل بھی لامعلوم ہے تو بلا کسی دلیل قوی و قرینہ صارفہ کے اس سے اہل بیت نبی کی طہارت و عصمت پر شیعوں کا احتجاج و استدلال کیونکر صحیح ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ نہ معلوم یہاں اہل بیت سے کون لوگ مراد ہیں اور کس کے؟ یا ایہا الرافضۃ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

(تنبیہ) ممکن ہے حضرات شیعہ روایات کی آڑ لے کر کہہ دیں کہ آیت تطہیر کا نزول حضرت فاطمہ، حسنین اور علی مرتضیٰ کی شان میں ہوا ہے۔ لہذا اہل بیت سے یہی لوگ مراد ہیں۔ تو میں کہوں گا کہ یہ صریح مغالطہ اور کھلی ہوئی غلطی ہے۔ کیونکہ کسی روایت سے ہرگز ثابت نہیں ہے کہ آیت تطہیر کا نزول انہی لوگوں کے بارے میں ہوا ہے۔ بلکہ ان روایات کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو ایک چادر میں

---

[1] اجیب عن ھذا بان التذکیر باعتبار لفظ الاھل کما قال سبحانہ اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت وکما یقول الرجل لصاحبہ کیف اھلک یرید زوجتہ او زوجاتہ فیقول ھم بخیر ۱۲ الخ۔

لے کر دعا فرمائی کہ اللّٰھم ھؤلاءِ اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا (جامع ترمذی) ومن ادعی خلافہ فعلیہ البیان۔

ہاں روایات سے یہ البتہ ثابت ہے کہ آیت تطہیر ازواج النبی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اخرج ابن ابی حاتم وابن عساکر من طریق عکرمۃ عن ابن عباس فی الآیۃ قال نزلت فی نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ۔

الغرض حضرات شیعہ کو چاہئے کہ پہلے آیت تطہیر میں "اہل بیت" سے اہل بیت نبی مراد ہیں ثابت کریں پھر ان کی عصمت وطہارت پر استدلال کریں۔ وَأتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا (اہلحدیث ۱۱ جلد ۳۶)۔ حالانکہ مولانا فرمان علی صاحب قبلہ مرحوم نے جن کے ترجمہ کردہ قرآن مجید سے آپ نے یہ عبارتیں لکھی ہیں پہلے ہی آپ کے مطالبہ کا جواب بھی لکھ دیا ہے جس کو آپ اپنی ہوشیاری سے حذف کرکے یحرفون الکلم عن مواضعہ کے مصداق بنے ہیں۔ ہم صرف مرحوم کے حاشیہ کو نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں تاکہ دنیائے انصاف فیصلہ کرے کہ حاجی ثناء اللہ صاحب کی عقل و دیانت پر تضحکہ کیا جائے یا صف ماتم بچھائی جائے۔ مولانا فرمان علی صاحب قبلہ طاب ثراہ تحریر فرماتے ہیں "اس پر تو تمام علماء کا اتفاق ہے اور سنیوں اور شیعوں میں سے کوئی اس کا مخالف نہیں کہ اہلبیت رسول حضرت علیؑ جناب فاطمہؑ امام حسن اور امام حسین ہیں۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ یہ آیت ان ہی بزرگوں کے بارے میں نازل ہوئی مگر بعض حضرات اہلسنت کا خیال ہے کہ اس میں ازواج بھی شامل ہیں اور مدح وثناء اور اہلبیت میں داخل۔ لیکن یہ خیال چند وجوہ سے بالکل غلط ہے۔ (۱) اگر ازواج مقصود ہوتے تو جس طرح ماقبل و مابعد کی آیت میں ضمیر جمع مونث حاضر بھی اس میں بھی باقی رہتی۔ بلکہ اگر (۲) اس آیت کو درمیان سے نکال لو اور ماقبل و مابعد کو ملا کر پڑھو تو کوئی خرابی نہیں ہوتی بلکہ اور ربط بڑھ جاتا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت اس مقام کی نہیں بلکہ خواہ مخواہ کسی خاص غرض سے داخل کی گئی ہے۔ (۳) اگر ازواج نبی بھی شامل ہوتیں تو ان کی تعداد نو تھی اور ان حضرات کی چار۔ ان میں بھی ایک عورت ہی ہیں پس مجموعاً تیرہ ہوئے۔ دس عورتیں تین مرد۔ پھر بھی غلبہ عورتوں ہی کا رہا۔ اس حالت میں بھی ضمیر و صیغہ مونث ہی لانا ضروری تھا نہ مذکر۔ (۴) زید بن ارقم کا

قول ہے کہ ازواج اہلبیت نہیں ہیں کیونکہ یہ تو آج ہیں۔ کل طلاق دی الگ ہوگئیں، بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جن پر خدا نے صدقہ حرام کیا ہے۔ (۵) اگر ازواج بھی شامل ہوتیں تو جس وقت حضرت ام سلمہ نے جن کے گھر میں یہ آیت نازل ہوئی اور وہ خود نہایت ممدوح اور نیک ایماندار بی بی تھیں جب چادر کا کونا اٹھا کر ان میں داخل ہونا چاہا تو حضرت رسول نے کونا ہاتھ سے کھینچ لیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ تم نیکی پر ہو۔ مگر اہلبیت میں شامل نہیں بلکہ ازواج میں ہو۔ اس مطلب کی تقریباً تیس حدیثیں مختلف اسناد سے موجود ہیں جن کو مختلف علماء اہلسنت نے مثل امام احمد بن حنبل۔ ابن مردویہ۔ ثعلبی۔ سیوطی وغیرہ کے نقل کی ہیں اور میں نے اُن سب کو اپنے رسالہ المناظرہ میں جمع کر دیا ہے۔ اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت رسول ام سلمہ کے گھر میں آئے اور حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور پھر اپنے سمیت سب پر ایک بڑی چادر اُڑھا دی اور دعا کی خدا وندا یہی میرے اہلبیت ہیں۔ ان کو ہر برائی سے دور رکھ اور اچھی طرح پاک و پاکیزہ رکھ۔ یہ سُن کر حضرت ام سلمہ نے اس میں داخل ہونا چاہا تو روک دی گئیں اور حکم ہوا کہ تم اہلبیت میں نہیں ہو ازواج میں ہو۔ اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد مدتوں ہر نماز کے وقت جب حضرت رسول حضرت علی کے مکان کے پاس آتے تو چوکھٹ تھام کر فرماتے السلام علیکم یا اھل البیت الخ۔ دیکھو تفسیر درمنثور ملا جلال الدین سیوطی جلد ۵ صفحہ ۱۹۸ و صفحہ ۱۹۹ (ص آل مترجم مولانا ص ۲۶۴) کچھ مجھ سے بھی سنتے جائیے آپ کے پیشوائے اعظم علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں آیۃ التطھیر اکثر المفسرین علی انھا نزلت فی علی وفاطمۃ والحسنین الخ لتذکیر ضمیر عنکم وبعدہ یعنی اکثر مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ آیت تطہیر علی و فاطمہ و حسنین کے حق میں اتری ہے الخ اس لئے کہ اس میں ضمیر عنکم اور دوسری ضمیریں جو بعد کی ہیں سب مذکر ہیں۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۸۵) اور آپکے امام ملا علی قاری لکھتے ہیں الا اولاد فاطمۃ فانھم یفضلون علی اولاد ابی بکر و عمر و عثمان لقربھم من رسول اللہ فھم العترۃ الطاھرۃ والذریۃ الطیبۃ الذین اذھب اللہ عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا۔ یعنی سوا اولاد فاطمہ کے کیونکہ یہ حضرات حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کی اولاد سے افضل ہیں اس لئے کہ یہ حضرت رسول خدا صلعم کے قرابت مند

ہیں پس یہی حضرات وہ عترۃ طاہرہ اور ذریۃ طیبہ ہیں جن سے خدا نے ہر برائی کو دور کیا اور انہیں اچھی طرح پاک و پاکیزہ رکھا ہے (شرح فقہ اکبر مطبوعہ لاہور ص۱۳۹)۔ اور سنئے آپکے پیشوائے اعظم جن کے برابر نواب مولوی صدیق حسن خانصاحب بھوپالی کے بعد علماء اہلحدیث میں کوئی عالم نہیں پیدا ہوا یعنی جناب مولوی وحید الزمان خانصاحب حیدرآبادی مرحوم تحریر فرماتے ہیں "پیغمبر کے گھر والو اللہ تعالےٰ اور کچھ نہیں یہ چاہتا ہے تم سے ہر طرح کی گندگی ناپاکی دور کرے اور تم کو خوب ستھرا پاک و صاف بنا دے۔ ایک جماعت علماء نے یہ کہا ہے کہ پیغمبر کے گھر والوں سے اس آیت میں آپ کی بیبیاں مراد ہیں۔ کیونکہ اسکے اول اور بعد بی بیوں کا ہی ذکر ہے۔ پر ابوسعید خدریؓ اور مجاہد اور قتادہ اور ایک جماعت علماء کا یہ قول ہے کہ اس آیت میں گھر والوں سے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ علیہم السلام مراد ہیں۔ عکرمہؓ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ یہ آیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کے باب میں اتری۔ عکرمہ نے کہا جو چاہے مجھ سے اس باب میں مباہلہ کر لے۔ لیکن ترمذی اور دوسرے اماموں نے بسند صحیح حضرت بی بی ام سلمہؓ سے نکالا کہ یہ آیت جس وقت اتری اُس وقت گھر میں حضرت فاطمہؓ اور علیؓ اور حسنؓ اور حسینؓ تھے۔ آپ نے ایک کمل اُن کو اُڑھا دیا اور فرمایا یا اللہ یہ میرے گھر والے ہیں۔ تو ان سے گندگی دور کر دے اور ان کو خوب پاک کر دے ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت بی بی ام سلمہؓ نے بھی اپنا سر اس کمل میں ڈالا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ نے فرمایا تو بھی اچھی ہے۔ صحیح مسلم میں زید بن ارقم سے روایت ہے وہ کہتے تھے آپ کی بی بیاں بھی آپ کے گھر والوں میں داخل ہیں لیکن اصل آپکے گھر والے وہ ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے یعنی علیؓ اور عقیل اور جعفر اور عباس کی اولاد۔ سید علامہ نے کہا ایک جماعت محققین نے اس مذہب کو ترجیح دی ہے کہ آیت میں آپ کی بی بیاں اور حضرت فاطمہؓ اور علیؓ اور حسنؓ اور حسینؓ سب داخل ہیں۔ اور بعضوں نے اس کو خاص رکھا ہے نسبی گھر والوں سے یعنی حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ سے۔ مترجم کہتا ہے صحیح مرفوع حدیثیں اسی کی تائید کرتی ہیں اور جب آنحضرت صلعم نے خود بیان فرما دیا کہ میرے گھر والے یہ لوگ ہیں تو اس کا قبول کرنا واجب

ہے ۔ اور ایک قرینہ اس کا یہ ہے کہ اس آیت کے اول اور آخر جمع مونث حاضر کی ضمیر سے خطاب ہے۔ اور اس میں جمع مذکر کی ضمیر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت ان آیتوں کے بیچ میں رکھدی گئی جن میں ازواج مطہرات سے خطاب تھا اور شاید صحابہ نے اپنے اجتہاد سے ایسا کیا واللہ اعلم" (قرآن مجید مع ترجمہ وحاشیہ مولوی وحید الزمان خانصاحب مطبوعہ لاہور ص۵۴۹)۔ حاجی ثناء اللہ صاحب! فرمائیے جگتے ہیں آپ یا اونگھتے ہیں؟ دیکھا نہ کہ جس طرح ہمارے مولانا فرمان علی صاحب مرحوم نے لکھا کہ یہ آیت یہاں داخل کر دی گئی ہے جس پر آپنے اعتراض کیا ہے اسی طرح آپ کے امام زمانہ اور مقتدائے فرقہ اہلحدیث نے بھی تحریر فرما دیا کہ "یہ آیت ان آیتوں کے بیچ میں رکھ دی گئی"۔ کہئے اب بھی کچھ بل ہوتا ہے؟ ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

حاجی صاحب! آپ قرآن کو نہیں مانتے مگر زبان سے تو اس پر عمل کرنے کا دعوے ضرور کرتے ہونگے فرمائیے کہ آیہ تطہیر کے پہلے یہ آیۃ ہے یا نہیں یا نساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لھا العذاب ضعفین وکان ذالک علی اللہ یسیرا ۔ پیغمبر کی بی بیو! تم میں سے جو کوئی کھلی بے حیائی کا کام کرے اس کو قیامت میں بہ نسبت دوسری عورتوں کے دوہری سزا دی جائیگی اور اللہ تعالے کے نزدیک یہ بات (تم کو دونا عذاب کرنا) آسان ہے (پارہ ۲۲ رکوع ۲۰)۔ کیا آپ کی عقل کہتی ہے کہ جن لوگوں کی طہارت کا خدا اس طرح اہتمام سے ذکر فرمائے انھیں کو خدا اس طرح کہہ سکتا ہے کہ تم بد کاری کرو گی تو میں دونا عذاب کردونگا۔ ایسے خدا کا دماغ کوئی بھی صحیح کہہ سکتا ہے؟۔ تطہیر حیدریہ

دمہ کا بہترین علاج "میری والدہ کو جنکی عمر اس وقت ۶۵ برس کی ہے ۲۰ سال سے دمہ کی سخت شکایت تھی۔ ہر طرح کی دوائیں کیں اور انجکشن دیئے مگر کسی دوا سے مستقل فائدہ نہیں ہوا۔ اصلاح ۱ جلد ۲ صفحہ ۲۲ میں سید محمد شفیع صاحب زیدی ٹاؤن کلرک شاملی ضلع مظفر نگر کا اعلان شایع ہوا کہ موصوف کو دمہ کی دوا معلوم ہے۔ صرف محصولڈاک بھیجکر مفت طلب کریں۔ وہ دوا منگوائی گئی صرف ۱۱ خوراک کے استعمال سے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ معظمہ کو کبھی دمہ کی شکایت تھی۔ میرا قصد تھا کہ جلد مومنین کو ایسی با اثر دوا سے مطلع کردوں مگر انتظار تھا کہ دوا کے اثر کا صحیح اندازہ موسم سرما میں کرلوں۔ بحمد اللہ جنوری کا مہینہ ہے اور جناب معظمہ کو معمولی کھانسی بھی نہیں آتی جو عموماً معمر افراد کو آتی رہتی ہے۔ یہ دوا نہیں قدرت خدا کا نمونہ ہے۔ اس دوا کی شہرت بنی نوع انسان کی ایک حقیقی خدمت کا ذریعہ ہوگی۔ نیاز مند محمد حسین جعفری ایل پی ایچ اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر آف ہیلتھ بنکی۔"

آپ کے وہ فضائل جنکے موضوع ہونے کا اقرار علماءِ اہلسنت کو بھی ہے

اور حضرت عمر کے فضائل کی وہ روایتیں ذکر کی گئیں جو ان کی معتبر کتابوں میں موجود ہیں اور صرف عقل یا قرآن مجید یا اصول مسلمہ کے ذریعہ سے ان کا موضوع ہونا مستنبط ہوتا ہے۔ مگر علماءِ اہلسنت نے بہت سی کتابیں اس موضوع پر بھی لکھی ہیں کہ کون کون حدیثیں موضوع ہیں۔ ان میں ان حضرات نے ایسی روایتوں کے جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کتابوں میں لئالی مصنوعہ موضوعات ابن الجوزی و الضعفاء لابن حبان وغیرہ بھی ہیں۔ ان میں حسب ذیل روایتیں حضرت عمر کے متعلق بھی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ یہ جلیل القدر علماء بھی ان روایتوں کو موضوع اور جعلی سمجھتے اور اپنی کتابوں میں لکھ کر مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ ان کو صحیح نہ سمجھنا اور ان کے مطابق اپنے عقائد کے آثار قائم کرنا۔ کہ یہ آنحضرتؐ کی فرمودہ نہیں ہیں۔

اول کتاب پانے والے

علامہ سیوطی لکھتے ہیں عن زید بن ثابت مرفوعا اول من یعطی کتابہ بیمینہ عن ھذہ الامۃ عمر بن الخطاب ولہ شعاع کشعاع الشمس قیل فاین ابوبکر قال تزفہ الملئکۃ الی الجنان المتھم بہ عمر۔ زید بن ثابت سے یہ مرفوع روایت ہے کہ انہوں نے کہا روز قیامت اس امت میں سب سے پہلے جس شخص کے داہنے ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائیگا وہ عمر بن الخطاب ہوں گے۔ اور ان کا چہرہ آفتاب کی شعاع کی طرح چمکتا ہوگا۔ لوگوں نے ان سے پوچھا اُس وقت ابوبکر کہاں ہونگے؟ کیا ان کو سب سے پہلے نہیں ملیگا؟ تو جواب دیا کہ ان کو فرشتے سنوار کر بہشت میں لے جا چکے ہونگے۔ اس حدیث کے راویوں میں عمر بن ابراہیم ہے جو اس بات میں بدنام ہے کہ غلط روایتیں دل سے بنا بنا کر پیش کرتا تھا۔ (لئالی مصنوعہ ص۱۵۱ مطبوعہ لکھنؤ)

میں نبی نہ ہوتا تو عمر ہوتے

علامہ سیوطی لکھتے ہیں عن بلال بن رباح مرفوعا لو لم ابعث فیکم لبعث عمر۔ بلال بن رباح سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا اگر میں تم لوگوں میں نبی بنا کر نہ بھیجا گیا ہوتا تو ضرور عمر نبی بنا کر بھیجے گئے ہوتے۔ عن عقبۃ بن عامر مرفوعا لو لم ابعث فیکم لبعث عمر لایصح زکریا کذاب یضع و ابن واقد متروک و مشرح لا یحتج بہ۔ عقبہ بن عامر سے یہ مرفوع روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر میں تم لوگوں میں نبی بنا کر نہ بھیجا گیا ہوتا تو ضرور عمر تم میں نبی بنا کر بھیجے گئے ہوتے۔ اس روایت کا ایک راوی زکریا اول درجہ کا جھوٹا ہے۔ وہ جھوٹی روایتیں اپنے دل سے گڑھ گڑھ کر لوگوں سے بیان کرتا تھا۔ دوسرا راوی ابن واقد متروک ہے۔ کہ لوگ اس سے روایتیں نہیں لیتے تھے اور مشرح کی روایت سے بھی کوئی استدلال نہیں کرتا (لئالی مصنوعہ ص۱۵۱)

کس قدر افسوسناک امر ہے کہ حضرت ممدوح کے فضائل میں اس طرح آنکھیں بند کرکے روایتیں بنائی گئیں اور وہ تمام کتب حدیث و سیرۃ میں بھر دی گئیں یہ حدیث بھی اتنی مشہور کی گئی کہ بڑی بڑی معتبر کتابوں میں موجود ہے۔ اور عامہ مسلمین اس کو صحیح سمجھ کر حضرت عمر کا درجہ حضرت رسولخداؐ کے برابر قرار دینے لگے۔ کہ حضرت عمر و حضرت رسولخداؐ دونوں خدا کے ہاں ایک حیثیت کے تھے۔ اور دونوں نبی ہونیکی پوری قابلیت سے آراستہ تھے۔ اتفاقاً حضرت رسولخدا نبی ہوگئے اور حضرت عمر رہ گئے۔ ورنہ آپ بھی ہوتے اس کے ساتھ دوسرے راویوں نے یہ جملہ بھی ملا دیا ایّد اللہ عمر بملکین یوفقانہ ویسددانہ فاذا اخطاء صرفاہ حتی یکون صوابا۔ یعنی حضرت رسولخدا صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں نبی نہ بنایا جاتا تو ضرور عمر نبی بنا دیئے جاتے۔ خدا نے اب بھی عمر کی تائید میں دو فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو برابر ان کے ساتھ رہتے ہیں کہ ان کو اچھے کام پر آمادہ رکھتے اور ان کے امور درست کرتے رہتے ہیں۔ اور جب کبھی حضرت عمر سے غلطی ہونے لگتی ہے تو دونوں فرشتے ان کو اُدھر سے موڑ دیتے ہیں۔ اسکی وجہ سے ان کا ہر کام درست اور حق ہی ہوتا ہے۔ (لئالی مصنوعہ ص۱۵۲) اور جناب شاہ عبدالحق صاحب دہلوی تحریر فرماتے ہیں واما زیادت دیگر کہ لو کان نبیا بعدی لکنت یعنی اگر می بودے پیغمبرے بعد از من تو می بودے ایں زیادت را گفتہ اند کہ موضوع است چنانکہ حدیث لو لم ابعث فیکم لبعث عمر نیز ہمیں حکم دارد۔ یعنی دوسری زیادتی جو اس روایت میں کی گئی کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو تم ہی ہوتے اس زیادتی کے بارے میں علماء نے بیان کیا ہے کہ موضوع ہے جیسا کہ یہ حدیث اگر میں تم لوگوں میں نبی کر نہ بھیجا گیا ہوتا تو ضرور عمر پیغمبر بنا دیئے گئے ہوتے۔ بھی اسی طرح موضوع ہے (شرح سفر السعادۃ ص۱۴۵)

آپ کے فضائل کی حد

علامہ سیوطی اسکے بعد لکھتے ہیں عن عمار بن یاسر مرفوعاً اتانی جبرئیل آنفا فقلت یا جبرئیل حدثنی بفضائل عمر فی السماء۔ فقال یا محمد لو حدثتک بفضائل عمر فی السماء ما لبث نوح فی قومہ الف سنۃ الا خمسین عاما ما نفدت فضائل عمر وان عمر حسنۃ من حسنات ابی بکر۔ قال احمد بن حنبل موضوع والآفۃ عرف اسماعیل۔ وقال الازدی ھو ضعیف وقال ابن حبان یروی المناکیر التی لا یشک انہا موضوعۃ۔ عمار بن یاسر سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ابھی میرے پاس جبرئیل آئے تھے تو میں نے ان سے کہا اے جبرئیل مجھ سے عمر کے وہ فضائل جو انہیں آسمان میں حاصل ہیں بیان کرو۔ تو جبرئیل نے جواب دیا اے محمد اگر میں عمر کے وہ فضائل جو انہیں آسمان میں حاصل ہیں اتنی مدت تک بھی جب تک حضرت نوح اپنی قوم میں رہے

تھے یعنی ۹۵۰ سال تک بیان کرتا رہوں جب بھی فضائل عمر ختم نہیں ہو سکتے۔ اور عمر تو ابوبکر کی خوبیوں سے ایک ہی خوبی ہیں۔ امام احمد بن حنبل بیان کرتے تھے کہ یہ حدیث بالکل موضوع ہے۔ اس کے راوی اسمٰعیل کو میں جانتا بھی نہیں۔ اور ازدی نے بیان کیا کہ وہ ضعیف ہے۔ اور ابن حبان نے بیان کیا کہ یہ شخص ہمیشہ ایسی ہی مہمل روایتیں گڑھتا رہتا ہے جن کے غلط اور موضوع ہونے میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ (لئالی مصنوعہ ص۱۵۳)۔ اس روایت میں یہ نکتہ بھی قابل لحاظ ہے کہ حضرت عمر کے صرف وہ فضائل جو ان کو آسمان میں حاصل ہیں اس قدر بیان کیے گئے۔ زمین میں جس قدر فضائل ہونگے ان کا ابھی ذکر نہیں ہے۔ راوی کا مطلب غالباً یہ ہو گا کہ اگر آپ کے وہ فضائل جو زمین میں ہیں بیان کیے جائیں تو شاید قیامت تک بھی ختم نہ ہوں۔ عن ابی بن کعب مرفوعاً کان جبریل یذاکرنی امر عمر۔ فقلت یا جبریل اذکر لی بفضائل عمر وماله عند الله۔ فقال لو جلست معك مثل ما جلس نوح فی قومه ما بلغت فضائل عمر ولیبکین الاسلام بعد موتك یا محمد علی عمر۔ لا یصح۔ عبد الله الاسلمی لیس بشئ۔ قال ابن حبان یقلب الاسانید والمتون۔ ابی بن کعب سے یہ مرفوع روایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا جبریل مجھ سے عمر کے معاملہ میں مذاکرہ کرتے تھے تو میں نے ان سے کہا اے جبریل مجھ سے عمر کے فضائل اور وہ درجہ جو انہیں خدا کے ہاں حاصل ہے بیان کرو۔ جبریل نے کہا اگر میں آپ کے ساتھ اتنی مدت تک بیٹھا رہوں جب تک حضرت نوح اپنی قوم میں رہے تھے جب بھی حضرت عمر کے کل فضائل نہیں بیان کر سکتا۔ اور اے محمد آپ کی وفات کے بعد عمر پر اسلام روئیگا۔ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ اس کا ایک راوی عبد اللہ الاسلمی کوئی چیز نہیں تھا۔ ابن حبان کہتے تھے کہ وہ حدیث کی اسنادوں اور متنوں کو بھی الٹ پلٹ دیا کرتا تھا (لئالی مصنوعہ ص۱۵۳)۔ عن ابی بن کعب مرفوعاً کان جبریل یذاکرنی فضل عمر فقلت له یا جبریل ما بلغ من فضل عمر۔ قال یا محمد لو لبثت ما لبث نوح فی قومه ما بلغت لك فضل عمر۔ قال فی المیزان حسان بن غالب عن مالك متروك ذکره ابن حبان فقال شیخ من اهل مصر یقلب الاخبار ویروی عن الاثبات الملزقات وقال الحاکم لعله عن مالك احادیث موضوعة۔ یعنی ابی بن کعب سے یہ مرفوع روایت بیان کی گئی ہے (جس کا ترجمہ اوپر مذکور ہوا) علامہ ذہبی نے کتاب میزان الاعتدال میں کہا ہے کہ حسان بن غالب مالک سے متروک ہے اس کا ذکر ابن حبان نے کیا ہے تو کہا مصر والوں کا استاد ہے۔ یہ شخص روایتوں میں ہیر پھیر

کیا کرتا تھا اور معتبر لوگوں سے لیثی ہوئی روایت گڑھتا تھا۔ اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ امام مالک سے گڑھی ہوئی (موضوع) حدیثیں بیان کرتا تھا عن ابی سعید قال قال النبی لجبرئیل ایہا الروح الامین حدثنی بفضائل عمر عندکم فی السماء۔ قال یا محمد لو مکثت معک ما مکث نوح فی قومہ الف سنۃ الا خمسین عاما ما حدثتک بفضیلۃ واحدۃ من فضائل عمر وان عمر حسنۃ من حسنات ابی بکر وبالجملۃ اصلحہا اسناداً حدیث عمار ومع ذلک قال الذہبی فی المیزان انہ خبر باطل۔ یعنی ابو سعید بیان کرتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے جبرئیل سے کہا اے روح امین مجھ سے عمر کے وہ فضائل بیان کرو جو انہیں آسمان میں حاصل ہیں۔ انھوں نے کہا اے محمد اگر میں آپ کے پاس اتنی دیر تک ٹھہروں جب تک حضرت نوح اپنی قوم میں رہے تھے یعنی ۹۵۰ سال تب بھی میں عمر کے فضائل سے ایک فضیلت تک نہیں بیان کر سکتا اور یقیناً عمر ایک ہی خوبی ہیں ابوبکر کی کثرت خوبیوں سے۔ مختصر یہ کہ اسناد کے اعتبار سے عمار ہی کی روایت زیادہ مناسب ہے باوجود اسکے علامہ ذہبی نے اپنی کتاب میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ یہ روایت باطل اور بالکل غلط ہے (لئالی مصنوعہ ص۱۵۳) روایت گڑھنے والے معلوم نہیں کس عقل و فہم اور کیسے دماغ کے تھے۔ اگر یہ بیان کرتے کہ ۹۵۰ سال تک حضرت عمر کے فضائل بیان نہیں ہو سکتے تو اس میں پھر بھی گنجائش تھی کہ شاید آپ کے فضائل کئی کروڑ۔ یا کئی ارب ہوں اس وجہ سے اتنی مدت بھی کافی نہیں ہوگی۔ لیکن روایت تراشنے والے نے بیان کیا کہ ۹۵۰ سال میں جناب جبرئیل حضرت عمر کی ایک فضیلت بھی بیان نہیں کر سکتے تھے۔ یعنی حضرت عمر کی جتنی فضیلتیں ہیں سب اتنی لمبی ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی ۹۵۰ سال تک میں بیان نہیں ہو سکتی ہے۔ سبحان اللہ۔ ایجاد ہو تو ایسی ہو۔ اور بات بنائی جائے تو اس شان کی جو دنیا بھر کی عقل میں آجائے۔ اور جس کے بارے میں ہر شخص آسانی سے بول اٹھے کہ آمنا و صدقنا۔ اور سنو! عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت کانت لیلتی من رسول اللہ فلما ضمنی وا تاہ الفراش نظرت الی السماء فرأیت النجوم مشتبکۃ فقلت یا رسول اللہ فی ہذہ الدنیا رجل لہ حسنات بعدد نجوم السماء۔ قال نعم عمر وانہ لحسنۃ من حسنات ابیک۔ قال الخطیب موضوع بریّہ حدث عن اسماعیل الصفار احادیث باطلۃ موضوعۃ یعنی ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے تھے کہ حضرت عائشہ نے بیان کیا ایک رات حضرت رسول خدا صلعم کے ہاں میری باری تھی۔ پس جب حضرت نے مجھ کو اپنے سے چمٹا لیا اور آرام فرمایا تو میں نے آسمان کی طرف نظر کی

دیکھا کہ ستارے کھل گئے اور خوب نمایاں ہو گئے ہیں۔ اُس وقت میں نے کہا اے رسول خدا اس دنیا میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جسکے فضائل آسمان کے ستاروں کی طرح (بے حد وحساب) ہوں؟ حضرت نے فرمایا ہاں وہ عمر ہیں اور تمھارے باپ کی خوبیوں سے ایک ہی خوبی ہیں۔ علامہ خطیب نے بیان کیا کہ یہ روایت گڑھی ہوئی (موضوع) ہے۔ بریہ (اس حدیث کا ایک راوی) ایسا شخص تھا جو اسمٰعیل صفار سے غلط اور موضوع حدیثیں روایت کیا کرتا تھا۔ (لئالی مصنوعہ ۱۸۱)

یاقوت و زمرد کے گھوڑے علامہ سیوطی لکھتے ہیں عن انس مرفوعا لما اسری بی رأیت فی السماء خیلا موقوفۃ مسرجۃ ملجمۃ لا تروث ولا تبول ولا تعرق۔ رؤسھا من الیاقوت الاحمر وحوافرھا من الزمرد وابدانھا من العقیان الاصفر ذوات اجنحۃ۔ فقلت لمن ھذا فقال جبرئیل ھذہ لمحبی ابی بکر وعمر یزورون اللہ تعالیٰ علیھا یوم القیامۃ موضوع یعنی جناب انس سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا جب مجھے معراج ہوئی تو اس رات کو میں نے آسمان میں بہت سے گھوڑے بندھے ہوئے دیکھے جن پر زین کسا ہوا اور جن کے منہ میں لگام لگی ہوئی تھی وہ سب نہ ہگتے تھے نہ پیشاب کرتے تھے نہ ان کے بدن سے پسینہ نکلتا تھا۔ ان سبکے سر سرخ یاقوت کے اور ان سبکے سم زمرد کے۔ اور ان سبکے باقی بدن خالص زرد سونے کے تھے اور اُن سب گھوڑوں کے بازو بھی تھے۔ میں نے پوچھا یہ گھوڑے کس کے لئے ہیں؟ تو جبرئیل نے کہا یہ اُن لوگوں کے لئے ہیں جو ابوبکر و عمر کو دوست رکھیں گے کہ وہ لوگ انہیں گھوڑوں پر سوار ہو کر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے دیدار کو جائیں گے۔ (لئالی مصنوعہ ۱۸۱)۔ اس میں حضرت ابوبکر و عمر کے فضائل بھی ملحوظ رہے۔ ان کے دوستوں کا درجہ بھی دکھایا اور اس کو بھی ثابت کیا کہ خدا کی زیارت کیجائیگی اور محبان حضرت ابوبکر و عمر اس روز خدا کو دیکھیں گے۔ پھر علامہ ممدوح لکھتے ہیں روی عن عفان حدیثا کذبا۔ یعنی محمد بن عبید اللہ نے ایک جھوٹی حدیث بیان کی ہے۔

بہشت و دوزخ کا مناظرہ اور سنو۔ عن ابی ھریرۃ مرفوعا تفاخرت الجنۃ والنار فقالت النار للجنۃ انا اعظم منک قدرا۔ قالت ولم قالت لان فی الفراعنۃ والجبابرۃ۔ والملوک وابناؤھا فاوحی اللہ تعالیٰ الی الجنۃ ان قولی بل لی الفضل اذ زیننی اللہ لابی بکر وعمر۔ موضوع۔ ابان متروک و مھدی کذاب وضاع۔ حضرت ابوہریرہ سے یہ مرفوع روایت ہے کہ ایک دفعہ بہشت اور دوزخ

نے ایک دوسرے سے فخر و مباہاۃ کی بحث شروع کی تو دوزخ نے کہا میرا درجہ تجھ سے بڑھا ہوا ہے بہشت نے پوچھا وہ کیوں؟ دوزخ نے کہا اس لئے کہ مجھ میں بڑے بڑے فرعون۔ جبار۔ بادشاہ اور شاہزادے ہیں۔ اس وقت خدا نے بہشت کی طرف وحی نازل کی کہ تو اس کے جواب میں کہہ دے فضیلت میں میرا درجہ زیادہ ہے کیونکہ خدا نے مجھے ابوبکر و عمر کے لئے زینت دی ہے۔ یہ روایت بھی موضوع ہے اس کا ایک راوی آبان متروک اور ایک اور راوی مہدی کذاب (بڑا جھوٹا) وضاع (اول درجہ کا جھوٹی حدیثیں دل سے گڑھنے والا) ہے۔ (لئالی مصنوعہ صـ۱۸۳)

حضرت علیؓ کو دوستی کا حکم | علامہ موصوف پھر لکھتے ہیں عن عبداللہ بن ابی اوفی قال رأیت النبیؐ متکیا علی علیؓ واذا ابوبکر و عمر اقبلا فقال یا ابا الحسن احبہما فبحبہما تدخل الجنۃ موضوع عملہ الاشنانی ثم رکب لہ اسنادا آخر فقال حدثنا سری بن مغلس السقطی سنۃ ۲۷۱ حدثنا اسماعیل بن علیۃ عن ایوب عن نافع عن ابن عمر بہ۔ قال الخطیب لو لم یذکر التاریخ کان اخفی لبلیتہ واستر لان سریا مات سنۃ ۲۵۳ ولہ طریق آخر مجہول۔ یعنی عبداللہ بن ابی اوفی بیان کرتے تھے کہ میں نے دیکھا حضرت رسول خداؐ حضرت علی پر تکیہ کئے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر و عمر بھی وہاں پہنچ گئے۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے ابوالحسن! تم ان دونوں کو دوست رکھو کیونکہ ان کی دوستی ہی کی وجہ سے تم بھی بہشت میں جاؤ گے۔ یہ حدیث بالکل موضوع ہے۔ اس کو اشنانی نے ایجاد کیا ہے۔ اور پھر اسکے لئے دوسری اسناد بنائی کہ کہا مجھ سے حدیث بیان کی سری بن مغلس سقطی نے ۲۷۱ھ میں کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسماعیل بن علیہ نے ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے اسی مضمون کی۔ علامہ خطیب کہتے تھے اگر وہ اس روایت کی تاریخ (کہ سری نے ۲۷۱ھ میں یہ حدیث بیان کی) نہ بیان کرتا تو اس کی جعل سازی چھپی اور اسکی مکاری پوشیدہ رہ جاتی کیونکہ سری تو ۲۵۳ھ میں مرا ہے (وہ ۲۷۱ھ میں موجود کب تھا جو اس روایت کو اس سے بیان کرتا) اور اس روایت کا ایک اور طریق ہے وہ بھی مجہول ہے (لئالی مصنوعہ صـ۱۸۳)۔ عن ابی ھریرۃ قال لما خرج النبیؐ متکیا علی علیؓ ابن ابی طالب فاستقبلہ ابوبکر و عمر فقال یا علی اتحب ھذین الشیخین قال نعم یا رسول اللہ قال احبہما تدخل الجنۃ۔ تفرد بہ الحسن وھو مجہول۔ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے تھے کہ جب حضرت رسول خدا صلعم حضرت

علی بن ابی طالب پر تکیہ کئے ہوئے نکلے تو حضرت ابوبکر و عمر نے حضرت کا استقبال کیا۔ اس وقت
آنحضرت نے پوچھا اے علی تم ان دونوں شخصوں کو دوست رکھتے ہو؟ آپ نے کہا ہاں اے رسول خدا
حضرت نے فرمایا ان کو ضرور دوست رکھو اسی سے تم بھی بہشت میں جاؤ گے۔ اس روایت کے
بیان کرنے میں حسن بن مکی متفرد ہے اور وہ مجہول ہے وقال الذہبی فی المیزان الحسن بن مکی
قال حدثنا ابن عیینۃ فذکر حدیثا باطلا بسند الصحیح وھو ھذا۔ علامہ ذہبی
نے کتاب میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ حسن بن مکی نے بیان کیا کہ مجھ سے ابن عیینہ نے بیان
کیا۔ پھر سند صحیح سے ایک غلط حدیث بیان کی اور وہ یہی ہے۔ (لآلی مصنوعہ ص۱۸۱)

حضرت ابوبکر و عمر کے دشمنوں کا انجام

علامہ موصوف پھر لکھتے ہیں عن انس مرفوعا ان اللہ تعالی
فی کل لیلۃ جمعۃ مائۃ الف عتیق من النار
الا رجلین فانهما یدخلان فی امتی ولیسا منهم۔ وان اللہ لا یعتقهما فی من عتق
منهم مع اهل الکبائر فی طبقتهم مصفدین مع عبدۃ الاوثان مبغضی
ابی بکر و عمر ولیس هم داخلین فی الاسلام وانما هم یهود هذہ الامۃ
ثم قال الا لعنۃ اللہ علی مبغضی ابی بکر و عمر و عثمان و علی قال الخطیب
موضوع کذب ورجاله ثقات ائمۃ الا مسرۃ والحمل علیه علی انه ذکر سماعه
من ابی زرعۃ بعد موته باربع سنین قلت قال فی المیزان هذا من موضوعات
مسرۃ۔ حضرت انس سے یہ مرفوع روایت ہے کہ خدا کے لئے ہر شب جمعہ میں ایک لاکھ آدمی جہنم سے
آزاد کئے جاتے ہیں سوائے دو شخصوں کے کیونکہ یہ دونوں میری امت میں داخل ہو جائینگے حالانکہ میری
امت سے نہیں ہونگے۔ اور جن لوگوں کو خدا ان میں سے آزاد کریگا ان میں سے وہ نہیں ہوں گے
بلکہ وہ ان کے ساتھ ہونگے جو گناہان کبیرہ والے ہوں گے اور جو بت پرستوں کے ساتھ جہنم کے اسی
طبقہ میں جکڑ بند رہیں گے وہ ابوبکر و عمر کے دشمن رکھنے والے ہونگے۔ اور وہ لوگ اسلام میں داخل نہیں
ہیں بلکہ اس امت کے یہودی ہیں۔ پھر فرمایا کہ سن رکھو ابوبکر و عمر و عثمان و علی کے دشمنوں پر خدا
کی لعنت ہوتی رہتی ہے۔ علامہ خطیب کا بیان ہے کہ یہ حدیث بالکل موضوع جھوٹی ہے اور اس
کے راوی معتمد بلکہ پیشوایان دین ہیں سوائے مسرۃ کے۔ علاوہ بریں اس نے ذکر کیا ہے کہ اس
نے اس حدیث کو ابوزرعہ سے اسکے مرنے کے چار سال بعد سنا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ علامہ ذہبی نے
میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ یہ حدیث مسرۃ کی موضوعات (دل سے بنائی ہوئی) روایتوں

سے ہے (لئالی مصنوعہ صفحہ ۱۵۱) کیا تماشہ ہے کہ کوئی شخص ۲۶۳ھ میں مرجائے اور دوسرا شخص اس مرنے والے کا نام لیکر کہے کہ اس نے مجھ سے یہ حدیث ۲۹۰ھ میں بیان کی تھی۔ اور وہ حدیث صحیح مان لی جائے۔ علماء و محدثین اس کی روایت کریں اور اس سے حضرت کی فضیلت ثابت کیجائے۔

حضرت ابوبکر و عمر کا وزیر رسول خدا ہونا!! پھر علامہ موصوف لکھتے ہیں عن انس قال اٰخی النبیؐ بین ابی بکر و عمر فقال لھما انتما وزیرای فی الدنیا والاٰخرۃ۔ ما مثلی و مثلکما فی الجنۃ الا کمثل طائر یطیر فی الجنۃ فانا جؤجؤ الطائر و انتما جناحاہ و انا و انتما نسرح فی الجنۃ و انا و انتما نزور رب العالمین و انا و انتما نقعد فی مجالس الجنۃ۔ فقالا و فی الجنۃ مجالس۔ قال نعم فیھا مجالس و لھو۔ فقال ای شئی لھو الجنۃ۔ قال اجام من قصب من کبریت احمر رحلھا الدر الرطب فیخرج ریح من تحت ساق العرش یقال لھا الطیبۃ فتنور تلک الاجام فیخرج صوت ینسی اھل الجنۃ ایام الدنیا و ما کان فیھا۔ موضوع۔ اٰفتہ زکریا۔ قال ابن حبان کان یضع الحدیث علی حمید الطویل و زعم انہ ابن مائۃ سنۃ و خمس و ثلاثین سنۃ حدثنا احمد بن موسیٰ عنہ عن حمید بنسخۃ کتبنا ھا کلھا موضوعۃ لا یحل ذکرھا۔ حضرت انس صحابی بیان کرتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر کے شانوں کے درمیان بھائی چارہ مقرر کرکے فرمایا کہ دنیا و آخرت میں تم دونوں میرے وزیر ہو۔ میری اور تم دونوں کی مثال بہشت میں اس طائر (چڑیا) ایسی ہوگی جو بہشت میں اڑتی پھرے گی۔ میں اس چڑیا کا سینہ ہونگا اور تم دونوں اس کے دونوں بازو پر ہو گے اور میں اور تم جنت میں خوب چرتے رہیں گے اور میں اور تم دونوں خدائے رب العالمین کی زیارت بھی کریں گے۔ اور میں اور تم دونوں بہشت کے جلسوں میں بیٹھیں گے۔ اس پر دونوں صاحبوں نے کہا کیا جنت میں جلسے بھی ہوں گے؟ حضرت نے فرمایا ہاں اس میں جلسے بھی ہوں گے اور تماشے بھی ہونگے۔ پوچھا بہشت کا تماشہ کیا ہوگا؟ حضرت نے فرمایا جواہر کے محل ہونگے جو کبریت احمر سے بنے ہوں گے۔ ان کے شاداب موتی کے ہونگے پس ساق عرش کے نیچے سے ایک ہوا نکلے گی جس کو طیبہ کہیں گے۔ اس پر وہ سب محل وجد کریں پس ایسی آواز نکلے گی جو بہشت والوں کو دنیا کے ایام اور جو کچھ لطف اس میں ہوتے تھے سب بھلا دیگی۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ اسکی آفت زکریا ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ یہ زکریا حمید طویل پر حدیث وضع کیا کرتا تھا۔

اور گمان کیا کہ وہ ۱۴۰ سال کا تھا۔ مجھ سے احمد بن موسیٰ نے اسماعیل زکریا سے اور اس نے حمید سے ایک کتاب
کی روایت کی جس کو ہم نے لکھا جو سب کی سب موضوع تھی جس کا ذکر بھی حرام ہے (لئالی ص ۱۸۵)

دوستان و دشمنان حضرت ابوبکر و عمر

علامہ موصوف ہی یہ بھی لکھتے ہیں عن ابی ھریرۃ مرفوعاً ان
فی السماء الدنیا ثمانین الف ملک یستغفرون اللہ لمن
احب ابا بکر و عمر و فی السماء الثانیۃ ثمانین الف ملک یلعنون من ابغض ابا بکر و عمر
قال الخطیب وضعہ العدوی۔ حضرت ابوہریرہ سے یہ مرفوع روایت ہے کہ نیچے سے کے
آسمان میں ۸۰ ہزار فرشتے ہیں جو ان لوگوں کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں جو ابوبکر و عمر کو دوست
رکھتے ہیں۔ اور دوسرے آسمان میں بھی اسّی ہزار فرشتے ہیں جو ان لوگوں پر لعنت کرتے
رہتے ہیں جو ابوبکر و عمر کو دشمن رکھتے ہیں۔ علامہ خطیب نے بیان کیا کہ عدوی نے اس روایت
کو وضع کیا ہے (لئالی مصنوعہ ص ۱۸۵) قال رسول اللہ لما عرج بی الی السماء رایت فی السماء
السابعۃ ثمانین الف من الملائکۃ علی خیل الیاقوت یستغفرون اللہ عزوجل
لابی بکر و عمر ثم عرج الی السماء الخامسۃ فرأیت سبعین الف من الملئکۃ علی
خیل الیاقوت یستغفرون اللہ لمن یستغفر لابی بکر و عمر۔ یعنی حضرت رسولخدا
صلعم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے ساتویں آسمان میں یاقوت کے گھوڑوں پر اسّی
ہزار فرشتے دیکھے جو ابوبکر و عمر کیلئے خدا سے استغفار کرتے تھے۔ پھر میں پانچویں آسمان پر
چڑھا تو یاقوت کے گھوڑوں پر ستر ہزار فرشتوں کو دیکھا جو خدا سے ان لوگوں کے لئے استغفار
کرتے تھے جو حضرت ابوبکر و عمر کے لئے استغفار میں مشغول تھے۔ عن ابی ھریرۃ مرفوعاً
ان للہ تعالیٰ فی السماء سبعین الف ملک یلعنون من شتم ابابکر و عمر قال
الخطیب سھل بن صقیر یضع الحدیث۔ حضرت ابوہریرہ سے یہ مرفوع روایت ہے
کہ اللہ تعالیٰ کیلئے آسمان میں ستر ہزار فرشتے ہیں جو ابوبکر و عمر کے برا کہنے والوں پر لعنت
کرتے رہتے ہیں۔ علامہ خطیب کہتے تھے کہ اس روایت کا ایک راوی سہل بن صقیر حدیثیں دل سے
گڑھا کرتا تھا۔ (لئالی مصنوعہ ص ۱۸۶) رایت لیلۃ بی فی العرش فریدۃ خضراء فیھا
مکتوب بنور ابیض لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق
لا یصح۔ آفتہ عمر کذاب۔ یعنی حضرت ابوالدرداء سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت
رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات عرش میں ایک سبز موتی دیکھا جس میں سفید نور سے

لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق۔ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اسکی آفت اس کا ایک راوی عمر بن اسماعیل ہے۔ جو بڑا جھوٹا تھا۔ عن انس مرفوعا من افتری علی اللہ عزوجل کذبا قتل ولا یستتاب ومن سبنی قتل ولا یستتاب ومن سب ابا بکر قتل ولا یستتاب ومن سب عثمان جلد الحد ومن سب علیا جلد الحد۔ قیل لم فرقت بین ابی بکر وعمر وعثمان وعلی۔ قال لان اللہ تعالٰی خلقنی وخلقھما من تربۃ واحدۃ وفیھا ندفن قال ابن عدی البلاء من یعقوب۔ قلت قال فی المیزان ھذا موضوع۔ حضرت انس سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالٰی پر جھوٹی بات افترا کرکے بیان کرے گا وہ قتل کیا جائیگا۔ اور اس سے توبہ نہیں کرائی جائے گی اور جو مجھے گالی دیگا وہ قتل کیا جائیگا اور اس سے توبہ نہیں کرائی جائے گی۔ اور جو ابوبکر وعمر کو گالی دیگا وہ قتل کیا جائے گا اور اس سے توبہ نہیں کرائی جائیگی اور جو عثمان کو گالی دیگا اس کو کوڑے کی سزا دیجائے گی۔ اور جو علی کو گالیاں دیگا اس کو بھی کوڑوں کی سزا دیجائے گی۔ اس پر حضرت رسول خدا صلعم سے سوال کیا گیا کہ یا حضرت آپنے فرق کیوں کیا (کہ حضرت ابوبکر وعمر کو گالیاں دینے والے تو قتل کئے جائینگے اور حضرت عثمان وعلی کو گالیاں دینے والے صرف کوڑوں کی سزا پائینگے) حضرت نے فرمایا اس سبب سے کہ اللہ تعالٰی نے مجھے اور ابوبکر وعمر کو ایک ہی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اور اسی میں ہم لوگ دفن کئے جائیں گے۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ اس روایت کی بلا اس وجہ سے ہے کہ اسکا ایک راوی یعقوب ہے۔ میں (علامہ سیوطی) کہتا ہوں کہ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ یہ حدیث بالکل موضوع ہے (لئالی مصنوعہ ص۱۵۱)

آنحضرت اور شیخین کی خلقت ایک مٹی سے

اوپر کی موضوع روایت کی طرح یہ روایتیں بھی ہیں عن ابن مسعود مرفوعا کل مولود یولد یذر علی سرتہ من تربتہ فاذا طال عمرہ ردہ الی تربتہ التی خلق منھا۔ وانا وابوبکر وعمر خلقنا من تربۃ واحدۃ وفیھا ندفن لا یصح محمد واحمد مطعون فیھما وفیہ مجاھیل منھم ابو البیع۔ حضرت ابن مسعود سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی ناف میں اسکی تربت سے چھڑک دیا جاتا ہے پھر جب اسکی عمر زیادہ ہوجاتی ہے تو وہ اپنی اسی تربت کی طرف پلٹا لیا جاتا ہے جس سے وہ پیدا

کیا گیا تھا۔ اور میں اور ابوبکر و عمر ایک ہی تربت (مٹی) سے پیدا کئے گئے ہیں اور اسی میں ہم لوگ دفن کئے جائینگے۔ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس کے راوی محمد واحمد دونوں محل اعتراض ہیں اور اس میں بہت سے مجہول راوی بھی ہیں۔ انہیں سے ابوالیسع بھی ہے۔ عن ابن مسعود مرفوعا ما من مولود یولد الا و فی سرته من تربته التی یولد منها فاذا رد الی ارذل العمر رد الی تربته التی خلق منها حتے یدفن فیها وانی وابوبکر و عمر خلقنا من تربة واحدة و فیها ندفن وقد اورد المؤلف هذا الطریق فی العلل وقد قال الدارقطنی موسے بن سهل ضعیف۔ حضرت ابن مسعود سے یہ مرفوع روایت ہے کہ جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی ناف میں اس مٹی سے ڈالا جاتا ہے جس سے وہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر جب وہ بڑی عمر کی طرف لپٹا دیا جاتا ہے تو اسی مٹی کی طرف واپس لایا جاتا ہے جس سے وہ پیدا کیا گیا تھا۔ یہانتک کہ اسی میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ اور میں اور ابوبکر و عمر ایک ہی مٹی سے پیدا ہوئے ہیں اور اسی میں ہم لوگ دفن کئے جائیں گے۔ اور مؤلف نے اس طریق کو علل میں درج کیا ہے۔ اور امام دارقطنی نے کہا ہے کہ اس روایت کا ایک راوی موسی بن سہل ضعیف ہے۔ عن ابی هریرة مرفوعا ما من آدمی الا و من تربته فی سرته فاذا دنا اجله قبضه الله من التربة التی منها خلق و فیها یدفن و خلقت انا و ابوبکر و عمر من طینة واحدة و ندفن فیها فی بقعة واحدة۔ حضرت ابوہریرہ سے مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا دنیا میں جو آدمی آتا ہے اسکی ناف میں اسکی اسی تربت سے مٹی ڈالی جاتی ہے۔ پھر جب اسکی موت قریب آجاتی ہے تو خدا اسکی قبض روح اسی مٹی سے کرتا ہے جس سے اس کو پیدا کیا تھا اور اسی مٹی میں وہ دفن کیا جاتا ہے۔ اور میں اور ابوبکر و عمر ایک ہی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور اسی مٹی میں ایک بقعہ کے اندر ہم تینوں دفن بھی کئے جائیں گے۔ عن ابی هریرة مرفوعا ما من مولود الا وقد ذر علیه من تراب حضرته قال ابوعاصم ما نجد فضیلة لابی بکر و عمر مثل هذه لان طینتهما من طینة رسول الله و معه دفنا قال ابونعیم هذا حدیث غریب من حدیث ابن عون عن محمد لم نکتبه الا من حدیث ابی عاصم النبیل عنه۔ حضرت ابوہریرۃ سے مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا دنیا میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس پر اس مٹی سے جو وہاں موجود رہتی ہے ضرور چھڑک دیا جاتا ہے۔ ابوعاصم کہتے تھے کہ ہم کو

حضرت ابوبکر و عمر کی کوئی فضیلت اس شان کی نہیں ملتی کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان دونوں بزرگوں کی مٹی حضرت رسولخدا کی مٹی سے تھی۔ اور حضرت ہی کے ساتھ دونوں دفن بھی کئے گئے۔ ابونعیم نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ حدیث ابوعون سے محمد سے نہیں لکھا ہے ہم نے اس کو مگر حدیث ابوعاصم سے[1] سمعت ابن سیرین یقول لو حلفت حلفت صادقا بارا غیر شاک ولا مستثنی ان اللہ تعالیٰ ما خلق نبیہ ولا ابابکر ولا عمر الا من طینۃ واحدۃ ثم ردھم الی تلک الطینۃ۔ میں نے ابن سیرین سے سنا کہ وہ کہتے تھے اگر میں حلف لیکر کہوں تو اس حلف میں سچا۔ نیکوکار ہونگا نہ اس میں کوئی شک ہوگا نہ کوئی مستثنیٰ قرار پائیگا کہ خدا نے اپنے رسول اور

[1] ایسی حدیثیں کس وجہ سے بیان کی گئیں اسے بھی دیکھو۔ یہی علامہ سیوطی لکھتے ہیں عن ابن عمر ان حبشیا دفن بالمدینۃ فقال رسول اللہ دفن بالطینۃ التی خلق منھا۔ حضرت ابن عمر بیان کرتے تھے کہ ایک حبشی مدینہ میں دفن کیا گیا تو حضرت رسولخدا نے فرمایا یہ اسی مٹی میں دفن کیا گیا جس سے پیدا کیا گیا تھا۔ عن ابی سعید ان النبی مر بالمدینۃ فرائی جماعۃ یحفرون قبرا فسأل عنہ فقالوا حبشی قدم فمات فقال النبی لا الہ الا اللہ سیق من ارضہ وسمائہ الی التربۃ التی خلق منھا۔ حضرت ابوسعید بیان کرتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلعم مدینہ میں گذر رہے تھے تو ایک جماعت کو دیکھا کہ قبر کھود رہے ہیں۔ حضرت نے پوچھا کس کی قبر ہے؟ لوگوں نے عرض کی ایک حبشی اس شہر میں اتفاقاً آگیا تھا تو یہیں مرگیا۔ حضرت نے فرمایا لا الہ الا اللہ۔ یہ حبشی اپنی زمین اور آسمان سے ہنکا کر اسی مٹی کے پاس پہونچایا گیا جس سے یہ پیدا کیا گیا تھا۔ (لئالی مصنوعہ صفحہ ۱۸۵) اس سے واضح ہوا کہ انسان جس مٹی سے پیدا ہوتا ہے اسی میں وہ دفن کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے اُن لوگوں نے حضرت ابوبکر و عمر کے لئے یہ حدیثیں وضع کیں مگر آنحضرت صلعم ان حدیثوں کو ارشاد فرما ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ جب ہر شخص اسی مٹی میں مل جاتا ہے جس سے وہ پیدا ہوتا ہے تو مدینہ کے کل مرنے والے اس میں حضرت ابوبکر و عمر کے برابر ہوگئے۔ خواہ وہ کسی مذہب و ملت کے ہوں۔ پس باوجود اس کے حضرت رسول خدا صلعم حضرت ابوبکر و عمر کے لئے اسے فضیلت کیوں قرار دیتے ہیں؟۔ ان کو اس سے خصوصیت ہی کیا حاصل ہوئی جس کی وجہ سے اس کا کوئی ذکر کیا جاتا۔ وہ حبشی بھی تو اسی مدینہ کی مٹی میں مل گیا جس میں حضرت ابوبکر و عمر ملے تھے حالانکہ یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ حبشی مسلمان تھا یا یہودی یا نصرانی یا اور کوئی کافر۔ ۱۲ منہ

ابوبکر و عمر کو ایک ہی مٹی سے پیدا کیا تھا۔ پھر ان سب کو اسی مٹی میں ملا بھی دیا۔ (لئالی مصنوعہ ۱۸۵)

بہشت میں آپ کا درجہ

اور علامہ ذہبی لکھتے ہیں عن ابن عباس مرفوعا اذا کان یوم القیامۃ یکون ابوبکر علی احد اذکان الحوض وعمر علی الرکن الثانی وعثمان علی الثالث وعلی علی الرابع فمن البغض واحدا منھم لم یسقہ الآخرون ... عن ابن عباس مرفوعا اذا کان یوم القیامۃ نادے مناد تحت العرش ھاتوا اصحاب محمد فیوتی بابی بکر وعمر وعثمان وعلی فیقال لابی بکر قف علی باب الجنۃ فادخل فیھا من شئت ورد من شئت۔ ویقال لعمر قف عند المیزان فثقل من شئت برحمۃ اللہ وخفف من شئت۔ ویعطی عثمان غصن شجرۃ من الشجرۃ التی غرسھا اللہ بیدہ فیقال ردبھذا عن الحوض من شئت ویعطی علی حلتین فیقال لہ خذھما فانی ادخرتھما لک یوم انشأت خلق السماوات والارض..... قلت ھذا رجل کذاب قال الحاکم احادیثہ موضوعۃ۔ حضرت ابن عباس سے مرفوع روایت ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ابوبکر حوض کوثر کے پہلے کنارے پر ہونگے۔ عمر دوسرے کنارے پر۔ عثمان تیسرے کنارے پر۔ علی چوتھے کنارے پر۔ اور جو شخص ان چاروں سے کسی کو بھی دشمن رکھتا ہوگا اس کو باقی تینوں خلفا بھی حوض کوثر سے سیراب نہیں کرینگے.... اور حضرت ابن عباس سے یہ مرفوع روایت بھی ہے کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک منادی عرش کے نیچے پکارے گا کہ حضرت محمدؐ کے اصحاب کو لاؤ۔ پس فرشتے ابوبکر و عمر و عثمان و علی کو حاضر کرینگے اس وقت ابوبکر سے کہا جائیگا کہ تم بہشت کے دروازے پر کھڑے ہو اور جس کو چاہو اس میں داخل کرو اور جس کو چاہو وہاں سے ہٹا دو۔ اور عمر سے کہا جائے گا تم میزان اعمال کے پاس کھڑے ہو کر جس کے اعمال نامہ کو چاہو رحمۃ خدا سے بھاری کردو اور جس کے نامۂ اعمال کو چاہو ہلکا کر دو۔ اور عثمان کو اس درخت سے جسے خدا نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے ایک ڈالی دے دیجائے گی اور کہا جائے گا اس لکڑی سے تم جس کو چاہو حوض کوثر پر سے ہٹا دو۔ اور علی کو دو حلے دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائیگا کہ ان دونوں کو قبول کرو کیونکہ میں نے ان کو تمہارے لئے اسی دن ذخیرہ کر دیا تھا جس روز آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا فقال ابن حبان ابراھیم بن عبداللہ بن خالد یسرق الحدیث و یروی عن الثقات مالیس من حدیثھم۔ علامہ ابن حبان بیان کرتے تھے کہ اس حدیث کا راوی ابراہیم بن عبداللہ

حدیثیں چوری کیا کرتا تھا اور معتمد لوگوں کی طرف نسبت دیکر ایسی حدیثیں ان سے بیان کرتا تھا جو انھوں نے کبھی بھی نہیں کہی تھیں۔ (میزان الاعتدال مطبوعہ لکھنؤ جلد ۱ صا۵)

شیخین کو گالی دینے کا انجام

علامہ ذہبی لکھتے ہیں عن اجلح قال سمعنا انہ ما سب ابا بکر و عمر احد الا فتقر او مات قتلا۔ اجلح بیان کرتے تھے کہ میں نے سنا جس شخص نے بھی ابوبکر یا عمر کو گالی دی وہ یا فقر میں مبتلا ہوا یا قتل ہو کر مرا۔ اس کے بارے میں علامہ موصوف لکھتے ہیں قال ابو حاتم لیس بالقوی وقال س ضعیف له رأی سوء وقال القطان فی نفسی منه شئی۔ اس روایت کا راوی اجلح قوی نہیں تھا۔ اور س نے کہا کہ وہ ضعیف تھا اس کا عقیدہ برا تھا۔ اور قطان نے کہا کہ میرے نفس میں اس کی طرف سے تردد ہے (میزان جلد ۱ صا۳۳)۔

رسول خدا اور حضرت عمر

علامہ موصوف ہی لکھتے ہیں عن ابی سعید مرفوعا قال من ابغض عمر فقد ابغضنی و من احبه فقد احبنی عمر معی حیث حللت وانا مع عمر حیث حل۔ حضرت ابو سعید سے مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا جو عمر رضی اللہ عنہ کو دشمن رکھیگا وہ مجھے دشمن رکھے گا اور جو انہیں دوست رکھے گا وہ مجھے بھی دوست رکھے گا۔ عمر میرے ساتھ ہی رہینگے جہاں بھی میں رہوں اور میں بھی عمر ہی کے ساتھ رہونگا جہاں وہ رہیں۔ اسکے راوی احمد کے متعلق لکھا ہے قال ابن عدی روے مناکیر عن الثقات .... وقال ابو الفتح الازدی یضع الحدیث۔ ابن عدی کہتے تھے کہ احمد معتمد لوگوں کی طرف نسبت دیکر مہمل حدیثیں گڑھتا رہتا تھا اور ابو الفتح ازدی کہتے تھے کہ احمد غلط حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان جلد ۱ صا۳۶)

اقتدوا بابی بکر و عمر کی حدیث

علامہ موصوف ہی لکھتے ہیں عن ابن عمر قال رسول اللہ اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ حضرت ابن عمر کہتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا تم لوگ ان دونوں کی پیروی کرنا جو میرے بعد ہونگے اور وہ ابوبکر و عمر ہیں۔ اسکے راوی احمد بن محمد کے متعلق لکھتے ہیں قلت لغلام خلیل ما ھذه الرقائق التی تحدث بھا قال وضعناھا لنرقق بھا قلوب العامة وقال ابو داؤد اخشیٰ ان یکون دجال بغداد .... وقال ابوبکر النقاش وھو واہ۔ ابو عبد اللہ نہاوندی نے اس راوی سے پوچھا اے غلام خلیل (احمد بن محمد) یہ دل کی نرم کرنے

والی کیسی حدیثیں ہیں جن کی تم روایت کرتے ہو؟ اس (احمد) نے جواب دیا میں نے ان حدیثوں کو اپنے دل سے گڑھ کر بیان کر دیا ہے تاکہ ان کے ذریعہ سے عام لوگوں کے دل نرم ہو جائیں۔ اور ابوداؤد کہتے تھے کہ میں ڈرتا ہوں یہ شخص بغداد کا دجال نہ ہو۔۔۔ اور ابوبکر نقاش کہتے تھے کہ وہ واہی تھا۔ (میزان ص۵۵) واہی کا معنے ضعیف اور ناتوان ہے۔ (انوار اللغۃ پ۲۶ ص۱۰۵)

حضرت عمر بہشت کے چراغ ہیں

علامہ موصوف ہی لکھتے ہیں عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ خلقنی اللہ من نورہ وخلق ابا بکر من نوری وخلق عمر من نور ابی بکر وخلق امتی من نور عمر وعمر سراج اھل الجنۃ۔ قال ابو نعیم ھذا باطل مخالف کتاب اللہ۔ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا کہ خدا نے مجھ کو اپنے نور سے اور ابوبکر کو میرے نور سے اور عمر کو ابوبکر کے نور سے اور میری پوری امت کو عمر کے نور سے پیدا کیا ہے۔ اور عمر بہشت والوں کے چراغ ہیں۔ ابو نعیم بیان کرتے تھے کہ یہ حدیث غلط اور قرآن مجید کے مخالف ہے۔ پھر اسکے راوی کے متعلق لکھا ہے کہ احمد بن یوسف لا یعرف واتی بخبر کذب۔ یعنی احمد بن یوسف غیر معروف شخص ہے اور اس نے ایک جھوٹی حدیث بیان کی ہے (میزان جلد ۱ ص۶۶)

خلافت ابوبکر وعمر

علامہ موصوف ہی یہ بھی لکھتے ہیں عن الزبیر بن العوام سمع النبی یقول الخلیفۃ بعدی ابوبکر وعمر ثم یقع الاختلاف فقمنا الی علی فاخبرناہ فقال صدق الزبیر سمعت رسول اللہ یقول ذالک۔ حضرت زبیر بن عوام نے حضرت رسولخدا صلعم سے سنا کہ آنحضرت فرماتے تھے میرے بعد میرے خلیفہ ابوبکر و عمر ہونگے۔ ان دونوں کے بعد اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ یہ سنکر ہم لوگ حضرت علی کے پاس گئے اور ان سے اس حدیث کو بیان کیا تو حضرت علی نے کہا زبیر نے سچ بیان کیا ہے۔ میں نے بھی حضرت رسولخدا صلعم سے یہ بات سنی تھی۔ پھر اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں قلت ھذا باطل والآفۃ من عبد الرحمٰن فانہ کذاب۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث بالکل غلط اور باطل ہے اور اس کی آفت اس کا راوی عبد الرحمٰن ہے کیونکہ وہ بڑا جھوٹا تھا۔ (میزان ص۱۲۹)

اصحاب کی عظمت

عن انس رفعہ ان اللہ اختار لی اصحابا واصھارا وانہ سیکون فی آخر الزمان قوم یبغضونھم فلا تواکلوھم ولا تشربوا ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم۔ حضرت انس سے یہ مرفوع روایت ہے

کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا خدا نے کچھ لوگوں کو میرے اصحاب اور کچھ لوگوں کو میرے سسر بنایا ہے اور یقیناً آخر زمانہ میں ایک قوم آئے گی جو ان لوگوں کو دشمن رکھے گی۔ تم لوگ نہ ان کے ساتھ کھانا پینا۔ نہ ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنا اور نہ ان کے جنازوں پر نماز پڑھنا۔ پھر اس حدیث کے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں قال ابن حبان منکر الحدیث جداً۔ ابن حبان کہتے تھے کہ اس کی حدیثیں بالکل غلط ہوتی تھیں (میزان صفحہ ۱۲۵)۔

حضرت ابوبکر و عمر سب سے بہتر

عن ابی ھریرۃ مرفوعا ابوبکر و عمر خیر الاولین۔ حضرت ابوہریرہ سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا ابوبکر و عمر کل پہلے لوگوں سے بہتر ہیں۔ (میزان جلد ۱ صفحہ ۱۵۶) اس حدیث کے بنانے والے کی جرأت قابل دید ہے کہ دونوں بزرگوں کو کل انبیاء و مرسلین و اوصیاء بلکہ انبیاء اولوالعزم سے بھی بہتر بنا دیا۔ اسکے بارے میں علامہ ذہبی لکھتے ہیں تفرد بہ القنطری و بالذی قبلھما و ھما موضوعان۔ اس اور اسکے قبل والی حدیث کو صرف قنطری نے بیان کیا ہے۔ اور یہ دونوں حدیثیں موضوع ہیں۔ (میزان جلد ۱ صفحہ ۱۵۶)

اصحابی کالنجوم

عن ابی ھریرۃ عن النبیؐ اصحابی کالنجوم من اقتدی بشئی منھا اھتدی۔ جناب ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم فرماتے تھے میرے اصحاب ستاروں ایسے ہیں۔ جو شخص کسی بات میں ان کی پیروی کرے گا وہ ہدایت پا جائے گا۔ اسکے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں جعفر بن عبدالواحد الھاشمی القاضی قال الدارقطنی یضع الحدیث وقال ابو زرعۃ روی احادیث لا اصل لھا وقال ابن عدی یسرق الحدیث و یاتی بالمناکیر عن الثقات ... ثم ساق لہ ابن عدی احادیث وقال کلھا بواطیل و بعضھا سرقۃ یعنی جعفر بن عبدالواحد ہاشمی قاضی اس کا راوی ہے۔ امام دارقطنی اسکے بارے میں کہتے تھے کہ یہ حدیثیں گڑھا کرتا تھا۔ اور ابوزرعہ کہتے تھے کہ اس نے ایسی حدیثیں روایت کر دی ہیں جن کا کوئی سر پاؤں تک نہیں ہے۔ اور ابن عدی کہتے تھے کہ یہ حدیث چوری کرتا اور معتبر لوگوں کی طرف غلط روایتیں منسوب کرتا تھا۔ پھر ابن عدی نے اسکی بہت سی روایتوں کو ذکر کر کے کہا کہ یہ سب کی سب باطل کا دفتر اور بعض تو چوری کی چیزیں ہیں (میزان جلد ۱ صفحہ ۱۹۶) حالانکہ یہ حدیث اب اس درجہ مشہور کی گئی کہ کوئی اسکے موضوع ہونے کی طرف خیال بھی نہیں کرتا ہے۔

استغفار کرنے والے فرشتے اوپر کتاب لئالی مصنوعہ سے وہ حدیث لکھی گئی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر کے دوست رکھنے والوں کے لئے اسی ہزار فرشتے مقرر ہیں جو ان کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ ایک راوی کے متعلق علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔ ھذا شیخ قلیل الحیاء ماتفکر فی مایفتریه... وقال ابن عدی عامة ماحدث به الا القلیل موضوعات وکنا نتهمه بل نتیقن انه هوالذی وضعها یعنی اس روایت کا راوی بڑا بے شرم شیخ ہے۔ جو کچھ افترا کرتا ہے اس کے بارے میں کچھ سوچتا بھی نہیں ہے کہ کیسی (لغو بات) ہے۔ اور ابن عدی کہتے تھے کہ سوائے بعض حدیثوں کے اسکی کل حدیثیں موضوعات کا انبار ہیں۔ اور ہم لوگ اس کو متہم کرتے بلکہ یقین رکھتے تھے کہ اسی نے یہ سب وضع کی ہیں۔ (میزان جلد ۱ صفحہ ۲۰۷)۔

اسلام کے تاج اور حلہ عن زر بن عبدالله مرفوعا ابوبکر تاج الاسلام وعمر حلة الاسلام وعثمان اکلیل الاسلام وعلی طبیب الاسلام الحدیث وھو کذب۔ زر بن عبداللہ سے یہ مرفوع روایت ہے کہ اسلام کے تاج ابوبکر۔ اسلام کے حلہ عمر۔ اسلام کے اکلیل عثمان۔ اور اسلام کے طبیب علی ہیں۔ اور یہ حدیث غلط ہے۔ (میزان جلد ۱ صفحہ ۲۷۵)۔

خدا سے مصافحہ عن ابی بن کعب قال قال رسول اللهؐ اول من یصافحه الحق عمر و اول من یاخذه بیده فیدخله الجنة ھذا منکر جدا ابی بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا خدا بروز قیامت سب سے پہلے حضرت عمر سے مصافحہ کرے گا اور سب سے پہلے انہیں کا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں داخل کرے گا۔ یہ حدیث بالکل غلط ہے۔ (میزان جلد ۱ صفحہ ۲۷۵)۔

اختلاف صحابہ عن عمر مرفوعا سالت ربی فی ما اختلف فیه اصحابی من بعدی فاوحی الله الیّ یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلة النجوم بعضھم اضوء من بعض فمن اخذ بشئی مما ھم علیه من اختلافھم فھو عندی علی ھدی فھذا باطل۔ حضرت عمر سے مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم فرماتے تھے میں نے خدا سے سوال کیا کہ میرے بعد میرے اصحاب جس امر میں اختلاف کرینگے اس کا کیا ہوگا۔ اس پر خدا نے میری طرف وحی کی کہ اے محمد تمہارے اصحاب میرے خیال میں ستاروں ایسے ہیں کہ کسی کی روشنی

کسی سے زیادہ ہے۔ جو شخص ان کے کسی اختلاف کی بھی پیروی کریگا وہ میرے نزدیک ہدایت ہی پر رہیگا یہ حدیث غلط ہے اس کے راوی عبدالرحیم کو لوگوں نے چھوڑ دیا تھا اور دوسرا وہی نعیم بھی موضوع حدیثیں بیان کرتا پھرتا تھا۔ (میزان جلد ۱ صفحہ ۳۲۱)

آپکی خلافت کا اعلان

عن ابن عمر قال خرج رسول اللہ صلعم وبلال فقال نادِ فی الناس ان الخلیفۃ ابوبکر وان الخلیفۃ بعدہ عمر ثم عثمان حضرت ابن عمر بیان کرتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلعم اور بلال نکلے تو حضرت نے بلال سے فرمایا لوگوں میں اعلان کر دو کہ میرے خلیفہ ابوبکر اور ان کے بعد خلیفہ عمر پھر عثمان ہونگے۔ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں فھذا موضوع۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ (میزان جلد ۱ صفحہ ۳۴۶)۔

کس طرح محشور ہونگے

عن ابن عمر قال دخل رسول اللہ صلعم المسجد وعن یمینہ ابوبکر وعن شمالہ عمر فقال ھکذا نبعث یوم القیامۃ حضرت ابن عمر کہتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلعم مسجد میں اس طرح داخل ہوئے کہ حضرت کے داہنی جانب حضرت ابوبکر اور بائیں جانب حضرت عمر تھے تو حضرت نے فرمایا ہم لوگ قیامت کے دن بھی اسی طرح محشور ہونگے۔ اسکے راوی سعید کے بارے میں لکھتے ہیں لیس بشیٔ وقال البخاری ضعیف۔ یہ کوئی چیز نہیں۔ اور بخاری کہتے تھے کہ یہ ضعیف ہے (میزان جلد ۱ صفحہ ۳۸۵)

خدا کے دین میں قوی ہونا

عن ابی سعید مرفوعا ارحم ھذہ الامۃ ابوبکر واقوام فی دین اللہ عمر وافرضہم زید واقضاھم علی۔ حضرت ابوسعید سے یہ مرفوع روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اس امت میں سب سے زیادہ رحم والے ابوبکر اور خدا کے دین میں سب سے زیادہ مضبوط عمر اور سب سے زیادہ فرائض کے جاننے والے زید اور سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔ اس حدیث کے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں سلام بن مسلم ضعیف لا یکتب حدیثہ.... لیس بشیٔ.... منکر الحدیث... متروک۔ ضعیف۔ یعنی سلام بن مسلم ضعیف ہے اسکی حدیثیں لکھنے قابل نہیں ہوتیں وہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اسکی حدیثیں غلط ہوتی ہیں۔ لوگوں نے اسکو چھوڑ دیا تھا۔ وہ ضعیف تھا (میزان جلد ۱ صفحہ ۴۳۵)

حضرت عمر کے بعد مرجانے کا حکم

بایع اعرابی النبیؐ فقال علی للاعرابی ان مات النبیؐ فمن یقضیک قال لا ادری۔ قال فائتہ فسئلہ فاتاہ فسألہ فقال یقضیک ابوبکر وذکر الحدیث وآخرہ اذا مت انا وابوبکر

وعمر وعثمان فان استطعت ان تموت فمت۔ یعنی ایک اعرابی نے حضرت رسولخدا صلعم کی بیعت کی تو اس سے حضرت علی نے پوچھا اگر حضرت رسولخدا انتقال فرما جائینگے تو تمہارا فیصلہ کون کرے گا؟ اس نے کہا یہ تو میں نہیں جانتا۔ فرمایا تو جاکر حضرت سے یہ بھی پوچھ لو۔ اس نے پوچھا تو حضرت نے فرمایا تمہارا فیصلہ ابوبکر کرینگے۔ دیکھو جب میں مرجاؤں اور ابوبکر و عمر و عثمان بھی مرجائیں تو تم سے ہوسکے تو تم بھی مرجانا۔ (میزان جلد ا صفحہ ۳۶۲) معاذ اللہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت رسولخدا صلعم لوگوں کو خودکشی کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اس کے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں قال العقیلی حدث بمناکیر لا یتابع علیہا وقال ابوحاتم لا یکتب حدیثہ۔ عقیلی کہتے تھے کہ یہ بہت غلط حدیثیں بیان کرتا تھا جن کی کوئی تصدیق نہیں کرتا۔ اور ابوحاتم کہتے تھے کہ اسکی حدیثیں لکھنے قابل نہیں ہوتیں۔ (میزان جلد ا صفحہ ۳۶۲)

الوبکر کے حق کی پیشینگوئی

لما اشتبکت الحرب یوم خیبر قیل للنبی ھذا الحرب قد اشتبکت فاخبرنا باکرم اصحابک علیک فان یکن امر عرفناہ وان یکن الاخری اتیناہ۔ فقال ابوبکر وزیری یقوم فی الناس مقامی من بعدی وعمر ینطق بالحق علی لسانی وانا من عثمان وعثمان منی وعلی اخی وصاحبی یوم القیامۃ۔ جب خیبر میں سخت لڑائی ہونے لگی تو لوگوں نے حضرت رسولخدا صلعم سے عرض کی یا حضرت یہ جنگ تو بہت شدید ہوگئی۔ اب آپ ہم لوگوں سے بتادیں کہ آپ کے اصحاب میں بڑے مکرم صحابی کون ہیں۔ کہ اگر کوئی امر ہوگا تو ہم لوگ پہچان لینگے۔ اور اگر اس کے خلاف ہوگا تو ہم لوگ ان کے پاس آئینگے۔ آنحضرت نے فرمایا ابوبکر میرے وزیر ہیں وہی میرے بعد لوگوں میں میرے قائم مقام ہوں گے۔ اور عمر میری زبان سے حق بات بولیں گے۔ اور میں عثمان سے ہوں اور عثمان مجھ سے ہیں۔ اور علی بروز قیامت میرے بھائی اور صاحب ہیں۔ اس کے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں لا یکاد یعرف۔ اس کا حال معلوم ہی نہیں ہوتا۔ قال ابن معین لا اعرفہ۔ ابن معین کہتے تھے کہ میں اسکو نہیں پہچانتا۔ قال ابن یونس روی مناکیر۔ ابن یونس کہتے تھے کہ یہ غلط اور جھوٹی حدیثیں بیان کرتا تھا۔ قلت المتھم بوضع ھذا ھذا الشیخ الجاھل۔ میں ذہبی کہتا ہوں کہ (فضائل خلفاء اربعہ کی) اس حدیث کے وضع کرنے میں متہم یہی جاہل شیخ ہے۔ (میزان جلد ا صفحہ ۳۷۴)۔

خلفاء اربعہ کی دوستی کا حکم | عن ابن عمر مرفوعاً ان اللہ امرنی بحب اربعۃ ابی بکر وعمر وعثمان وعلی۔ حضرت ابن عمر سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا مجھے اللہ نے چار شخصوں کی دوستی کا حکم دیا ہے جو ابوبکر و عمر و عثمان و علی ہیں۔ اسکے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں۔ عن ابن عون وغیرہ مالک وقال الجوزجانی کذاب مصرح وقال ابوحاتم کذاب وقال ابن عدی یضع الحدیث۔ ابن عون فرماتے تھے کہ اس حدیث کا راوی گمراہ ہے اور جوزجانی کہتے تھے کہ اس کا راوی اول درجہ کا مشہور جھوٹا تھا۔ اور ابوحاتم کہتے تھے کہ وہ کذاب تھا اور ابن عدی کہتے تھے کہ وہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ (میزان جلد ۱ صفحہ ۳۷۷)

بشارۃ خلافت | علامہ موصوف ہی لکھتے ہیں عن انس بحدیث کذب قصرنا انس فافتح لابی بکر و بشرہ بالخلافۃ من بعدی وکذا فی عمر و عثمان انس صحابی سے یہ جھوٹی روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اے انس اٹھو اور ابوبکر کے لئے دروازہ کھول دو اور ان کو خوشخبری دے دو کہ میرے بعد وہ خلیفہ ہوں گے۔ اسی طرح عمر اور عثمان کو خوشخبری سنا دو۔ اسکے راوی کے متعلق لکھتے ہیں۔ قال ابن عدی کان ابویعلی اذا ثنا عنہ ضعفہ وقال ابوبکر بن ابی شیبۃ کان یضع الحدیث وقال ابوعلی کذاب۔ ابن عدی کہتے تھے کہ جب ابویعلی اس کی حدیث ہم لوگوں سے بیان کرتے تو کہتے کہ وہ ضعیف ہے۔ اور ابوبکر بن ابی شیبہ کہتے تھے کہ وہ حدیثیں وضع کیا کرتا تھا اور ابوعلی کہتے تھے کہ وہ اول درجہ کا جھوٹا ہے۔ (میزان جلد ۱ صفحہ ۴۱۹)۔

آپ کا مشیر ہونا | عن انس قال علی قال لی النبی یا علی ان اللہ امرنی ان اتخذ ابابکر والدا وعمر مشیرا وعثمان سندا وانت ظہیرا۔ انتم قد اخذ اللہ لکم المیثاق لا یحبکم الا مومن تقی انتم خلفاء امتی و عقد ذمتی۔ جناب انس بیان کرتے تھے کہ حضرت علی نے کہا کہ مجھ سے حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا اے علی یقیناً اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابوبکر کو اپنا باپ اور عمر کو اپنا مشیر اور عثمان کو سند اور تم کو اپنا پشت پناہ بناؤں۔ تم لوگ وہ ہو کہ خدا نے تم لوگوں کے لئے یہ عہد و پیمان لیا ہے کہ جو مومن ہو گا وہی تم لوگوں کو دوست رکھیگا۔ تم لوگ ہی میری امت پر میرے خلفاء اور میرے عہدوں کے ذمہ دار ہو۔ اس کے راوی کے متعلق لکھتے ہیں ضرار بن سہل عن

الحسن بن عرفة بخبر باطل ۔ حزار بن سہل نے حسن بن عرفہ سے جھوٹی حدیث روایت کی ہے
(میزان جلد ۱ صفحہ ۲۲۳) اللہ اکبر یہ حدیث تک بنادی گئی کہ خدا نے حضرت کو حکم دیا کہ حضرت ابوبکر
کو اپنا باپ بنالیں ۔ ظاہر ہے کہ اس سے مجازی باپ (سسر) مراد نہیں ہے کیونکہ ایسا ہوتا تو
حضرت عمر کے متعلق بھی یہی حکم ہوتا لیکن وہ مشیر بنائے گئے اور حضرت ابوبکر آنحضرت صلعم کے والد۔

ولی رسول اللہ

عن جابر ان رسول اللہ قال لعمر انت ولیی فی الدنیا و ولیی فی الآخرة
حضرت جابر نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے حضرت عمر سے فرمایا
کہ تم دنیا میں اور آخرت میں بھی میرے ولی ہو۔ اسکے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں ۔ قال البخاری
منکر الحدیث وقال س متروک وقال ابن حبان منکر الحدیث جدا لا یحل الا
حتجاج بخبرہ ۔ بخاری کہتے تھے کہ اس حدیث کا راوی غلط حدیثیں بیان کرتا ہے۔ اور س نے
کہا کہ وہ متروک ہے اور ابن حبان نے کہا کہ اسکی حدیث نہایت درجہ مہمل ہے جس سے استدلال
کرنا جائز نہیں ہے ۔ عن جابر قال بینا نحن مع رسول اللہ فی نفر من المہاجرین
فیہم ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحة والزبیر وابن عوف وسعد فقال
لینہض کل رجل الی کفوہ ونہض ہو الی عثمان فاعتنقہ ثم قال انت ولیی
فی الدنیا والآخرة ۔ جناب جابر ہی سے (اس دہیلی موضوع حدیث کے راوی) نے یہ بھی روایت
کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ ایک دفعہ حضرت رسول خدا صلعم اور مہاجرین کے بہت لوگوں
کے ساتھ جن میں ابوبکر ۔ عمر ۔ عثمان ۔ علی ۔ طلحہ ۔ زبیر ۔ ابن عوف اور سعد تھے بیٹھے ہوئے
تھے تو آنحضرت نے فرمایا تم سے ہر شخص اپنے جوڑ والے آدمی کے ساتھ اٹھ جائے ۔ اور خود
حضرت اٹھ کر عثمان کی طرف بڑھے اور ان کو گلے سے لگا کر فرمایا کہ دنیا و آخرت میں میرے
ولی تم ہی ہو ۔ اس حدیث کا راوی بھی وہی ہے جس نے اوپر والی حدیث وضع کی تھی (میزان جلد ۱ صفحہ ۲۲۴)

پہلے زمین سے نکلنا

عن ابن عمر ان النبی قال من لبد راسہ فقد وجب علیہ
الحلاق وبہ انا اول من تنشق عنہ الارض ثم ابوبکر
ثم عمر ۔ جناب ابن عمر کہتے تھے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص اپنے سر کے بالوں کو چپکالے
اس پر مونڈنا واجب ہو جاتا ہے اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں زمین سے نکلوں گا اس
کے بعد ابوبکر پھر عمر ۔ اس کے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں ضعفہ احمد وقال البخاری
منکر الحدیث وقال ابن حبان لا یجوز الاحتجاج بہ وقال النسائی متروک ۔

امام احمد نے اس کو ضعیف کہا ہے اور امام بخاری نے اس کو غلط حدیث والا کہا ہے۔ اور ابن حبان نے کہا ہے کہ اس کی حدیث سے استدلال جائز نہیں ہے۔ اور امام نسائی نے کہا ہے کہ وہ متروک ہے (میزان جلد ۲ صفحہ ۵)۔

آنحضرتؐ کا محشور ہونا

عن ابن عمر مرفوعا احشر یوم القیامۃ بین ابی بکر و عمر حتے اقف بین الحرمین فیاتینی اھل مکۃ و المدینۃ فھذا غیر صحیح۔ جناب ابن عمر سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا میں قیامت میں ابوبکر اور عمر کے درمیان محشور ہونگا یہانتک کہ دونوں حرموں کے درمیان کھڑا ہونگا تو وہیں میرے پاس مکہ اور مدینہ والے آئینگے۔ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اسکے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں حدیثہ منکر۔ اس کی حدیث غلط ہوتی ہے و ذکر لہ ابن عدی الحدیثین اللذین فی فضل ابی بکر و عمر و ھما باطلان۔ اور ابن عدی نے اسکی دو حدیثیں ابوبکر و عمر کی فضیلت میں بیان کی ہیں اور وہ دونوں غلط اور باطل ہیں (میزان جلد ۲ صفحہ ۹)

آپ کے اسلام کی خوشی

عن ابن عباس قال لما اسلم عمر نزل جبرئیل فقال یا محمد استبشر اھل السماء باسلام عمر۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر مسلمان ہوئے تو فوراً جناب جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا اے محمد آسمان والے عمر کے اسلام سے خوش ہو گئے۔ اسکے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ضعفہ الدارقطنی وغیرہ۔ وقال ابو زرعۃ لیس بشئی۔ قال البخاری منکر الحدیث۔ امام دارقطنی وغیرہ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ اور ابو زرعہ کہتے تھے کہ یہ کوئی چیز نہیں ہے اور امام بخاری نے کہا ہے کہ یہ غلط حدیث بیان کرتا ہے (میزان جلد ۲ صفحہ ۳۰)۔

ما طلعت الشمس

عن جابر ان عمر قال لابی بکر یوما یا سید المسلمین فقال اما اذا قلت ذا فانی سمعت رسول اللہ صلعم یقول ما طلعت الشمس علے احد افضل من عمر۔ جناب جابر بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا اے مسلمانوں کے سردار۔ تو انھوں نے کہا اچھا جب تم نے یہ کہا تو یہ بھی جان لو کہ میں نے سنا حضرت رسول خدا صلعم فرماتے تھے کہ آفتاب نہیں طالع ہوا کسی شخص پر جو عمر سے افضل ہو۔ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ھذا کذب۔ یہ حدیث جھوٹی ہے اور اس کے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں قال البخاری فیہ نظر

وقال النسائی ضعیف وقال ابوحاتم لیس بقوی فی احادیثہ مناکیر۔ امام بخاری کہتے تھے کہ اس کے بارے میں تامل ہے اور امام نسائی کہتے تھے کہ یہ ضعیف ہے اور ابوحاتم کہتے تھے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اسکی حدیثوں میں بہت سی غلط ہیں۔ (میزان جلد ۲ صـ۳۱)۔

نکاح جناب ام کلثوم

ان عمرؓ اصدق ام کلثوم بنت علی اربعین الف درھم۔ حضرت ام کلثوم دختر حضرت علی کو حضرت عمر نے مہر میں چالیس ہزار درہم دیا۔ اس کے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ضعفہ یحییٰ وابوزرعۃ و قال النسائی لیس بالقوی۔ اس کے راوی عبداللہ کو یحییٰ اور ابوزرعہ ضعیف کہتے تھے اور امام نسائی کہتے تھے کہ وہ ٹھیک نہیں تھا۔ (میزان جلد ۲ صـ۳۵)۔ (عقد جناب ام کلثوم کے بارے میں آئندہ تفصیل سے بحث کی جائے گی۔ انشاء اللہ)۔

شہادت کی پیشینگوئی

عبداللہ بن عمرو یقول سمعت رسول اللہؐ یقول یکون خلفی اثنا عشر خلیفۃ ابوبکرؓ لایلبث خلفی الا قلیلا وصاحب رحا یعیش حمیدا ویموت شھیدا قالوا ومن ھو قال عمر۔ عبداللہ بن عمرو کہتے تھے کہ میں نے حضرت رسول خداصلعم سے سنا کہ فرماتے تھے میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔ ابوبکر تو کچھ ہی دنوں زندہ رہیں گے اور چکی والا تعریف کے ساتھ زندہ رہیگا اور شہادت کے ذریعہ سے مریگا۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون ہے۔ فرمایا عمر۔ اسکے راویوں کے بارے میں لکھتے ہیں۔ انا التعجب من یحییٰ مع جلالتہ ونقدہ کیف یروی مثل ھذا الباطل ولیسکت عنہ وربیعۃ صاحب مناکیر وعجائب۔ میں تعجب کرتا ہوں یحییٰ سے کہ باوجودیکہ وہ جلیل القدر اور نقاد احادیث تھے وہ کیسے ایسی غلط اور باطل حدیث روایت کرتے اور اس سے خاموش رہتے تھے۔ اور ربیعہ جھوٹی اور عجیب وغریب روایتوں والا ہے۔ (میزان جلد ۲ صـ۴۲)۔

حضرت رسول حضرت عمر سے

عن ابن عباس عن النبیؐ قال عمر منی وانا من عمر والحق بعدی مع عمر۔ حضرت ابن عباس کہتے تھے کہ حضرت رسول خداصلعم نے فرمایا عمر مجھ سے ہیں اور میں عمر سے ہوں اور میرے بعد حق عمر کے ساتھ ہوگا۔ اسکے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں کان صالحا لکنہ یدلس عن الضعفاء ثم احترقت کتبہ۔ یہ شخص نیک تو تھا مگر کمزور راویوں سے تدلیس کیا کرتا تھا[1] پھر اس کی کتابیں

[1] جناب مولوی وحیدالزمان خانصاحب حیدرآبادی لکھتے ہیں۔ تدلیس عیب چھپانا۔ اور اہلحدیث کی اصطلاح میں راوی کا اپنے اصلی شیخ کو چھپانا۔ (انوار اللغۃ پارہ ۸ صـ۶)

جل گئیں۔ (میزان جلد ۲ ص۱۹۱)۔

جناب سیدہ پر نماز جنازہ پڑھنا

عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ قال توفیت فاطمۃ لیلاً فجاء ابوبکر و عمر و جماعۃ کثیرۃ فقال ابوبکر لعلی تقدم فصل قال لا واللہ لا تقدمت وانت خلیفۃ رسول اللہ فتقدم ابوبکر فکبر اربعا۔ جناب جعفر بن محمد نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے جد سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ نے رات کو انتقال کیا تو حضرت ابوبکر و عمر ایک جماعت کے ساتھ نماز جنازہ کے لئے آئے۔ اور حضرت علی سے کہا کہ آپ آگے بڑھیں اور نماز پڑھائیں۔ حضرت علی نے کہا نہیں خدا کی قسم میں آگے نہیں بڑھ سکتا۔ حالانکہ آپ رسول خدا صلعم کے خلیفہ اسی جگہ موجود ہیں۔ اس پر حضرت ابوبکر نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ اور چار تکبیریں کہیں۔ اس کے راوی عبداللہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ احد الضعفاء اتی عن مالک بمصائب۔ یہ بھی کمزور راویوں سے ہے۔ اس نے مالک سے مصیبت ناک روایتیں ذکر کی ہیں۔ (میزان الاعتدال جلد ۲ ص۱۱)۔

حضرت ابوبکر و عمر سے مشورہ کا حکم

عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ وشاورھم فی الامر قال ابوبکر و عمر۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ خدا نے جو قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ اپنے امر میں ان لوگوں سے مشورہ کر لیا کرو (پ ۴ ع ۸) اس سے مراد حضرت ابوبکر و عمر ہیں کہ انہیں سے مشورہ کیا کرو۔ اسکے راوی عبداللہ کے بارے میں لکھتے ہیں قال ابن عدی حدث عن الفریابی بالبواطیل۔ ابن عدی کہتے تھے کہ اس نے فریابی سے غلط اور باطل حدیثیں روایت کی ہیں۔ فانی رایت لہ مناکیر میں نے دیکھا ہے کہ وہ بہت غلط اور موضوع روایتیں ذکر کرتا ہے (میزان جلد ۲ ص۵۵)۔

نزول حضرت عیسیٰ

عن عبداللہ بن عمرو بن العاص مرفوعا قال ینزل عیسی بن مریم فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا و اربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وھو من قبر واحد بین ابی بکر و عمر۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم آسمان سے اتریںگے تو شادی کریںگے اور ان کے اولاد پیدا ہوں گی اور وہ دنیا میں ۴۵ سال زندہ رہیں گے اسکے بعد مر جائیں گے تو میرے ساتھ ہی میری قبر میں دفن کئے جائیںگے پھر میں اور وہ ایک ہی قبر سے ابوبکر و عمر کے درمیان اٹھیںگے۔ اسکے بارے میں لکھتے ہیں فیہ

ایک ایک لفظ کے متعلق اعتراضات پیش کرنا شروع کئے۔ علماء اسلام ان کے جوابات دینے لگے۔ مگر چونکہ یہ حضرات پادری صاحب کی اس ہوشیاری سے بے خبر تھے اس وجہ سے خاص اس موضوع پر بحث کرنے کیلئے اُس قدر طیار نہیں تھے جس طرح پادری صاحب تھے۔ بلکہ چاہتے تھے کہ کوئی صرفی اعتراضات سے علٰحدہ ہو کر مذہب کی حقیقت وغیرہ کے متعلق گفتگو کریں مگر پادری صاحب اپنے ہی نقطہ پر اڑے ہوئے تھے اور کسی طرح اس موضوع سے علٰحدہ ہوتے ہی نہیں تھے۔ غرض کئی روز تک زور وشور سے مناظرہ ہوتا رہا۔ اور بمبئی کے اکثر اخباروں میں روزانہ کی کارروائی بھی شایع ہوتی جاتی تھی۔ جس سے اہل اسلام متردد ہو رہے تھے۔ بمبئی میں حیدرآباد دکن کے بھی کچھ حضرات تھے۔ انھوں نے بگڑا ہوا رنگ دیکھا تو رائے کی کہ اس مناظرہ میں مولوی رکن الدین صاحب کا ہونا ضروری ہے۔ وہ علم ادب اور نحو وصرف وغیرہ میں ید طولیٰ رکھتے ہیں اور مناظرہ میں بھی بڑے تجربہ کار ہیں۔ یہ سوچ کر دو آدمی حیدرآباد چلے گئے اور وہاں کے معززین سے اصرار کرا کے مولوی صاحب کو مجبور کیا کہ بمبئی چل کر مناظرہ میں شریک ہوں۔ بمبئی کے وہ اخبار بھی لیتے گئے تھے جن میں مناظرہ کے حالات چھپے تھے اور علماء اسلام کی کمزوری پر مخالفین اسلام جس طرح تپسڑیاں بجاتے تھے۔ اس کی تفصیل بھی درج تھی۔ مولوی صاحب نے کل حالات سنے اور ان اخباروں کو بھی پڑھا تو حمیت اسلامی سے تڑپ گئے اُن کی رگوں میں خون دوڑنے لگا۔ اور اپنے کل امور کو معطل کر کے اس کام کے لئے جانے پر آمادہ ہو گئے۔ اعلیٰحضرت کے عظیم الشان اور بے مثل ونظیر کتب خانہ سے تقریباً ڈیڑھ دو سو کتابیں منگا کر ساتھ رکھ لیں اور بمبئی روانہ ہو گئے۔ راستہ بھر کتابوں کو الٹتے اور ضروری باتیں نوٹ کرتے رہے۔ اور جب بمبئی پہونچے تو اعتراضات کی رد وتحقیق کی بہت سی راہیں نکال لی تھیں۔ مسلمانان بمبئی اس مناظرہ سے پریشان ہو رہے تھے اور جب مولوی صاحب کے آنے کی خبر سنی تب بھی ان کو کامیابی کی زیادہ امید نظر نہیں آئی۔ غرض حسب معمول وقت معین پر مناظرہ شروع ہوا۔ مولوی رکن الدین صاحب اُس روز خاموش بیٹھے طرفین کی کارروائی دیکھتے رہے۔ دیر تک مناظرہ ہوتا رہا۔ مگر علماء اسلام تھک گئے تھے جس سے پادری صاحب اور زیادہ دلیر ہو گئے اور انھوں نے خوب گرج گرج کر ان لوگوں کے جوابات کی دھجیاں اڑا دیں۔ جب اس روز بھی وقت مناظرہ ختم ہو گیا اور مجمع اٹھنے لگا تو مولوی رکن الدین صاحب کھڑے ہو گئے اور پکار کر کہا کہ کل حاضرین کی خدمت میں التماس ہے کہ میں بھی مناظرہ کے اشتیاق میں آج حیدرآباد دکن سے آیا ہوں۔ کل پھر

آپ حضرات بھی میدان مناظرہ میں ضرور آئیں اور دوسرے لوگوں کو بھی لائیں۔ میں بھی کل پادری صاحب سے کچھ گفتگو کرونگا"۔ چونکہ مولوی صاحب آریہ وعیسائی مناظرہ میں ہر طرف مشہور رہتے اس سبب سے دوسرے دن مناظرہ میں بہت بڑا مجمع ہوا۔ اور مخالفین اسلام بھی نئے شوق سے پہونچے۔ پادری صاحب شیر ہو گئے تھے۔ انھوں نے خیال کیا کہ جب ایسے بوڑھے بوڑھے علماء ہمت ہار چکے ہیں تو یہ نووارد۔ نو آموز اور نوجوان مولوی صاحب کیا بنا لیں گے۔ پھر بھی انھوں نے اپنی جگہ خوب محنت کی۔ کل گزشتہ تقریروں کو سمیٹ لیا۔ مختلف نوٹ بکس پر الٹ پلٹ کر نظر ڈال لی اور اپنے کو اچھی طرح طیار کر کے میدان میں پہونچے۔ مناظرہ شروع ہوا۔ پادری صاحب نے تقریر شروع کی اور سابق اعتراضات کا خلاصہ بیان کر کے دکھایا کہ قرآن مجید میں نحوی۔ صرفی۔ لغوی۔ اور معانی و بیان کی غلطیاں ہیں اس سبب سے یہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔ جب وہ تقریر کر کے بیٹھے تو مولوی رکن الدین صاحب اٹھے اور انھوں نے پہلے ایک ایسی زبردست تقریر کی جس نے سب کو متحیر کر دیا۔ مخالفین اسلام مبہوت ہو گئے۔ اہل اسلام جھومنے لگے۔ ہر طرف سے سبحان اللہ۔ جزاک اللہ کی آواز بلند ہو گئی۔ مگر مولوی صاحب سب کو خاموش رہنے اور اطمینان سے پوری تقریر سنتے جانے کا اشارہ کرتے رہے۔ تھوڑی دیر میں پورے مجمع کا رنگ بدل گیا۔ اسلام کی شکست زبردست فتح سے بدل گئی۔ پادری صاحب بھی صم بکم ہو گئے۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے ہر اعتراض پر تبصرہ کرنا شروع کیا اور قرآن مجید کی جس قدر آیات پر پادری صاحب نے بوچھار کی تھی آپنے ایک ایک آیت کے متعلق ایسے تشفی بخش جوابات دیئے۔ اور قواعد صرف و نحو و لغت و معانی و بیان و کلام عرب سے قرآن مجید کی اس طرح تصدیق و تائید واضح کی کہ علماء اسلام تو وجد میں تھے ہی عربی داں عیسائی وغیرہ بھی بت بن گئے تھے۔ مگر چونکہ پادری صاحب نے بہت سی آیات کو چن رکھا تھا اور مولوی صاحب ایک ایک آیت کو تفصیل سے مطابق فصاحت و بلاغت ثابت کرتے رہے اس سبب سے کئی دن تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پادری صاحب بھی ہر روز کچھ نہ کچھ بولتے اور مولوی صاحب کی دلیلوں کو رد کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن اب ان کا جادو ٹوٹ گیا اور سحر باطل ہو چکا تھا۔ ہر موقع پر بغلیں جھانکنے لگتے اور رکیک تاویلوں سے کام لینا شروع کر دیتے۔ غرض چند دنوں میں پادری صاحب

کا رنگ بالکل پھیکا پڑ گیا۔ ان کی ابلہ فریبی کی قلعی کھل گئی اور سامعین کی دلچسپی بھی غائب ہونے لگی مجمع کم ہوتا گیا۔ لوگ گھبرانے لگے اور سب کو یقین ہوتا گیا کہ قرآن مجید واقعاً فصاحت و بلاغت میں بے مثیل و نظیر ہے اس پر کسی شخص کا اعتراض کرنا آفتاب پر خاک ڈالنے کے برابر ہے۔ بارہ دن کے بعد مناظرہ کے وقت جو مختصر سے سامعین آ گئے تھے وہ دیر تک پادری صاحب کا انتظار کرتے رہے مولوی صاحب بھی بار بار لوگوں سے دریافت کرتے جاتے تھے کہ اب تک پادری صاحب کیوں نہیں آئے۔ جب وہاں بیٹھے ہوئے پورا ایک گھنٹہ گزر گیا تو معلوم ہوا کہ وقت مناظرہ سے دو گھنٹہ قبل ہی پادری صاحب بوریا بستر باندھ کہیں چلتے ہوئے اور بمبئی میں ان کا کسی کو پتا نہیں ہے اس پر مسلمانوں نے زور سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ اور بڑے جوش و خروش سے میدان مناظرہ سے اپنے اپنے گھر واپس گئے۔ دوسرے دن علی الصباح بمبئی کے نمایاں مقامات پر بڑے بڑے پوسٹر اس عنوان کے چسپاں تھے کہ "عیسائیوں کے مقابلہ میں اہل اسلام کی زبردست فتح۔ آفتاب اسلام مولانا رکن الدین صاحب کی شاندار کامیابی۔ قرآن مجید کا بے مثل و نظیر اعجاز"

غرض مسلمانان بمبئی نے اس روز نئی عید منائی۔ مختلف مقامات پر تہنیت و مبارکباد کے سیکڑوں تار روانہ کئے۔ سرخ جھنڈیاں ہر طرف پھر آئی گئیں اور مختلف صورتوں سے خوشی و شادمانی کا اظہار کیا گیا۔ مولوی رکن الدین صاحب نے اسی روز حیدرآباد واپس آنا چاہا مگر کسی طرح آنے نہیں پائے۔ بمبئی کی بڑی بڑی انجمنوں نے آپ کی شاندار ضیافت کا انتظام کیا۔ جہاں آپ جاتے لوگ ہار پہناتے اور آپ کی شان میں مدحیہ نظمیں پڑھی جاتیں۔ اہل اسلام میں نئی زندگی کے آثار نظر آنے لگے۔ ہر طرف اس کا ذکر ہوتا کہ مولانا صاحب نے پادری صاحب کے کیسے کیسے دندان شکن جوابات دیئے کس طرح ان کے اعتراضات کی دھجیاں اڑا دیں۔ وہ کیسے شیر ہو رہے تھے اور کس طرح گرج گرج کر کلام پاک کو نیچا دکھانا چاہتے تھے لیکن مولانا صاحب نے کس طرح ان کو پچھاڑ دیا۔ ان کی رگ رگ ڈھیلی کر دی۔ ان کی تمام محنت کو مٹی میں ملا دیا۔ ان کی پوری ریاضت میں آگ لگا دی۔ ان کے سب تکبر و غرور کا زور توڑ دیا۔ اور وہ کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔ پھر کہیں مناظرہ کرنے جائینگے تو ہم لوگ بھی مولانا صاحب کو لیکر پہونچ جائینگے۔ اسلامی اخباروں کے صفحے کے صفحے بھی اسی کے متعلق مضامین سے بھرے نظر آتے تھے۔ بمبئی کے واقعات کی خبر ہر روز حیدرآباد میں پہونچتی اور یہاں کے اہل اسلام

خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ ہر شخص مولوی صاحب پر ہزار جان سے فدا ہونے کو طیار ہو گیا تھا۔ اور حیدرآباد آپ کے واپس آنے پر آپ کے شاندار استقبال کا زور دار اہتمام ہو رہا تھا کئی آدمیوں نے جوابی تار بھیج دیئے تھے کہ جس وقت کی گاڑی سے آپ یہاں تشریف لائیں اس سے ہم لوگوں کو خبر دیں۔ جب آپ کی واپسی کی تاریخ پہونچ گئی تو اسٹیشن پر گاڑی پہونچنے سے قبل ہزاروں معززین حیدرآباد مجمع ہو گئے تھے اور سب بیچین تھے کہ کب گاڑی آتی۔ مولانا کی زیارت ہوتی اور شہر میں آپ کی سواری چلتی ہے۔ خدا خدا کر کے گاڑی پہونچی۔ اس وقت مسلمانوں کی خوشی بیان کرنے کیلئے الفاظ نہیں ملتے۔ گاڑی رکتے ہی سیکڑوں معززین آپ کے ڈبے میں پہونچ گئے اور وہیں معانقہ کرنے لگے۔ پلیٹ فارم پر اترنے کے بعد تو ایسا ہجوم ہوا کہ گویا آپ پس گئے اللہ اکبر کے نعروں سے پورا پلیٹ فارم گویا ہل رہا تھا۔ آپ کے والد ماجد جناب مولانا عبدالقوی صاحب بھی تشریف لائے تھے مگر وہ سکون و وقار سے ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی رکن الدین صاحب لوگوں سے گلے ملتے۔ ہاتھ ملاتے۔ پھولوں کا ہار پہنتے ہوئے آہستہ آہستہ اپنے والد صاحب پاس پہونچے تو دونوں آدمی لپٹ کر ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور مارے خوشی کے دونوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے پھر فوراً رومال سے پونچھ کر دونوں صاحب بھی اسٹیشن کے باہر آئے۔ ایک موٹر پر جس پر ہر طرف سے ہار چڑھایا اور جیسے دلہن کی طرح آراستہ کیا گیا تھا مولوی صاحب۔ اور آپ کے والد ماجد اور دو تین معززین بیٹھے۔ پیچھے سیکڑوں موٹریں ساتھ ہوئیں۔ سب پر سرخ جھنڈیاں نصب تھیں اور ریشمی کپڑوں پر جلی حروف میں "مولانا رکن الدین زندہ باد" لکھا تھا۔ بڑی مسرت اور جوشش سے یہ جلوس روانہ ہوا۔ مگر مولوی صاحب کا چہرہ کچھ متغیر سا ہو گیا تھا وہ اسٹیشن ہی پر سے بار بار چاروں طرف اس طرح دیکھتے تھے جیسے کسی کو ڈھونڈھ رہے ہیں اور وہ نظر نہیں آتا ہے۔ مگر مولوی صاحب کچھ بولے نہیں البتہ ان کی صورت کہتی تھی کہ کچھ پریشان سے ہو رہے ہیں۔ جب مکان پر پہونچ گئے اور مجمع آہستہ آہستہ ہٹ گیا تو مولوی صاحب نے اپنے والد سے اس طرح باتیں کیں۔

مولوی صاحب۔ کیا بات ہے۔ کہیں جناب حافظ صاحب قبلہ کی زیارت نہیں ہوئی۔ خیریت سے تو ہیں۔ اُن کے نہ آنے سے سخت تعجب ہو رہا ہے۔ وہ تو بہت ہی خوش ہوتے۔

مولانا عبدالقوی صاحب۔ ہاں مجھے بھی حیرت ہے۔ کل تک تو معلوم ہوا تھا کہ خیریت

سے ہیں۔ ان کے گھر بھی سب طرح خیریت ہی کی خبر ملی تھی۔ اللہ پاک کا فضل ہی سننے میں آیا تھا مگر سب دکھائی دیتے۔ نہیں ملے تو وہ۔ ممکن ہے عین وقت پر کوئی مجبوری پیش آگئی ہو۔

مولوی صاحب ۔ تو کسی کو ان کے ہاں بھیجکر ان کی خیریت دریافت کرائی جاتی۔ یہ کہہ کر ایک لڑکے سے کہا کہ جلد جاکر حافظ صاحب کو دیکھ آؤ کہ مکان پر ہیں یا نہیں۔ اگر ہوں تو میرا سلام کہہ کر مزاج پوچھ آؤ۔ لڑکا دوڑا ہوا گیا تو حافظ صاحب مکان ہی پر ملے۔ اس نے سلام کرکے مولوی صاحب کی طرف سے مزاج پوچھا تو حافظ صاحب کچھ بولے نہیں۔ اس نے دوبارہ پوچھا۔ اب بھی وہ خاموش ہی رہے۔ جب تیسری بار پوچھا تو وہ بگڑ کر بولے" جاتا ہے یا نہیں۔ خیریت سے ہوں یا نہ ہوں۔ اُن کی بلا سے۔ خبردار جواب انہوں نے میرے پاس کوئی آدمی بھیجا۔ یا میرے پاس آئے۔ کہہ دینا کہ اگر وہ میرے ہاں آئینگے تو مجھ سے زیادہ برا کوئی نہیں ہوگا۔ بس سلام کلام۔ بول چال سب بند۔ مجھ سے ان سے کوئی واسطہ سروکار نہیں۔ اگر زندہ رہا تو عمر بھر میں نہ ان کی صورت دیکھوں گا اور نہ ان کو اپنا منہ دکھاؤں گا۔ جا بس اسی طرح کہہ دینا۔ میرا کوئی کیا کرلیگا۔ وہ رنج ہونگے تو ہوا کریں مجھے اسکی پروا نہیں"۔ لڑکا واپس آیا اور حافظ صاحب کی کل باتیں اسی طرح بیان کر دیں۔ اب تو اور بھی مولوی صاحب اور مولانا صاحب پریشان ہوئے۔ مگر کچھ سوچ کر دونوں خاموش ہو گئے۔ دوسرے روز انجمن حفاظت الاسلام حیدرآباد دکن کی طرف سے مولوی رکن الدین صاحب کو شاندار دعوت دی گئی جس میں بڑے پیمانہ کا انتظام کیا گیا۔ اور شہر کے بکثرت معززین بلائے گئے۔ حافظ صاحب کے نام بھی رقعہ بھیجا گیا۔ مگر اس میں بھی وہ نہیں گئے بلکہ وقت پر ان کے بلانے کو خاص آدمی گیا۔ اس پر بھی انہوں نے انکار کر دیا۔ مولوی صاحب اور ان کے والد ماجد کو سخت فکر پیدا ہوئی کہ اسکا بھید کیا ہے۔ دعوت سے فارغ ہوکر دونوں صاحب اپنے مکان واپس آکر سو رہے۔ اسکے دوسرے روز دونوں صاحب حافظ صاحب کے مکان پر پہونچے۔ ان کو خبر ہوگئی تو حویلی کے اندر چلے گئے۔ ان لوگوں نے پردہ کرایا اور اندر گئے تو حافظ صاحب ایک کمرے میں چلے گئے اور اس کے کل دروازے بند کر لئے۔ دونوں صاحبوں نے باہر سے ہی سلام کیا۔ مگر جواب ندارد۔ پھر آواز دی۔ اب بھی چپ۔ تب مولانا صاحب نے کہا۔

مولانا صاحب ۔ جناب حافظ صاحب! آپ کے امر نے ہم لوگوں کو بہت پریشان کر رکھا ہے۔

عقل حیران ہے کہ آپ کے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ آپ کا مزاج بالکل درست اور خدا کے فضل و کرم سے آپ بالکل اچھے ہیں۔ پھر ہم لوگوں کے ساتھ آپ کا یہ برتاؤ کیوں ہو رہا ہے۔ کچھ مجھ سے خفا ہیں۔ یا مولوی رکن الدین سے۔ جس سے بھی ہوں اس کو مطلع تو کر دینا چاہئے اور اس کی وجہ بھی بتا دینی چاہیئے۔ یہ بیچارے اسلام کی کتنی زبردست فتح کا سہرا اپنے سر بند ھوا کر آ رہے ہیں اور آپ ان سے ملتے تک نہیں۔

حافظ صاحب۔ (کمرے کے اندر ہی سے بولے) مولانا صاحب۔ مجھ سے اُن کا ذکر نہ کیجیے۔ اب تو ان کے نام سے میرے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ اور آپ بھی اس میں قصور وار ہیں اگرچہ برابر کے شریک نہ ہوں۔

مولانا صاحب۔ یہ اور بھی تعجب کی بات ہے کہ مولوی رکن الدین پر آج دنیائے اسلام فدا ہونے کو طیار ہو۔ لوگ ان کو محسن اسلام و مسلمین کے القاب سے یاد کریں۔ آفتاب اسلام نام رکھیں۔ ان کی گاڑی کھینچنے کو بمبئی کے لکھ پتی بلکہ کروڑ پتی مسلمان بھی اپنی عزت اور فخر سمجھیں۔ بمبئی و حیدر آباد کے اخبارات ان کی مدح و ثنا کے مضامین سے بھرے ہوئے شایع ہوں۔ بمبئی میں کیسی شاندار ان کی دعوتیں کی جائیں۔ حیدر آباد کے مسلمان ان کو سر آنکھوں پر بٹھائیں اور ان کی ذات پر فخر و مباہات کریں لیکن انہیں کے نام سے آپ کے بدن میں آگ لگ جائے حالانکہ آپ کو سب سے زیادہ خوش ہونا اور دوسروں سے زیادہ شکر خدا بجا لانا چاہیئے۔ کیا انھوں نے اسلام کی حمایت نہیں کی؟ کیا یہ ایسے زبردست مناظرہ کے فتح کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے؟ کیا پادری کریم الدین کے مقابلہ میں انھوں نے اسلام کی ڈوبتی کشتی کو نہیں بچایا؟ کیا آج بمبئی حیدر آباد مدراس۔ میسور کے مسلمانوں کے بچہ بچہ کی زبان پر ان کا نام نہیں ہے؟ اور کیا سب کے سب ان کے ممنون احسان نہیں ہیں؟ آپ کو تو اس وقت عید کی طرح خوشی کرنی چاہیئے تھی۔ اور اپنی نئی زندگی کا ثبوت دینا چاہیئے تھا۔

حافظ صاحب۔ (بات کاٹ کر کمرے کے اندر ہی سے بولے) مولانا صاحب۔ آپ کی باتیں اس وقت نمک بر جراحت کا کام کر رہی ہیں۔ آپ ان صاحب کی تعریف کرنے لگے جن کے نام ہی سے میں بیزار ہوں اور میرا بس چلے تو اس شہر سے یا ان کو نکال دوں یا خود نکل جاؤں اس زمین پر سے ان کو ہٹا دوں یا خود اسے چھوڑ دوں۔ میں تو اس آسمان کے نیچے بھی رہنا پسند

نہیں کرتا میں کے نیچے ایسا شخص رہے۔ اس ہوا سے بھی نفرت ہے جو ان کے بدن سے لگ جائے۔ یا ان کے کپڑے سے مل جائے۔

مولانا صاحب۔ کیوں۔ کیا ہوا۔ انھوں نے کون سا قصور کیا۔ کیا عیسائی پادری سے مناظرہ کرنے اور اسلام کے بچا لینے کی وجہ سے وہ مورد عتاب ہو گئے؟ یا خدا نے آج ان کو یہ عزت و شرف بخشا اس وجہ سے وہ آپ کی آنکھوں میں کھٹکنے لگے؟۔ آپ کی باتیں اس وقت میرے لئے زہر کا کام کر رہی ہیں۔ اور آپ کا برتاؤ ہم لوگوں کے لئے خنجر و تلوار کا اثر پیدا کر رہا ہے۔ اللہ اکبر ایسا حسد اور بغض و عناد بھی کسی نے دیکھا ہو گا کہ حافظ صاحب اپنی نواسی داماد کی ترقی پر اس طرح جلیں اور ان کے اس عظیم الشان کارنامہ پر اس طرح پیچ و تاب کھائیں۔ گویا آگ پر لوٹ رہے ہیں۔

حافظ صاحب۔ اجی حضرت ایسی ترقی میں لگے آگ۔ اور ایسی عزت پڑے خاک میں۔ میں جہنم میں جانا پسند کرونگا لیکن ایسے فخر و مباہات پر تھوک دونگا۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو اس سے بچائے۔ واہ۔ میں اور اس پر حسد کروں!

مولانا صاحب۔ حافظ صاحب! سچ بتلایئے۔ آپ کا دماغ صحیح ہے یا نہیں۔ میں آپ کے برتاؤ پر پہلے متردد ہوا تو یہی شبہہ ہوا تھا کہ خدا نہ خواستہ بنصیب دشمنان کچھ مزاج ناساز ہے لیکن متعدد لوگوں سے دریافت کرنے پر جب معلوم ہوا کہ آپ بالکل تندرست ہیں اور کوئی تغیر نہیں ہے تب میں یہاں آیا اور مولوی رکن الدین کو بھی لایا۔ مگر آپ کی باتوں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ بالکل ہسٹری ہو گئے ہیں اور شدید ضرورت ہے کہ آپ کو جلد پاگل خانہ بھیجدیا جائے۔ اور آپ کا باقاعدہ جلد از جلد علاج کیا جائے۔

حافظ صاحب۔ آپ میرے رشتہ دار بھی ہیں اور مذہبی پیشوا بھی اس وجہ سے جو چاہیئے کہئے۔ ورنہ میں بالکل تندرست ہوں اور اپنے مذہب کی محبت ہی کی وجہ سے میری یہ حالت ہو رہی ہے۔ میں واقعاً پاگل ہو رہا ہوں مگر اس سبب سے کہ دیکھ رہا ہوں میرے گھر میں رافضی مذہب جڑ پکڑ رہا ہے اور میرے عزیز کے ہاتھوں پاک مذہب اہلسنت والجماعۃ کے منہدم ہونے کا سامان ہو رہا ہے۔

مولانا صاحب۔ یہ تو آپ پہیلیاں بجھانے لگے۔ رافضی مذہب کیسے جڑ پکڑ رہا ہے۔

اور وہ کون عزیز ہے جو آپ کا مذہب مٹا دے گا۔

حافظ صاحب۔ یہی آپ کے نورِ چشم مولوی رکن الدین صاحب۔ میں نے معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ یہ گویا رافضی ہو گئے۔ اور اب جلدی یہ اس بات کا اعلان بھی کر دینگے۔ یاد رکھئے جس طرح آج انہوں نے پادری کو شکست دی ہے کچھ دنوں میں یہ علمار کرام اہلسنت کو بھی شکست دے کر رافضی مذہب کو ترقی دینگے۔ یہ آپ کے فخر کی بات نہیں بلکہ ہم سب لوگوں کے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ مولوی رکن الدین ایسی زبردست قابلیت کے ہو کر اور آج علم و فضل میں تمام علمار اسلام سے افضل و اکمل مانے جانے کے بعد بھی ہم لوگوں کی ناک کٹوا رہے ہیں ایک معمولی بچی ہدایت نے جو جاہل محض اور عورت ذات ہے مذہبی مناظرہ میں ان کو ایسی ایسی شکستیں دیں کہ ہر مسئلہ میں یہ اُس سے ہارتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ اکبر جو شخص ایسے زبردست مصر کے تعلیم یافتہ پادری کو اس طرح پچھاڑ دے کہ وہ بمبئی سے روپوش ہو جائے وہ ایک رافضی بچی کا مقابلہ نہ کر سکے۔ دنیا یہی تو کہیگی کہ مذہب اہلسنت ہی کمزور ہے اس وجہ سے مولوی رکن الدین ایسے زبردست علامۂ دہر اور قادر الکلام مناظر بھی اس مذہب کو حق ثابت نہ کر سکے بلکہ ایک معمولی رافضی لڑکی نے ان کو نیچا دکھا دیا سنا ہے کہ اللہ پاک کی رویت کے مسئلہ میں ان میں اور ہدایت میں زبردست بحث رہی اور آخر وقت ان کا سب علم و فضل غائب ہو گیا۔ اُس کی کسی دلیل کا جواب نہ دے سکے بلکہ کہدیا کہ میں ایسے اعتقاد سے باز آتا ہوں جس سے یہی تو واضح ہوا کہ اس وقت تک جتنی بحثیں ہوتی جاتی ہیں ان سب میں یہ رافضی ہوتے جاتے ہیں۔

مولوی رکن الدین۔ رافضی ہو میرا دشمن۔ میرا بدخواہ۔ معاذ اللہ میں کیا کافر ہونا پسند کرونگا؟ البتہ اللہ پاک کے بارے میں ان کے اعتراضات کا جواب مجھ سے نہ ہو سکا۔ اور میں نے ابّا جان سے بھی سب باتیں ذکر کر دی تھیں۔ آپ نے بھی تو اپنی مجبوری ہی ظاہر فرما دی۔ آپ جو اس قدر مجھ پر بگڑ رہے ہیں تو فرمایئے جس امر کا جواب میری عقل یا علم سے ہو ہی نہ سکے اس کو کیا کروں۔ بہتر ہے آپ ہی ان کو لاجواب کر دیں۔ اگر میں کسی اور خیال سے خاموش ہو جاتا ہوں تو آپ ہی ان سے مناظرہ شروع کریں۔ میں وہاں بیٹھا سنتا رہونگا۔ دیکھوں تو آپ کیسے کامیاب ہوتے ہیں۔

حافظ صاحب - (کمرہ کے اندر ہی سے) مولانا صاحب! میں تو ان سے بولنا نہیں چاہتا۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر میں مناظرہ کرنے کی قدرت رکھتا تو ان کی خوشامدیں کیوں کرتا۔ واہ کیا جواب ہے۔

مولانا صاحب - خیر جو ہوا اس کا ذکر بیکار ہے۔ ابھی اور بڑے بڑے مسئلے باقی ہیں۔ ان میں گفتگو کر کے کسی طرح ان کو سنی ضرور کرو۔ بہتر ہے کہ اب اللہ پاک کی صفات کے بارے میں بحث چھیڑ دو۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے تحفہ میں اسکے متعلق بھی بڑے اچھے مضامین ہیں۔ ان کو خوب اچھی طرح دیکھو۔ اچھا اب حافظ صاحب! آپ کمرے سے باہر تشریف لائیے۔ پردہ اٹھائیے۔ بہت دنوں کے بعد یہ آئے ہیں۔ اور آپ کی زیارت کے مشتاق ہیں۔ ان کو سینہ سے لگائیے کہ اسلام کا نمایاں کام کرکے بمبئی سے پلٹے ہیں۔ اگر یہ وہاں نہیں پہونچتے تو مسلمانوں کی ذلت میں کوئی امر باقی نہیں تھا۔ مخالفین اسلام نے وہاں اودھم مچا رکھا تھا ان کے ذریعے اللہ پاک نے بڑا ہی فضل کیا۔

حافظ صاحب - بس رہنے دیجئے۔ آپ کو اسلام کی پڑی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ یہ کچھ دنوں کے بعد مذہب اہلسنت والجماعت پر حملہ کرینگے اور ان کی کاٹ کا کوئی علاج نہیں ہوگا۔ اے اللہ میں نے ہدایت کی شادی ان سے کیوں کی۔ اُس بچی کو میں نے بچپنے ہی میں لکھنؤ وغیرہ کیوں نہیں روانہ کر دیا کہ نہ یہاں رہتی نہ یہ سب فساد ہوتے۔ نہ میں موت کو تلاش کرتا۔

مولانا صاحب - لاحول ولا قوۃ۔ پھر وہی پاگل پنے کی باتیں۔ کیسا فساد۔ کیسا فتنہ؟ سب خواب و خیال کی باتیں ہیں۔ بہتر ہے کہ اب آپ اپنے غصہ کو روکیں۔ باہر نکلیں۔ ان کو ملنے کا موقع دیں۔ یہ پوری کوشش کرینگے کہ آپ کی آرزو بر لائیں اور ہدایت خاتون کو سچے مذہب میں داخل کر دیں۔ جب یہ ایسے زبردست عیسائیوں کو زیر کر آئے تو بیوی کو سنی بنانا کیا مشکل ہے۔

حافظ صاحب - نہیں جب تک یہ اُس کو کفر سے اسلام کی طرف نہیں لائینگے نہ میں ان کا منہ دیکھوں گا نہ اپنا منہ ان کو دکھاؤں گا۔ بس آگے سلام کلام۔ ملنا جلنا سب موقوف ہی رہیگا۔

مولانا صاحب - تو کس کا کیا بگڑ جائیگا؟ انسان کو اسی وقت تک گڑگڑائے جب تک اُسے ہنسی آئے۔ نہ یہ کہ رونے لگے کہ اسوقت پوری عداوت بلکہ بڑی جنگ و جدال کے سامان مہیا ہوتے ہیں۔

حافظ صاحب - تو گڑگڑاتا کون ہے؟ میں تو نوحہ و ماتم کر رہا ہوں۔ میں اپنا سر اور سینہ پیٹ رہا ہوں کہ کیوں ہدایت کی شادی میں نے ان سے کی۔ اگر وہ کسی شیعہ سے بیاہ دی گئی ہوتی تو نہ بحث ہوتی نہ مناظرہ ہوتا۔ دونوں کافر اور کافرن ایک جگہ رہتے۔ ہم لوگوں کا کچھ نہ بگڑتا مگر آپ نے مجھے سبز باغ دکھا کر اپنے لڑکے سے اس کی شادی کرلی۔ میں بھی اس پر خوش تھا کہ یہ ہدایت کو

ایمان کی روشنی میں لائینگے مگر افسوس سب امیدوں کا خاتمہ ہوگیا بلکہ کل تدبیریں الٹی پھسنے لگیں۔ وہ
خود تو ڈوبتی تھی ہی۔ میرے شہر بلکہ پوری ریاست کے اتنے بڑے پیشوا کے گھر کو بھی لے ڈوبیگی جب
مولوی رکن الدین ہی مذہب اہلسنت سے علحدہ ہو جائیں گے تو کتنی بڑی قیامت آجائے گی۔ یا اللہ
تجھے واسطہ اپنی رحمت کاملہ کا مجھے وہ ساعت نہ دکھانا۔ اے پاک پروردگار اس منحوس گھڑی کے
پہلے ہی تو مجھے دنیا سے اٹھالینا۔ مجھ سے اس وقت زندہ رہا ہی نہیں جائیگا۔ میں تو چھرا بھونک
کر مر جاؤں گا۔ یا زہر کھاکر سو رہوں گا۔ الہی خیر کیجیو۔ اے خدا دہائی ہے۔ اس وقت سے بچائیو۔

مولانا صاحب۔ توبہ انہیں کیا ہوگیا ہے۔ کس نے ان سے کہہ دیا کہ مولوی رکن الدین رافضی
ہو جائینگے۔ ان پر کوئی خبیث جن تو نہیں سوار ہو گیا ہے؟ ہے ضرور یہی بات۔ انہیں کسی
عامل کو دکھانا چاہیئے۔ بہتر ہے شرخ پوش صاحب بلائے جائیں اور وہ کوئی عمل کرکے ان کا
بھوت اتاریں۔ نہیں تو ان کی حالت اور زیادہ خطرناک ہوتی جائیگی۔ (مولوی رکن الدین صاحب سے)
اچھا اب واپس چلو۔ اس وقت جتنی کوشش کیجائیگی بدلطفی بڑھتی جائیگی بس ٹل جانا ہی بہتر ہے۔

حافظ صاحب۔ (کمرے کے اندر ہی سے) مولانا صاحب! آپ سمدھی کے رشتہ سے کل باتیں
کہے جاتے ہیں اور سب ہنسی میں شمار ہو جائینگی۔ مگر انصاف یہ ہے کہ آپ بڑا ظلم کر رہے ہیں۔ میرے
غیظ و غضب کو دوسرے معنے پر محمول کرکے بات بگاڑ رہے ہیں۔ اب بھی ہوش کیجیے۔ ورنہ یہ
آپکے ہاتھ سے نکل جائینگے۔ اس وقت سر پکڑ کر روتے پھرئیگا پھر کچھ بنائے نہیں بنیگا۔

مولانا صاحب۔ خیر دیکھا جائیگا۔ آپ چوڑیاں پہنے ہوئے کمرے کے اندر بیٹھے رہیئے
اس میں سے نکلنے کا کبھی نام نہ لیجیے گا۔ اگر اس وقت آنکھ مل گئے ہوتے تو نہ معلوم آپکا کیا حشر ہوتا یہی اخلاق کا حکم ہے؟

حافظ صاحب۔ اور آپ گلے میں ڈھول ڈالے ہوئے تمام بجاتے پھریں کہ صاحبزادے مناظرہ جیت گئے۔

اسکے بعد مولانا صاحب اور مولوی رکن الدین صاحب رخصت ہو گئے۔ راستہ میں ان لوگوں کے درمیان
اس طرح باتیں ہوئیں۔

مولانا صاحب۔ بیٹا! حافظ صاحب کی باتیں لاپروائی سے ٹالنے کے قابل نہیں ہیں۔ تم ابتک
کسی مسئلہ میں بھی کامیاب نہیں ہوئے۔ اب بہتر ہے کہ دلہن سے کہو کہ اگر اہلسنت والجماعۃ رویت خدا کے
قائل ہیں تو اس سے کہیں بدتر شیعوں کا عقیدۂ "بدا" ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ نے
اس کو بھی خوب لکھا ہے۔ بس اس پر ان کو ایسا پکڑلو کہ وہ چھوٹنے نہ پائیں۔ اس کا کوئی جواب وہ
دے ہی نہیں سکتیں۔ اس بدا سے تو شیعوں نے خدا کا بالکل جاہل ہونا ثابت کر دیا ہے۔

مولوی صاحب ۔ واقعاً مسئلہ بدا بڑا زبردست ہے۔ اس کو تو کوئی شیعہ کبھی کسی عقلی یا نقلی دلیل سے ثابت کر ہی نہیں سکتا۔ یہ توپ ہے جو رافضی مذہب کو اڑا کر رہیگی۔ اسے سب آسان ہو جائیگا۔

مولانا صاحب ۔ بس تم سب باتیں چھوڑو۔ ان سے کہو کہ اب ایک مسئلہ اور باقی ہے اگر تم اس کو صحیح نہ ثابت کر سکو تو تمھیں رافضی مذہب سے توبہ کر لینا پڑے گا۔ اس سے ان کو الگ نہ ہونے دو۔ وہ دوسرے مسئلہ میں تم کو الجھانا چاہینگی مگر تم ہرگز نہ ماننا۔ اس نسخہ کو اکسیر سمجھو۔

مولوی صاحب ۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے ان کو راہ راست دکھادے اور میری مدد کرے۔ کہ سب اُسی کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ نہ چاہے تو میں یا آپ کیا کر سکتے ہیں۔

دسواں باب

مسئلۂ بدا کی تحقیق

جب شب کو مولوی صاحب آرام کرنے کیلئے کمرے کے اندر گئے تو ان میں اور ہدایت خاتون میں اسس طرح باتیں ہوئیں۔

مولوی صاحب ۔ حافظ صاحب مجھ سے بہت خفا ہیں۔ کسی طرح میرا منہ تک دیکھنا نہیں چاہتے۔

ہدایت خاتون ۔ آج تم لوگ ان کے ہاں گئے تھے نا؟ پھر وہاں کیا باتیں ہوئیں؟۔

مولوی صاحب ۔ نہ معلوم کس پاجی نے ان سے کہہ دیا ہے کہ میں رافضی ہو گیا ہوں اور عنقریب اپنے اس تبدیل مذہب کا اعلان کرنے والا ہوں۔ آفتاب کا اگر مغرب سے نکلنا ممکن ہو جب بھی میرا رافضی ہونا تو محال ہی رہے گا۔ بلکہ میں تو جلدی بجائے تمھیں مسلمان کرنے والا ہوں۔

ہدایت خاتون ۔ وہ کیا خواب دیکھتے رہتے ہیں۔ کس نے ان سے یہ غلط خبر بیان کی کہ تم نے اپنا مذہب بدل دیا۔ میں کیا کوئی عالم محقق ہوں کہ میری معمولی باتوں پر تم شیعہ ہو جاؤ گے۔

مولوی صاحب ۔ بس رویت جناب باری کے متعلق جو میں تمھارے اعتراضات کا جواب نہ دے سکا۔ اسی پر انھوں نے یہ غلط نتیجہ پیدا کر لیا۔ اب میں اس کے عوض تمھارے ایسے اعتقاد کو پیش کرتا ہوں جو تنہا تمھارے پورے مذہب کو خاک سیاہ کر دیگا اور تم سنی ہو جاؤ گی۔

ہدایت خاتون ۔ تمھارا کیا کہنا ہے۔ جب پادری کریم الدین ایسے زبردست غنیم کو تم نے شکست دے دی تو تم سے کون مناظرہ کر سکتا ہے۔ مگر ذرہ جلدی بتاؤ کہ میرا وہ کون نیا مسئلہ

تمھیں ہاتھ لگا ہے۔ تم تو ہر مسئلہ میں یہی سمجھتے رہے کہ شیعہ باطل پر ہیں اور تم لوگ حق پر۔
مولوی صاحب۔ نہیں۔ پہلے تحفہ اثنا عشریہ لاؤ۔ بلکہ اس کا اردو ترجمہ ہے یہ مجیدیہ اٹھالو
تب میں کہوں گا۔ اللہ پاک نے چاہا تو پھر تم ایک منٹ کیلئے بھی رافضی نہیں رہو گا۔
ہدایت خاتون نے کتاب لاکر دیدی۔ مولوی صاحب نے اس کا صفحہ ۲۰۸ نکال کر کہا
اس کی سطر ۲ اسے پڑھو۔ اور انصاف سے بتاؤ کہ تمھارا مذہب خدا کا کیسا دشمن ہے۔ توبہ۔ توبہ
ہدایت خاتون۔ اس میں لکھا ہے "عقیدہ ہفتدہم یہ کہ اللہ تعالےٰ کو بدا جائز نہیں ہے
کس واسطے کہ حاصل بدا کا وہ ہے کہ حق تعالےٰ ایک چیز کا ارادہ فرمائے مصلحت
دوسری چیز میں ظاہر ہو کہ قبل اس سے ظاہر نہ تھی۔ پس ارادہ اول کو فسخ کرے اور دوسرے
کا ارادہ کرے۔ اس بات سے لازم آتا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ نا عاقبت اندیش ہے اور انجام
کاموں کو نہیں جانتا۔ تعالے اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ برتر ہے اللہ ان سب باتوں
سے بڑی برتری والا۔ زراریہ اور سالمیہ اور بدائیہ اور اور گروہ امامیہ سے جیسے مالک جہنی
اور دارم بن حکم اور ریان بن صلت اور سوا ان کے بدا تجویز کرتے ہیں۔ اور اسے کی
حضرات ائمہ سے روایت کرتے ہیں"۔
مولوی صاحب۔ ٹھہر جاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم اہلسنت والجماعۃ کا اعتقاد بدا نہیں
ہے اور تم رافضیوں کا اعتقاد ہے۔ معاذ اللہ اس سے بڑھ کر کفر کی بات کیا ہوگی کہ اللہ کو بدا ہو۔
ہدایت خاتون۔ خیر ابھی میں تمھاری خاطر سے مانے لیتی ہوں کہ تم سچ کہہ رہے ہو۔
مولوی صاحب۔ پھر۔
ہدایت خاتون۔ پھر۔
مولوی صاحب۔ یہ پھر کیا؟ اب لگیں تم اپنے نخروں سے ٹال مٹول کرنے۔ یہ
نہیں ہونیگا۔ بس اب تم کو رافضی مذہب سے توبہ کرنی ہوگی۔
ہدایت خاتون۔ تمھارے پھر کا جواب پھر تھا۔ تم بتاؤ بھی تو کہ پھر سے تمھارا کیا
مطلب ہے۔ اور اب کیوں مجھے اس مذہب سے توبہ کرنی ضروری ہو گئی؟
مولوی صاحب۔ یہی کہ تم لوگ بدا کے قائل ہو اور ہم لوگ ایسے کفریہ عقیدہ سے محفوظ ہیں۔
ہدایت خاتون۔ اور جو معلوم ہو جائے کہ تم لوگ بھی بدا کے قائل ہو۔ تب
اس جملہ پر مولوی صاحب پلنگ سے اٹھ بیٹھے اور تکیہ ٹیک کر بولے جھوٹ جھوٹ۔

افترا۔ بہتان۔ ہو نہیں سکتا۔ ناممکن۔ محال۔ بالکل غلط۔ اتہام۔ تم لوگ ہمیشہ جعل و فریب کی عادی ہو۔ جتنے رافضی ہیں وہ بس مکاری و عیاری ہی جانتے ہیں میں خوب پہچانتا ہوں۔

ہدایت خاتون۔ اے ہے تو تم ناچنے کیوں لگے۔ کیا بمبئی میں تم کسی عورت سے ناچنا بھی سیکھ کر آئے ہو؟ اگر جھوٹ ہے تو جانے دو۔ تم سے کوئی زبردستی تھوڑا ہی کر رہا ہے۔

مولوی صاحب۔ واہ کیسے جانے دوں۔ مہمل باتیں بکتی رہو گی! اور آخر میں کہو گی کہ جانے دو۔ اچھا جانے دینا ہے۔ اب سمجھ لو کہ میں تم سے تمہارا شوہر رہ کر مناظرہ نہیں کرونگا۔ مروت کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اسی سے تم شیر ہو گئیں۔ دیکھوں تو اب مجھ سے کیونکر جیتتی ہو۔

ہدایت خاتون۔ خیر۔ تم میری دلہن ہی بنکر مناظرہ کرنا۔ مگر ناچنا تو موقوف کرو۔ مولویوں کا ناچنا اچھا نہیں ہے۔ اگر یہ عادت رہیگی تو عیسائیوں اور آریوں کو خوب ہنسنے کا موقع ملیگا۔

مولوی صاحب۔ میں ناچوں یا بجاؤں۔ تمہیں کیا۔ تم نے جو کہا کہ اہلسنت والجماعت بھی بدا کے قائل ہیں۔ اس کفر سے توبہ کرو۔ ایسا صریح جھوٹ جیسے نہ سر کا پتا اور نہ پاؤں کا نشان۔

ہدایت خاتون۔ اور جو تمہاری ہی کتاب سے میں اس کو ثابت کر دوں تب تم شیعہ ہو جاؤ گے؟

مولوی صاحب۔ (بڑے غصہ میں جلدی سے) بے شک ہو جاؤنگا۔ ورنہ تم کو فوراً سنی ہو جانا پڑے گا۔ اس کی قسم کھا لو تب بولو۔ بس دو باتوں میں اب یہ روز کا قصہ ختم ہوا جاتا ہے

ہدایت خاتون۔ ہاں اگر میں تمہاری کتاب میں یہ مسئلہ نہ نکال سکی تو خدا کی قسم میں سنی ہو جاؤں گی۔ اور اگر میں نے صحیح بخاری سے نکال دوں تب؟ تم بھی اسی طرح قسم کھا لو۔

مولوی صاحب۔ تمہاری باتوں سے میرے بدن میں آگ لگی جاتی ہے۔ تم کسی معمولی چھوٹی مہمل کتاب میں تو دکھا نہیں سکتیں۔ بخاری شریف میں دکھانا تو تمہارے مجتہدوں سے بھی نہیں ہو سکتا۔ تم کیا چیز ہو۔ ان گیدڑ بھبکیوں سے کسی اور کو ڈرانا۔ میں خوب سمجھتا ہوں۔

ہدایت خاتون آہستہ سے اٹھیں اور الماری سے صحیح بخاری کی ایک جلد نکال کر لائیں۔ مولوی صاحب کو دے کر کہا۔

ہدایت خاتون۔ دیکھو تو یہ کون کتاب ہے۔ اس کے مصنف کا کیا نام ہے اور کہاں چھپی ہے

مولوی صاحب۔ تم نے کیا مجھے اندھا سمجھ لیا ہے۔ بخاری شریف ہے۔ اس کے مصنف حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں اور یہ مصر میں چھپی ہے۔ اس کی دوسری جلد یہ ہے

ہدایت خاتون۔ اس کا صفحہ ۱۴۷ نکالو اور پڑھو تباؤ کیا لکھا ہے۔

مولوی صاحب۔ سنو۔ احدثہ انہ سمع رسول اللہ یقول ان ثلاثۃ فی بنی اسرائیل ابرص واعمی واقرع بدا للّٰہ عزوجل ان یبتلیھم۔ ارے۔ رے۔ رے۔ اس میں تو صاف بدا اللہ لکھا ہے۔ ذرہ ٹھہر جاؤ۔ میں اچھی طرح دیکھ لوں۔ مولوی صاحب دیکھ اس حدیث کو دیکھتے رہے اور اس میں غور و فکر کرتے رہے۔ چہرے پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا رہا۔

ہدایت خاتون۔ سوچتے کیا ہو۔ یہ بتاؤ کہ صحیح بخاری کی کس کتاب کس باب میں یہ ہے۔ اور اس میں بدا اللہ ہے یا نہیں۔ اسکے بعد مطلب کے متعلق باتیں ہونگی۔ ابھی گھبراتے ہو کیوں ہو۔

مولوی صاحب۔ بخاری شریف پارہ ۱۳ کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل میں ہے کیا کہوں۔ میری عقل معلوم ہوتا ہے زائل ہو گئی ہے۔ اس میں تو صاف بدا اللہ لکھا ہے۔ اب تو مجھے شیعہ ہو جانا پڑے گا۔ سچ بتانا تمھاری طرح میں نے تو رافضی ہو جانے کی قسم نہیں کھائی تھی۔

ہدایت خاتون۔ نہیں ابھی کیا جلدی ہے۔ اچھا اس حدیث کا ترجمہ کرو۔

مولوی صاحب۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت رسولخدا کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے ایک سفید داغ والا ابرص۔ دوسرا اندھا۔ تیسرا گنجا۔ جس کے سر پر بال نہیں تھے۔ اللہ کو ان لوگوں کے بارے میں بدا ہوا کہ ان کا امتحان کرے۔ یا ان کو آزمائش میں ڈالے۔

ہدایت خاتون۔ اسی طرح کتاب تیسیر الوصول و کنز العمال وغیرہ میں ہے۔ اگر کہو تو وہ کتابیں بھی نکال لاؤں۔ بلکہ تمھاری حدیث کی سیکڑوں کتابوں میں اس مضمون کو نکال سکتی ہوں۔

مولوی صاحب۔ نہیں جب بخاری شریف ایسی کتاب میں ہے جو قرآن شریف کے برابر درجہ رکھتی ہے تو پھر اور کسی کتاب کی کیا ضرورت ہے۔ مگر ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کا مطلب کچھ اور ہو اور تم لوگوں کے بدا کا مطلب کچھ اور ہو جس سے خدا کا جاہل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ہدایت خاتون۔ ہاں تو وہ مطلب بھی تم بیان کرو کہ اب تم کو شیعہ کر لینا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے بشرطیکہ تم اپنے وعدہ کی شرم کرو۔ مذہبی تعصب نہ برتو کہ اس وقت میں مجبور ہو گئی۔

مولوی صاحب۔ نہیں وعدہ کیسا۔ وہ میں نے یوں ہی کہہ دیا تھا۔ میں کافر ہونا کب پسند کر سکتا ہوں۔ قسم کھانے پر بھی کافر ہو جانا تو کبھی خدا کو پسند نہیں آ سکتا۔

ہدایت خاتون۔ خیر تم شیعہ نہ ہو۔ مجھے آ سنی کر لو۔ میں قسم کھا چکی ہوں۔ اس کی پابندی کروں گی۔ میں تو صرف حق چاہتی ہوں اگر دوسرے مذہب میں ملے تو کیوں عذر کروں۔

ص عن اسحاق بن عبداللہ قال حدثنی عبدالرحمن بن ابی عمرۃ ان ابا ہریرۃ

مولوی صاحب۔ اچھا کسی لغت کی کتاب میں دیکھو کیا لکھا ہے۔ اسکے بعد باتیں ہوں۔

ہدایت خاتون۔ پہلے یہ بتاؤ کہ جیسی حدیث میں نے تمھاری کتاب سے پیش کی ہے ویسی میری بھی کوئی حدیث بدا کی ہے۔ میں واقف ہوں مگر تم کہو تب میں اور باتیں کروں۔

مولوی صاحب۔ مشہور حدیث ہے کہ تمھارے امام جعفر صادق نے کہا ہے ما بدا للہ کما بدا لہ فی اسماعیل ابنی۔ جیسا اللہ کو میرے بیٹے اسماعیل کے بارے میں بدا ہوا ویسا بدا اس کو کبھی نہیں ہوا۔ شاہ صاحب کی تحفہ میں اور بھی کئی حدیثیں اسی قسم کی ہیں۔

ہدایت خاتون۔ اللہ تمھارا بھلا کرے۔ بس جس طرح تمھاری کتاب میں ہے کہ اللہ کو ابرص واعمے واقرع کے بارے میں بدا ہوا اسی طرح تو میری حدیث بھی تم نے پیش کی۔ اب اگر یہ اعتقاد کفر ہے تو تم اور میں برابر ہوں۔ اور اگر ایمان کے خلاف نہیں ہے تو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ بلکہ تم لوگوں کا اعتراض محض مذہبی تعصب سمجھا جائیگا اور ہے بھی ایسا ہی۔

مولوی صاحب۔ ذرہ لغت کی کتابیں تو دیکھو۔ شاید اس سے کوئی نیا مطلب پیدا ہو۔

ہدایت خاتون۔ دیکھو تمھارے مولانا وحید الزمان خانصاحب حیدرآبادی لکھتے ہیں "بدا اللہ ان یبتلیھم۔ اللہ تعالے نے اُن کے آزمانے کا ارادہ فرمایا۔ بعضوں نے بدا الف سے روایت کیا ہے یہ غلط ہے کیونکہ بدا کے معنے ایک چیز کا حال ٹھیک اب معلوم ہونا پہلے معلوم نہ ہونا اور یہ اللہ تعالے کے حق میں محال ہے اور گمراہ فرقوں نے اس کو اللہ تعالے کیلئے جائز رکھا ہے۔" (انوار اللغۃ پ ۲ صفحہ ۱۰۸) سمجھتے ہو۔ مولانا صاحب نے گمراہ فرقوں کا لفظ کہہ کر کس پر چوٹ کی ہے۔ یہ ہم ہی غریب اور مظلوم شیعہ ہیں۔ کہ وہی بات تمھارے ہاں ہے تو درست ہے اور میرے ہاں ہے تو غلط ہے اور قابل اعتراض لائق گردن زدنی

مولوی صاحب۔ اب تو تم بگڑ گئیں۔ بخاری شریف کی حدیث کا مطلب تو واضح ہو گیا کہ اللہ نے ان کے آزمانے کا ارادہ فرمایا نہ یہ کہ معاذ اللہ اللہ کو بدا ہوا جو کفر کی بات ہے۔

ہدایت خاتون۔ تو وہی ترجمہ میری حدیث ما بدا للہ کما بدا للہ فی اسماعیل ابنی کا کیوں نہیں مانتے کہ خدا نے جس طرح اسماعیل کے بارے میں چاہا اس طرح کسی کے بارے میں نہیں چاہا

مولوی صاحب۔ اس کا جواب تو میرے پاس نہیں ہے مگر شاہ صاحب نے تو تحریر فرمایا کہ "حاصل بدا کا وہ ہے کہ حق تعالے ایک چیز کا ارادہ فرمائے مصلحت دوسری چیز میں ظاہر ہو کہ قبل اس سے ظاہر نہ تھی پس ارادہٗ اول فسخ کرے اور دوسرے کا ارادہ کرے اس بات

سے لازم آتا ہے کہ وہ تعالےٰ نا عاقبت اندیش ہے۔ اور انجام کاموں کو نہیں جانتا۔"
ہدایت خاتون ۔ میں تمہاری کتابوں سے تو بدا کو بتا چکی۔ اب اپنی کتاب سے بتاتی ہوں۔ سنو۔ خدائے تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وواعدنا موسیٰ ثلٰثین لیلۃ واتممنٰھا بعشر۔ اس کا ترجمہ تم کرو اور بتاؤ یہ آیۃ ہے یا نہیں ہے تو کس پارہ اور کس سورہ میں ہے۔
مولوی صاحب ۔ یہ آیۃ ہے کیوں نہیں پارہ ۹ سورہ اعراف کے رکوع ۱۷ میں موجود ہے۔ ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ سے توریت دینے کیلئے تیس راتوں کا وعدہ کیا۔ اور ہم نے اس میں دس راتیں زیادہ کر دیں۔
ہدایت خاتون ۔ یہ بتاؤ کہ خدا نے پہلے جو تیس راتوں کا وعدہ کیا اُس کے ارادہ سے تھا یا بے ارادہ۔ ذرہ سنبھل کر جواب دینا۔ دیکھوں تو تمہارا علم و فضل کتنا زور دکھاتا ہے۔ اب فیصلہ کی گھڑی آگئی۔
مولوی صاحب ۔ خدا کا کوئی کام بے ارادہ تو ہوتا نہیں ہے۔ تیس راتوں کا وعدہ بھی اسکے ارادہ ہی سے تھا۔ اس کو بغیر ارادہ کے کون کہہ سکتا ہے۔
ہدایت خاتون ۔ اور خدا نے جو دس راتوں کا اضافہ کیا یہ بھی اسکے ارادہ سے تھا یا بے ارادہ یا بے سمجھے بوجھے؟ دیکھوں اب تم کون راہ نکالتے ہو۔ جاوہ کن راجاوہ در پیش۔
مولوی صاحب ۔ یہ بھی ارادہ ہی سے ہوا۔ اس کا کوئی فعل بے سمجھے بوجھے نہیں ہو سکتا۔
ہدایت خاتون ۔ تو خدا نے یہ دس راتیں کیوں اضافہ کیں۔ اسکی کوئی وجہ تم بتا سکتے ہو؟
مولوی صاحب ۔ دس راتوں کے بڑھانے میں اس کو مصلحت نظر آئی۔ اسی وجہ سے اضافہ کر دیں۔
ہدایت خاتون ۔ بس اب میدان صاف ہے۔ تمہارے شاہ صاحب نے یہی تو لکھا ہے کہ "حاصل بدا کا وہ ہے کہ حق تعالےٰ ایک چیز کا ارادہ فرمائے مصلحت دوسری چیز میں ظاہر ہو کہ قبل اس سے ظاہر نہ تھی۔ پس ارادۂ اول کو فسخ کرے اور دوسرے کا ارادہ کرے۔ اس بات سے لازم آتا ہے کہ وہ تعالےٰ نا عاقبت اندیش ہے اور انجام کاموں کو نہیں جانتا۔" اسی عبارت کے مطابق آیہ کا ترجمہ اب میں کرتی ہوں کہ "خدا نے تیس راتوں کا ارادہ فرمایا۔ مصلحت دس راتوں کے اضافہ کرنے میں ظاہر ہوئی کہ قبل اس سے ظاہر نہ تھی۔ پس ارادۂ اول (تیس راتوں کے وعدہ) کو خدا نے منسوخ کیا اور دوسرے (دس راتوں کے اضافہ) کا ارادہ کیا۔ اس بات سے لازم آتا ہے کہ وہ تعالےٰ نا عاقبت اندیش ہے اور انجام کاموں کو نہیں جانتا۔" ذرہ انصاف کا دامن لئے رہنا۔ سچ بتاؤ جو اعتراض شاہ صاحب نے بدا پر کیا ہے بالکل وہی اعتراض اس آیت پر بھی وارد ہوا یا نہیں۔ خدا نے پہلے ہی چالیس راتوں

کا وعدہ کیوں نہیں کیا جو اس کو اپنا سابق ارادہ فسخ کر کے دوسرا ارادہ یعنی دس راتوں کا اضافہ کرنا پڑا۔ یہی بدا ہے جس پر تم لوگوں نے آسمان و زمین کو سر پر اٹھا لیا ہے اور شور کر رکھا ہے کہ شیعہ خدا کے لئے بدا کو جائز سمجھتے ہیں۔

مولوی صاحب۔ تم نے ایسی تقریر کی کہ میں بالکل مبہوت ہونے لگا۔ اور یہ آیت تو ایسی پیش کی کہ جو اعتراض شاہ صاحب نے بدا پر کیا وہ لفظ بہ لفظ بلکہ حرف بہ حرف اس آیۃ پر بھی چسپاں ہوتا ہے۔ اس کی تفسیر میں جناب مولانا حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی تحریر فرماتے ہیں " موسیٰ علیہ السلام سے خدا نے وعدہ کیا تھا کہ تم کوہ طور پر آکر ایک مہینے تک عبادت الٰہی کرو تو ہم تم کو توراۃ عنایت کریں گے۔ یہ شاید اسی طرح کی خلوت تھی جو ہمارے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے غار حرا میں کیا کرتے تھے۔ بہر کیف پھر خدا نے ایک مہینے کا چلہ کر دیا تاکہ موسیٰ اپنا پورا تزکیہ کر لیں۔ چنانچہ چلہ پورا ہوئے پیچھے اُن کو توراۃ ملی اور طور پر سے رخصت ہوتے "۔

ہدایت خاتون۔ یہی تو بدا ہوا کہ خدا نے پہلے حضرت موسیٰ سے ایک مہینہ کا معاملہ کیا۔ لبعد کو اسے مصلحت نظر آئی کہ موسیٰ سے ایک مہینہ نہیں بلکہ چالیس راتوں کا معاملہ کرے۔ اب جو اعتراض شیعوں پر کرتے ہو قرآن مجید پر بھی کرو۔ جو بھی تاویل کرو گے اس میں خود پھنسو گے کیونکہ خدا نے پہلے تیس راتوں کا وعدہ بھی لبغیر مصلحت سمجھے نہیں کیا ہوگا۔ اور چالیس راتوں کا معاملہ بھی لبغیر مصلحت بے سمجھے نہیں کیا۔

مولوی صاحب۔ یہ تم نے پہاڑ ایسا اعتراض کر دیا۔ اس آیت کے متعلق تو شاہ صاحب بھی کچھ نہیں بول سکتے۔ اچھا اب تم بدا کا کوئی واضح مطلب بتا دو۔

ہدایت خاتون۔ اس کا مطلب بالکل صاف ہے کہ خدا علیم و خبیر ہے اور اُس کا کوئی فعل حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا جس وقت کسی شخص یا کسی چیز یا کسی زمانہ کے متعلق جو مصلحت دیکھتا ہے اسکے مطابق نیا حکم جاری کر دیتا اور سابق حکم اٹھا لیتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ کی حدیث کا مطلب بھی یہ ہے کہ پہلے خدا کو حضرت اسمٰعیل کے زندہ رکھنے میں مصلحت نظر آئی اور لبعد کو اُنکے اٹھا لینے میں مصلحت دکھائی دی تاکہ لوگ آپ کو ساتواں امام نہ مان لیں۔

مولوی صاحب۔ تو اب اُس حدیث کا ترجمہ کرو۔ دیکھو کیا عبارت ہوتی ہے۔

ہدایت خاتون۔ عبارت یہ ہوئی کہ خدا کی جیسی مصلحت میرے فرزند اسمٰعیل کے بارے میں ظاہر ہوئی ایسی مصلحت پہلے نہیں ظاہر ہوئی۔ کیونکہ خدا نے کسی امام کے کسی فرزند کو اس وجہ سے نہیں اٹھا لیا کہ لوگ اس کو بعد میں امام سمجھنے لگیں گے۔ البتہ اسمٰعیل کو خدا نے اسی مصلحت سے اٹھایا۔

یعنی اوروں کو خدا اس وجہ سے موت نہیں دیتا کہ لوگ اُن کو بعد میں امام سمجھنے لگیں گے بلکہ اور وجوہ و اسباب سے موت دیتا ہے برخلاف اسماعیل کے کہ ان کو اس وجہ سے اٹھایا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ حضرت جعفر صادقؑ کے بعد امام نہیں ہیں۔ اسلئے کہ علم پروردگار میں تو حضرت کے بعد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام امام تھے۔ پس حجت تمام کرنے کی غرض سے خدا نے حضرت امام جعفر صادقؑ کی حیات ہی میں جناب اسماعیل کو دنیا سے اٹھا لینا پسند کیا اور اپنی حجت تمام کر دی۔ اسی کے قریب اس حدیث کا مطلب بھی ہے جو حضرت نے فرمایا ما بدا للہ بداء کما بدا لہ فی اسماعیل ابی اذا امرہ بذبحہ ثم فداہ بذبح عظیم۔ یعنی ہمارے باپ حضرت اسماعیل فرزند حضرت ابراہیم کے بارے میں اللہ کی جیسی مصلحت ظاہر ہوئی ویسی مصلحت کسی اور (دینی) کے بارے میں نہیں ظاہر ہوئی اسلئے کہ خدا نے پہلے جناب ابراہیم کو حکم دیا کہ اسماعیل کو ذبح کریں پھر اس کو ذبح عظیم سے بدل دیا۔ اس مشہور واقعہ کو تو جانتے ہی ہو۔ پہلے خدا نے اس بات میں مصلحت دیکھی کہ حضرت اسمٰعیل کے ذبح کا حکم دے بعد کو مصلحت دیکھی کہ اس حکم کو اٹھا کر ان کو بچا لے۔ بس یہی بدا رہے۔ اچھا بتاؤ تو خدا نے حضرت ابراہیم کو پہلے یہ حکم کیوں دیا کہ اسمٰعیل کو ذبح کریں۔ اور جب وہ آمادہ ہوئے تب اس حکم کو کیوں بدل دیا۔

مولوی صاحب ۔ خدا نے پہلے اُس حکم ذبح میں مصلحت دیکھی بعد کو اس کے بدل دینے میں مصلحت نظر آئی۔

ہدایت خاتون ۔ تو اس پر بھی وہی اعتراض ہوتا ہے جو شاہ صاحب نے بدا پر کیا ہے۔ اس طرح کہ "حق تعالے نے ایک چیز (ذبح اسمٰعیل) کا ارادہ فرمایا۔ مصلحت دوسری چیز (ذبح عظیم کا فدیہ قرار دینے) میں ظاہر ہوئی کہ قبل اس سے ظاہر نہ تھی۔ پس ارادہ اول (ذبح جناب اسماعیل) کو فسخ کیا اور دوسرے (فدیہ ذبح عظیم) کا ارادہ کیا۔ اس بات سے لازم آتا ہے کہ وہ تعالے ناعاقبت اندیش ہے اور انجام کاموں کا نہیں جانتا" دیکھوں تم بدا کے مسئلہ میں کہاں تک کامیاب ہوتے ہو۔ قرآن مجید ہی میں سیکڑوں واقعہ ملتے جائینگے۔

مولوی صاحب ۔ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ بالکل وہی اعتراض اس پر بھی ہوتا ہے۔ کیا کہوں کچھ بولا نہیں جاتا۔

ہدایت خاتون ۔ اچھا بتاؤ پہلے مسلمانوں کا قبلہ کیا تھا۔ جلدی نہ کرنا۔ خوب سوچ سمجھ کر جواب دینا۔

مولوی صاحب ۔ یہ بھی کوئی چھپی ہوئی بات ہے۔ بیت المقدس قبلہ تھا۔ اس میں کیا رکھا ہے

کہ سوچوں ۔

ہدایت خاتون ۔ اور اب کیا ہے؟ وہی ہے یا اور کوئی چیز۔ نتیجہ تو بعد کو خود نکلیگا۔

مولوی صاحب ۔ نہیں اب تو خانۂ کعبہ ہے ۔ جس کو تم بھی جانتی ہو۔ فضول سوالات میں کیوں وقت ضایع کرتی ہو۔

ہدایت خاتون ۔ تو پہلا قبلہ کیوں بدلا۔ اور دوسرا قبلہ کس وجہ سے مقرر ہوا۔ اس کی تحقیق کرو۔

مولوی صاحب ۔ اس لئے کہ خدا نے آنحضرتؐ کو حکم دیا فول وجھک شطر المسجد الحرام و حیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ ۔ اے رسول اب تم نماز پڑھتے وقت خانہ کعبہ کی طرف اپنا منہ کر لیا کرو۔ اور مسلمانو! تم بھی جہاں کہیں ہو اکر واسی کی طرف کو اپنا منہ کر لیا کرو (پ۲ ع ۱)

ہدایت خاتون ۔ اس ترجمہ کا مطلب شاہ صاحب کے مطابق یہی تو ہوا کہ "حق تعالے نے مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس کو قرار دیا ۔ مصلحت دوسری چیز (خانۂ کعبہ کے قبلہ کرنے) میں ظاہر ہوئی کہ قبل اس سے ظاہر نہ تھی ۔ پس پہلی تجویز (بیت المقدس کے قبلہ پر قرار رکھنے) کو خدا نے فسخ کیا ۔ اور دوسری (خانۂ کعبہ کے قبلہ قرار دینے) کا ارادہ کیا ۔ اس بات سے لازم آتا ہے کہ وہ تعالے ناعاقبت اندیش ہے اور انجام کاموں کو نہیں جانتا۔"

مولوی صاحب ۔ تبدیل قبلہ کا مضمون بھی نہایت زبردست ہے ۔ اب تو بدا پر کوئی اعتراض ہو ہی نہیں سکتا ۔ مگر پھر بھی اسکی حقیقت اچھی طرح میری سمجھ میں نہیں آئی کہ مسئلہ بدا کے اختیار کرنے کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی ۔

ہدایت خاتون ۔ بات یہ ہے کہ خدائے کریم ہر شئے کا عالم اور ہر چیز پر قادر ہے ۔ اور جانتا ہے کہ کس وقت کس چیز کی ضرورت ہے اور کس شخص کے لئے کون سا حکم مناسب ہے ۔ لہٰذا اُس وقت یا اُس شخص کی مصلحت کے موافق اپنے معین کردہ امور میں ردّ و بدل کر دیتا ہے ۔ جیسے حضرت موسٰیؑ کیلئے پہلے تیس راتوں کا وعدہ کیا ۔ بعد کو اسے بدل کر چالیس راتیں کر دیں ۔ یا پہلے مسلمانوں کیلئے قبلہ خود ہی بیت المقدس کو قرار دیا ۔ بعد کو آپ ہی اسے بدل کر کعبہ کر دیا ۔ یا پہلے حضرت اسماعیل کے ذبح کرنے کا حکم دیا بعد کو اسے بدل دیا ۔ اور انبیاء و مرسلین کو اکثر اوقات بعض امور کے مقرر ہو جانے سے مطلع تو کر دیتا ہے ۔ مگر حسب مصلحت ان امور کے بدل دینے کی خبر نہیں دیتا ۔ یا تغیر کی خبر بھی دیدیتا ہے لیکن ان تغیرات کے ظاہر کرنے کا حکم نہیں دیتا ۔ غرض خدا ہر چیز کا عالم بھی ہے اور فاعل مختار بھی ۔ وہ جس وقت کسی امر کے صادر کرنے کا ارادہ کرتا ہے اُس کو واقع کر دیتا ہے اور جب اس کے اٹھالینے

میں مصلحت دیکھتا ہے تو اس کو ہٹا دیتا اور اُس کی جگہ پر دوسرا امر یا دوسری شئے پیدا کر دیتا ہے۔ اسی طرح جب وہ دیکھتا ہے کہ فلاں امر کے بجالانے میں مصلحت ہے تو اس کے مطابق حکم صادر فرماتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ اب اس حکم کی تعمیل یا اس کی موجودگی سے کوئی خرابی پیدا ہوگی تو اس سے منع کر دیتا ہے۔ جیسے ایک مذہب کو منسوخ کر کے دوسرا مذہب جاری کرنا۔ یا ایک پیغمبر کے بعد دوسرے پیغمبر کا بھیجنا۔ کچھ زمانہ تک شراب کو حرام نہ کرنا اور بعد کو حرام کر دینا۔ پس اس کے اسی علم و اختیار کے اعتقاد کا نام بدا ہے۔ غرض جو شخص خدا کو علیم و خبیر جانتا اور اسکے ساتھ اسے فاعل مختار مانتا ہے اور اس امر کا بھی اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ جو چاہے کرے اور جس چیز کی جگہ چاہے دوسری چیز پیدا کر دے اور جس امر کو چاہے مقدم کر دے اور جس کو چاہے مؤخر کر دے۔ جس کام کا جس وقت اور جس کے لئے چاہے حکم دے اور جس فعل سے جب چاہے روک دے ایسے ہی شخص کے بارے میں کہا جائیگا کہ یہ بدا کا اقرار کرتا ہے اسلئے کہ بدا کا مطلب اور اسکی غرض یہی ہے۔

مولوی صاحب ۔ پھر بدا اور نسخ تو ایک ہی ہوا۔ دو باتیں کیوں سمجھی گئیں۔

ہدایت خاتون ۔ ان بدا اور نسخ تقریباً ایک ہی صورت کے ہیں۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ نسخ تشریع سے متعلق ہوتا ہے اور بدا تکوین سے۔ جیسے بیت المقدس پہلے قبلہ تھا۔ اب اس کو موقوف کر کے خانہ کعبہ قرار دے دیا گیا۔ یہ نسخ ہے۔ اور کسی کی عمر زائد کر دینا یا کسی کی کم کر دینا یہ بدا ہے۔ حضرت اسماعیل کے ذبح کا حکم دے کر اس کو بدل دینا بھی بدا ہی تھا۔

مولوی صاحب ۔ تو شیعوں نے اس مسئلہ کو اتنا مہتم بالشان کیوں کر دیا۔ اس کا اعتقاد نہ ظاہر کرتے تو کیا بگڑ جاتا۔

ہدایت خاتون ۔ بات یہ ہے کہ اس مسئلہ بدا سے اُن لوگوں کی غلطی کا ظاہر کرنا مقصود ہوا جو کہتے ہیں کہ خدا کو جو کچھ کرنا تھا سب کر چکا۔ اب وہ ہر بات سے فارغ ہے۔ بیکار بیٹھا ہوا گویا ڈھنگا ہو گیا ہے۔ اب اُس کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ اگر غور کرو تو قرآن مجید بدا کی تحقیق سے بھرا ہوا ہے۔ خدا فرماتا ہے قالت الیھود ید اللہ مغلولۃ ۔ یہودی کہتے ہیں کہ خدا کا ہاتھ بندھا ہوا ہے (پارہ ۶ سورۂ مائدہ آیت ۶۴) یعنی اس کو جو کچھ کرنا تھا اور جس کیلئے جو کچھ مقدر کرنا تھا شروع ہی میں معین اور مقدر کر چکا۔ اب وہ نہ تو کسی چیز کی ذات میں تغیر کر سکتا ہے نہ اس کے صفات و حالات میں۔ نہ اس کے احکام کو بدل سکتا ہے اور نہ آثار کو۔ اس بارے میں اُس کے ہاتھ بالکل بندھے ہوئے ہیں۔ اور وہ محض بیکار و معطل ہے۔ ان کے جواب میں خدا فرماتا ہے غلت ایدیھم ولعنوا بما قالوا بل

یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء۔ یعنی خود یہودیوں ہی کے ہاتھ بندے ہوئے ہیں اور اُن پر اسی کلام باطل کی وجہ سے لعنت کی گئی ہے بلکہ اُس کے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ پس جس کو جو کچھ جس طرح چاہتا ہے دیتا ہے۔ (پارہ ۶ رکوع ۱۳) اس آیۃ کی تفسیر میں ہے کہ یہودی کہا کرتے تھے خدا اپنے حکم سے اور موجودات عالم میں تصرف اور آنے والی چیزوں میں تغیر و تبدل کرنے سے یقیناً فارغ ہو چکا ہے۔ غرض یہودیوں نے درحقیقت ہاتھ بندہا مراد نہیں لیا بلکہ وہ یہ کہتے تھے کہ خدا کو ہر چیز کے متعلق جو حکم کرنا تھا کر کے یقیناً فارغ ہو چکا۔ اب نہ تو کوئی حکم اس میں بڑہا سکتا ہے اور نہ گھٹانے پر قادر ہے۔ اس سبب سے خدا اُن کی تکذیب کرتا اور ان کے کلام کی رد کر رہا ہے کہ عاجز و مجبور وہی ہیں۔ اور اُن پر اس فاسد عقیدہ کی وجہ سے لعنت ہے۔ بلکہ خدا کے اختیارات وسیع ہیں۔ وہ جس کو چاہتا ہے بڑہاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گھٹاتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے مقدم کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے موخر کرتا ہے۔ غرض وہ صاحب قدرت کاملہ و ارادہ مستقلہ ہے۔ علامہ فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ بعض یہودی فلسفی مذہب پر تھے اور اس امر کا اعتقاد رکھتے تھے کہ خدا مجبور ہے۔ جو قانون اور اصول دنیا کے انتظامات کا اس نے مقرر کر دیا ہے اس کو بدل نہیں سکتا اور اسکے خلاف کو پیدا اور موجود کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔ اسی تغیر و تبدل پر قدرت نہ رکھنے کو یہودیوں نے ہاتھ بندھے سے تعبیر کیا ہے (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۶۲۹)

مولوی صاحب۔ اس بیان کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔ میں بھی جانتا ہوں کہ یہودی ایسا کہتے تھے۔

ہدایت خاتون۔ بس انہیں کے خلاف شیعہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا ہر وقت اختیار رکھتا ہے جس چیز کو چاہے بدل دے۔ جس حکم کو چاہے معطل کر دے۔ جس امر کو چاہے موقوف کر دے۔ اسی مطلب کو یہ آیت بھی بتاتی ہے۔ یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب۔ خدا جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا اور جس کو چاہتا ہے ثابت کر رکھتا ہے اور اسکے پاس اصل کتاب (لوح محفوظ) موجود ہے (پارہ ۱۳ رکوع ۱۲) امام رازی و بیضاوی وغیرہ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں خدا نے اپنا اختیار ظاہر کیا ہے کہ وہ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا اور جس چیز کو چاہتا برقرار رکھتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے رزق و عمر زائد کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے کم کر دیتا ہے۔ اُس کو اختیار ہے جو چاہے کرے۔ اور یہ خدا نے اس لئے فرمایا ہے کہ لوگ دنیا کی طرف متوجہ ہو کر اسے بھول نہ جائیں۔ (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۲۱۰ بیضاوی صفحہ ۴۲۲) اسی طرح خدا فرماتا ہے یزید فی الخلق ما یشاء ان اللہ

علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ مخلوقات کی پیدائش میں جو چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر و توانا ہے (پارہ ۲۲ رکوع ۱۳) یہ بھی دیکھو کہ فرماتا ہے کل یوم ھو فی شان۔ خدا ہر وقت ایک شان میں ہے (پارہ ۲۷ رکوع ۱۲) غرض بکثرت آیات ہیں جن میں خدا کی کامل قدرت اور پورے اختیارات اور لحظہ بہ لحظہ تصرفات کا ذکر ہے۔

مولوی صاحب۔ میں یہ مانتا ہوں کہ خدا ہر شئے کے تغیر و تبدل اور محو و اثبات پر قادر ہے۔

ہدایت خاتون۔ اب ایک دلچسپ واقعہ سنو۔ اس سے معلوم ہوگا کہ خدا حسب مصلحت کسی امر میں تغیر و تبدل کر دیتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کو کبھی وہ تغیر معلوم ہوتا ہے اور کبھی نہیں معلوم ہوتا۔ اسی وجہ سے ایسی باتوں کو بدا سمجھا جاتا ہے۔ جب جناب یونس نبی علیہ السلام اپنی قوم سے عاجز آگئے تو غضب ناک ہو کر دعا کی کہ ان پر عذاب نازل ہو۔ اور جب قبول دعا کے آثار دیکھ لئے تو اپنی قوم سے فرمایا ان العذاب یاتیکم بعد ثلثۃ ایام۔ اے قوم تم پر تین دن کے بعد عذاب آجائے گا۔ یہ فرما کر اپنی قوم سے جدا ہو ایک پہاڑ کی طرف چلے گئے۔ پس جب آپ کی قوم کے قریب خدا کا عذاب پہونچا اور اتنا نزدیک ہو گیا کہ سیاہ ابر اور دھوئیں کی وجہ سے راہیں اندھیری ہو گئیں اور اُن لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ یونس کی دعا مقبول ہو گئی اور اب ہم لوگ ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ کیونکہ وہ وعدہ کر گئے ہیں کہ عذاب تین دن میں آجائے گا۔ تب ان لوگوں نے جناب یونس کو تلاش کرنا شروع کیا۔ جب نہیں پایا تو ایک جنگل میں اپنی بی بیوں اور بچوں کو لے کر بھاگ گئے اور دودھ پیتے بچوں کو اُن کی ماؤں سے علیحدہ کر دیا۔ پھر گڑگڑا کر خدا کی درگاہ میں دعا کی اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنے لگے۔ اس پر دریائے رحمتِ الٰہی کو جوش آگیا۔ خدا نے اُن کے عذاب کو برطرف کر دیا۔ پس جب حضرت یونس کو عذاب ٹل جانے کی اطلاع ہوئی تو اپنی قوم میں اس خیال سے نہیں گئے کہ آپ کی قوم آپ کو جھوٹا کہیگی (تفسیر بیضاوی جلد ا صفحہ ۳۶۷ و تاریخ روضۃ الصفا جلد ا صفحہ ۱۱۹) اس واقعہ سے واضح ہوا کہ خدا نے جس عذاب کا ارادہ کر لیا تھا بلکہ اس کو نازل کر دیا تھا اس میں جدید مصلحت پیدا ہو جانے کی وجہ سے تغیر کر دیا جس کا علم حضرت یونس نبی کو نہیں تھا۔ اسی وجہ سے وہ اپنی قوم میں جاتے ہوئے خوف زدہ ہوئے کہ قوم انہیں جھوٹا کہیگی۔ غرض خدا ہر شئے پر قادر اور ہر شئے کا عالم ہے اور حسب مصلحت جس چیز میں چاہتا ہے تغیر کر دیتا ہے جس کا علم بعض اوقات انبیاء کو بھی نہیں ہوتا۔ اسی کا نام بدا ہے۔ ایک اور واقعہ سن لو۔ کعب الاحبار بیان کرتے تھے کہ بنو اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا ہم اس کو جب یاد کرتے ہیں تو عمر کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور

جب عمر کو یاد کرتے ہیں تو اُس کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اُس بادشاہ کے شہر میں ایک نبی تھے جن پر وحی نازل ہوا کرتی تھی۔ پس خدا نے اُن نبی پر وحی نازل کی کہ اس بادشاہ سے کہو کہ سلطنت کو کسی شخص کے سپرد کر دے اور وصیت لکھ ڈالے کیونکہ تیسرے دن مرنے والا ہے۔ اُن نبی نے اُس بادشاہ کو خبر کر دی۔ جب تیسرا دن آیا تو وہ بادشاہ غش کھا کر اپنے تخت اور دیوار کے درمیان گر گیا پھر ہوش میں آ کر خدا سے دعا کی کہ پروردگار تو خوب جانتا ہے میں ہمیشہ عدل و انصاف اور تیرے احکام کی پیروی کرتا رہا۔ تو میری عمر کو اتنی بڑھا دے کہ میرا لڑکا جوان اور سلطنت کے قابل ہو جائے اُس وقت خدا نے اُن نبی پر وحی نازل کی کہ اس بادشاہ نے اس طرح دعا کی ہے اور اس نے سچ کہا ہے۔ اب میں نے اس کی عمر پندرہ سال زیادہ کر دی۔ اتنی مدت میں اس کا لڑکا جوان اور قابل حکومت ہو جائیگا۔ کعب الاحبار کہتے تھے کہ اگر حضرت عمر بھی دعا کریں تو خدا ان کی عمر بھی بڑھا دے گا۔ یہ بات حضرت عمر سے کہی گئی تو آپنے کہا اے خدا تو مجھے ایسی حالت میں اٹھا لے کہ نہ میں عاجز ہوں نہ لائق ملامت (در منثور جلد ص) بس یہی بدا ہے کہ خدا نے پہلے اس بادشاہ کی موت کا ارادہ کیا۔ بعد کو وہ ارادہ بدل دیا۔ اور اس کی عمر زیادہ کر دی۔

گیارھواں باب
عدل خدا کا بیان

مولوی صاحب ۔ اب زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس مسئلہ میں بھی تم نے اپنی معلومات کے دریا بہا دیئے۔ تم اگر مرد ہوتیں تو دنیا میں کسی کو تم سے بحث کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ مسئلہ بدا کو بھی تم نے خوب واضح کر کے بیان کر دیا۔

ہدایت خاتون ۔ یہ کیسے لطف کی بات ہے کہ تم میرے مذہب پر جو اعتراض کرتے جاتے ہو سب کی حقیقت تمھاری کتابوں سے بھی اور قرآن مجید سے بھی اچھی طرح واضح ہوتی جاتی ہے۔ میرے مذہب کی خوبی یہ بھی دیکھ لو کہ ہم لوگوں کے اصولِ دین میں عدل خدا داخل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ظلم نہیں کرتا اور جو برے کام ہیں خدا سے واقع نہیں ہوتے اور خدا افعال قبیحہ پر کبھی راضی نہیں ہوتا اور ایسے کاموں کو کبھی ترک نہیں کرتا جن کا چھوڑ دینا قابل مذمت ہو۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر خلاف عدل و انصاف کوئی فعل خدا سے واقع ہو تو چند خرابیوں سے کوئی ضرور پیدا ہو گی۔ ایک

یہ کہ خدا اُس کی برائی سے ناواقف ہو مثل اس جاہل کے کہ حالت غفلت وجہل میں معاصی کا مرتکب ہوا ہو۔ اور خدا پر جہل جائز نہیں۔ دوسری یہ کہ خدا اس کی برائی سے تو واقف ہو مگر اس کے ترک کی قدرت نہ رکھتا ہو مثل اس شخص کے کہ از راہ مجبوری فعل قبیح کو باکراہ کرے اور خدائے عزوجل پر عجز روا نہیں۔ تیسری یہ کہ اس کی قباحت وبدی سے عالم ہو اور اُس کے ترک پر بھی اختیار رکھتا ہو لیکن اُس کا محتاج ہو کہ بغیر فعل قبیح اپنی احتیاج رفع نہیں کر سکتا۔ مثلاً اس کے پاس کپڑا نہیں ہے کہ پہنے تو دوسروں کا چرالے اور اس کا باطل ہونا سب پر ظاہر ہے کیونکہ خدا کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔ چوتھی یہ کہ اس چیز کی احتیاج نہیں رکھتا ہو اور عبث اس کو اختیار کرے جو محض نادانی ہے۔ اور خدا پر یہ سب صورتیں محال ہیں۔

مولوی صاحب ۔ اس بحث کو تم نے کیوں چھیڑا کیا ہم لوگ خدا کو ظالم کہتے ہیں؟

ہدایت خاتون ۔ تم لوگ کہتے ہو کہ خدا کے لئے عدل کرنا ضروری نہیں ہے۔ وہ چاہے عدل کرے چاہے ظلم کرے۔ سب اُس کی خوشی پر موقوف ہے۔

مولوی صاحب ۔ ایسا کون کہتا ہے کہ خدا چاہے تو ظلم کرے۔ تم بھی چانڈو خانہ کی گپیں نکالتی رہتی ہو۔

ہدایت خاتون ۔ دیکھو وہی شاہ صاحب کیا تحریر فرماتے ہیں "عقیدہ نوزدہم یہ کہ حق تعالےٰ کے ذمہ کوئی چیز واجب نہیں ہے چنانچہ یہی مذہب اہل سنت کا ہے۔ اور تمام شیعہ متفق اللفظ ہیں کہ بہت چیزیں موافق حکم عقل کے ذمہ خدائے تعالےٰ کے واجب ہیں۔ پس عقل نزدیک غالب کارخانہ خدائی کے ہے اور خدا عقل کا محکوم ہے تعالےٰ اللہ عن ذالک علواً کبیرا برتر ہے اللہ اس سے بڑی برتری والا۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ بادشاہ کا اپنی رعیت کے حکم میں محکوم ہونے سے بڑا نقصان ہے ایسے ہی خدا کو اپنی مخلوقات کے حکم میں محکوم ہونے سے نقصان مرتبہ خدائی کا ہے۔ ہرگز یہ امر لائق مرتبہ ربوبیت اور الوہیت کے نہیں ہے۔ بندے کی کیا حقیقت ہے کہ وہ اپنے مالک پر کوئی چیز واجب رکھتا ہو۔ جو کچھ مالک اس کو دے اُس کا فضل ہے۔ اور کچھ نہ دے تو یہ بھی عدل اُس کا ہے"

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۹۰)

مولوی صاحب ۔ ٹھیک تو لکھا۔ ہم لوگوں کو کیا حق ہے کہ اس پر حکومت کریں۔ یا اس پر واجب کریں۔

ہدایت خاتون ۔ جب تم اپنے علماء کی غلطیوں کو مانتے ہی تو اس مذہب پر قائم کیونکر رہتے؟ یہ کون کہتا ہے کہ خدا پر ہم حکومت کریں یا اُس پر کسی امر کو واجب کریں۔ البتہ یہ تو سمجھ سکتے ہیں کہ خدا کی شان کن باتوں کو اپنے لئے پسند کرتی ہے اور کن باتوں سے اس کی شان برتر ہے۔ کون باتیں اس کو زیب دیتی ہیں اور کون اس کے لئے نامناسب ہیں۔

مولوی صاحب۔ نہیں اسکی بھی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کے لئے ہر بات زیبا ہے۔ وہ جو چاہے کرے ہم لوگوں کو اسکے متعلق کچھ چون و چرا نہیں کرنا چاہیئے۔

ہدایت خاتون۔ تو کیا خدا چوری بھی کرسکتا ہے؟ شراب بھی پی سکتا ہے؟ زنا بھی کرسکتا ہے؟ جوا بھی کھیل سکتا ہے؟۔

مولوی صاحب۔ لاحول ولا قوۃ۔ تم بھی کیا مہمل باتیں کرتی ہو۔ خدا یہ باتیں کیوں کرنے لگا؟ بُرا کام وہ نہیں کرسکتا۔

ہدایت خاتون۔ بس اللہ تمھارا بھلا کرے۔ اب بتاؤ برا کام وہ کیوں نہیں کرسکتا؟ کیا اُس پر کوئی حاکم ہے جو حکومت کرتا ہے جس کے ڈر سے وہ برائی نہیں کرسکتا؟ یا وہ ہمارا محکوم ہے جسکی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ وہ برا کام نہیں کرسکتا۔ کون طاقت ہے جو اس کو چوری کرنے۔ شراب پینے۔ جوا کھیلنے سے روکتی ہے؟۔

مولوی صاحب۔ نہیں کوئی طاقت نہیں ہے بلکہ اس کی شان ہی ایسی ہے کہ اس سے کوئی برا کام نہیں ہوسکتا۔

ہدایت خاتون۔ اچھے اگر وہ سچ نہ بولے۔ وعدہ پورا نہ کرے۔ رحم نہ کرے تب کیا کہو گے؟

مولوی صاحب۔ یہ سب باتیں بھی نہیں ہوسکتیں۔ وہ ضرور سچ ہی بولے گا۔ وہ ضرور اپنا وعدہ پورا کرکے رہے گا۔ وہ ضرور رحم بھی کھاتا ہے۔

ہدایت خاتون۔ تو معلوم ہوا کہ سچ بولنا۔ وعدہ پورا کرنا۔ رحم کھانا خدا پر واجب ہے۔

مولوی صاحب۔ واجب نہ کہو۔ یہی تو جھگڑے کی بات ہے۔ وہ یہ سب کرتا ضرور ہے مگر اس پر واجب نہیں کہہ سکتے۔

ہدایت خاتون۔ عورتیں کہتی ہیں کہ گُڑ کھائیں اور گلگلوں سے پرہیز۔ وہی حالت تم لوگوں کی ہے۔ اگر خدا پر یہ باتیں واجب نہیں ہیں تو تم یہ کیوں کہتے ہو کہ "وہ ضرور سچ ہی بولیگا۔ وہ ضرور اپنا وعدہ پورا کرکے رہیگا۔ وہ ضرور رحم بھی کھاتا ہے"۔ یہ ضرور کہنے کا تم کو کیا حق ہے؟ کیا تم اُس کے حاکم ہو اور وہ تمھارا محکوم ہے جس کی وجہ سے تم ان باتوں کو اسکے لئے ضروری کہتے ہو؟

مولوی صاحب۔ میری عقل کہتی ہے کہ خدا ضرور سچ بولے گا۔ وہ ضرور اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ وہ ضرور رحم کھائے گا۔

ہدایت خاتون۔ تو تمھارے شاہ صاحب کے قول کے مطابق "تمھاری عقل شریک غالب کارخانہ خدائی

کی ہے اور خدا کا حکم عقل کا محکوم ہے" اور یہ بھی کہو کہ "خدا کو اپنے مخلوقات (مثلاً تمھاری عقل) کے حکم میں محکوم ہونے سے نقصان مرتبۂ خدائی کا ہے۔ ہر گز یہ امر لائق مرتبۂ ربوبیت اور الوہیت کے نہیں ہے بندے کی کیا حقیقت ہے کہ وہ اپنے مالک پر کوئی چیز واجب رکھتا ہو"

مولوی صاحب ۔ نہیں میں خدا کے فعل کو اپنی عقل کا محکوم کب کہتا ہوں بلکہ میری عقل مجھے بتاتی ہے کہ خدا ایسا ضرور کرے گا۔

ہدایت خاتون ۔ تو اب شاہ صاحب سے پوچھو کہ جس بات کا فیصلہ انسانی عقل کرتی ہے اس سے وہ یہ نتیجہ کیوں نکالتے ہیں کہ عقل حاکم اور خدا محکوم ہو گیا۔

مولوی صاحب ۔ یہ تو شاہ صاحب کی زبردستی ہے۔ البتہ ان کا یہ جملہ ٹھیک ہے کہ "بندے کی کیا حقیقت ہے کہ وہ اپنے مالک پر کوئی چیز واجب رکھتا ہو" اور تم لوگ خدا پر عدل کو واجب کہتی ہو کہ انصاف کرنا اس پر واجب ہے۔ اسی وجہ سے شاہ صاحب چڑ کر تیز ہو گئے اور وہ عبارت مبالغہ کے طور پر لکھ دی۔

ہدایت خاتون ۔ خیر یہی سہی۔ اب یہ بتاؤ کہ تم پر نماز پڑھنا واجب ہے یا نہیں۔ اور عطر لگانا بھی واجب ہے یا نہیں۔

مولوی صاحب ۔ نماز پڑھنا واجب مگر عطر لگانا واجب نہیں ہے۔ کیا یہ باتیں تم نہیں جانتیں۔ کھیل کیوں کرتی ہو۔

ہدایت خاتون ۔ نماز پڑھنے کو واجب اور نہ پڑھنے کو غیر واجب کس وجہ سے کہتے ہو کھیل کو بخشدو۔

مولوی صاحب ۔ اس سبب سے کہ نماز نہ پڑھنے سے بڑا حرج ہو گا۔ میں دنیا میں بھی بدنام ہونگا۔ اور آخرت میں بھی جہنم دیکھونگا۔ لیکن عطر نہ لگاؤں تو کوئی حرج نہیں۔ نہ دنیا میں کوئی برا کہیگا اور نہ آخرت میں کوئی گناہ ہو گا۔

ہدایت خاتون ۔ تمھارا مطلب یہی تو ہوا کہ جس کام کے نہ کرنے سے حرج ہو وہ واجب ہے۔ اور جس کے نہ کرنے سے حرج نہ ہو وہ واجب نہیں ہے۔

مولوی صاحب ۔ ہاں۔ ہاں۔ بالکل یہی بات ہے۔ یہ سب تو تمھارے پوچھنے کی چیزیں نہیں ہیں۔

ہدایت خاتون ۔ اچھا اب بتاؤ کہ اگر خدا سچ نہ بولے۔ وعدہ پورا نہ کرے۔ رحم نہ کھائے تو حرج ہو گا یا نہیں۔ خدا کرے اب بھی تم مذہبی تعصب سے کام نہ لو کہ ہر مسئلہ جلد جلد ختم ہوتا چلے۔

مولوی صاحب ۔ ضرور حرج ہو گا۔ ایسے خدا کو تو گولی مار دینا بہتر ہے۔ بلکہ اسے کوئی خدا مانیگا ہی نہیں۔ خدا کی جو صفتیں ضروری ہیں ان کے نہ ہونے سے وہ خدا ہو ہی نہیں سکتا۔

ہدایت خاتون ۔ تم پہلے کہہ چکے ہو کہ جس کام کے نہ کرنے سے حرج ہو وہ واجب ہے۔ اور اب یہ بھی اقرار کیا کہ خدا کے سچ نہ بولنے۔ وعدہ پورا نہ کرنے۔ رحم نہ کھانے سے حرج ہو گا۔ تو ان باتوں کا خدا پر واجب ہونا ثابت ہوا یا نہیں؟

مولوی صاحب ۔ یہ تو تم نے مجھے خوب گھیرا۔ مگر خدا پر کسی بات کا واجب کرنے والا کون ہے اسکو بھی تو بتاؤ۔ تم لوگ خدا کو محکوم قرار دیتی ہو۔ یہی تو غضب ہے۔

ہدایت خاتون ۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم اپنے اوپر والد صاحب کی تعظیم کرنا واجب جانتے ہو یا نہیں۔ اعلیٰ حضرت کی اطاعت واجب سمجھتے ہو یا نہیں۔ مسلمانوں سے اخلاق کے ساتھ ملنا واجب خیال کرتے ہو یا نہیں

مولوی صاحب ۔ ہاں ان کل کاموں کو میں اپنے اوپر واجب فرض جانتا ہوں۔ میں تو ان باتوں کے خلاف کبھی نہیں کر سکتا۔ میرا نقصان بھی ہو تو میں ان خوبیوں کو نہیں چھوڑونگا۔

ہدایت خاتون ۔ اب سچ بتاؤ کہ کسی اور شخص یا کسی حاکم نے تم پر یہ باتیں لازم کیں اس وجہ سے واجب جانتے ہو یا خود تمھاری عقل نے تم پر یہ چیزیں واجب کیں ؟

مولوی صاحب ۔ نہیں خود میں اپنے اوپر ان باتوں کو واجب جانتا ہوں۔ اگر ان باتوں کو اپنے اوپر واجب نہ جانوں تو مجھ میں اور جانوروں میں فرق ہی کیا رہیگا۔

ہدایت خاتون ۔ بس بالکل اسی طرح خدا نے بھی اپنے اوپر ان باتوں کو واجب کر لیا کہ اب انکے خلاف نہیں کر سکتا۔ کسی نے اس پر حکومت کی نہ وہ محکوم ہوا بلکہ خود اس کی شان ان باتوں کو ضروری جانتی ہے۔ مگر تم لوگ یہی کہے جاتے ہو کہ خدا جو چاہے کرے۔ وہ جھوٹ بھی بول سکتا ہے وعدہ خلافی بھی کر سکتا ہے۔ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ وہ کسی بات کا پابند نہیں ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس بحث عدل میں بھی قرآن مجید ہم لوگوں ہی کے مذہب کو صحیح کہتا ہے۔ وہ فرماتا ہے ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ۔ وان تک حسنۃ یضاعفھا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما۔ یہ بات یقینی ہے کہ خدا ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا بلکہ اگر کچھ بھی کسی کی نیکی ہو تو اس کا دونا کرتا اور اپنی طرف سے بڑا ثواب عطا فرماتا ہے (پارہ ۵ رکوع ۳) دوسری جگہ فرماتا ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔ یعنی اسمیں شک نہیں کہ خدا لوگوں کے ساتھ انصاف اور نیکی کرنے اور قرابت داروں کو (مال) دینے کا حکم کرتا ہے اور برے کاموں اور بے حیائی کی باتوں اور مہمل حرکتوں اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ اس طرح تمھیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھو (پارہ ۱۴ ع ۱۹)۔ اس آیت میں خدا سب کو انصاف۔ بھلائی اور حاجت مند اعزہ

واقربہ کی حاجت روائی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ پھر خود تو ضرور ہی انصاف کریگا! اور کبھی اُس کا کوئی کام انصاف کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ اسکے مقابلہ میں تم لوگ کہتے ہو کہ خدا کو اختیار ہے جو چاہے کرے۔ کوئی بات اُس کے لئے بری نہیں ہے۔ اچھے لوگوں کو جہنم میں جھونک دے اور گنہگاروں کو جنت میں بھیجدے۔ یا انبیاء و مرسلین کو دوزخ میں ڈالدے اور شیطانوں کو بہشت کا سردار بنا دے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ انصاف سے بتاؤ تم اپنے مکان کے مالک ہو کر کیا اس میں آگ لگا دوگے۔ یا ایسا کرنا تمھارے لئے جائز ہے؟

مولوی صاحب۔ نہیں کیا میں پاگل ہو گیا ہوں کہ اپنے گھر میں آگ لگاؤنگا۔ میں اپنے مکان کا مالک ہوں تو کیا اسی لئے یا اسکی حفاظت کرنے اور اس میں رہنے کے لئے؟

ہدایت خاتون۔ پھر خدا کو کیوں کہتے ہو کہ وہ دنیا جہان کا مالک ہے، جو چاہے کرے۔ بتاؤ کوئی ایماندار استاد اپنے نالائق شاگرد کو پاس اور لائق کو فیل کر سکتا ہے؟ یہی کہوگے کہ نہیں۔ اگر ایسا کرے تو سب اس کو بے ایمان کہیں گے۔ بس اسی طرح خدا کے اختیار میں تو سب کچھ ہے مگر وہ ایسا کام نہیں کر سکتا جو انصاف کے خلاف ہو۔ اگر کوئی مالک اپنے اچھے نوکر کو سزا دے اور خراب و بدمعاش خادم کو انعام دے تو ایسے مالک کو سب ہی بے وقوف اور بُرا کہیں گے۔ پھر خدا کیسے ایسا کر سکتا ہے اسی وجہ سے خدا فرماتا ہے ان اللہ یحب المقسطین۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (پارہ ۲ رکوع ۱۰) اس سے ظاہر ہوا کہ انصاف کو خدا اس قدر ضروری اور واجب سمجھتا ہے کہ اس کے بندوں سے بھی جو شخص انصاف کرتا ہے اُس کو دوست رکھتا ہے۔ پس جب وہ اپنے بندوں تک سے انصاف چاہتا ہے تو خود انصاف کی کس قدر پابندی کرتا ہوگا۔ اسکے خلاف تم لوگ جو کہتے ہو کہ خدا کو انصاف کرنے کی ضرورت نہیں وہ جو چاہے کرے۔ انصاف کرے یا ظلم۔ تو یہ کیسے تعجب کی بات ہے۔ یہ عقیدہ کسی کی عقل میں آسکتا ہے کہ خدا دوسروں سے تو انصاف کی فرمائش کرے مگر اپنے لئے انصاف کو ضروری نہیں سمجھے؟ اگر کوئی باپ بیٹے سے کہے کہ تم نماز پڑھو اور خود نہ پڑھے تو سب لوگ اس پر ہنسینگے اور اس کو بے وقوف سمجھیں گے بلکہ بیٹیا بھی باپ پر اعتراض کریگا کہ مجھے تو نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں اور خود نہیں پڑھتے۔ بس اسی طرح خدا پر الزام ہوگا کہ اگر انصاف اچھا ہے تو وہ خود کیوں نہیں کرتا۔ اور اچھا نہیں ہے تو دوسروں سے کیوں اس کا خواہاں ہے۔ خدا صاف صاف فرماتا ہے اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ تم سب انصاف کیا کرو کہ انصاف کرنا پرہیزگاری سے

بہت قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ جو کچھ کرو گے سب کی خبر اللہ کو ضرور ہو گی (پارہ ۶ ع ۶) پس جب خدا دوسروں کو انصاف کا حکم دیتا ہے تو خود بھی ضرور ہی انصاف کرتا ہے اور کرے گا۔ اس نے انصاف کے خلاف نہ کبھی کوئی کام کیا اور نہ کر سکتا ہے۔ تم لوگ جو کہتے ہو کہ خدا انصاف کے خلاف کر سکتا ہے اس میں غور نہیں کرتے کہ خدا فرماتا ہے یا ایہا الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ اے ایمان والو جو بات تم خود نہیں کرتے وہ دوسروں سے کرنے کو کیوں کہتے ہو یہ بات اللہ کو سخت ناپسند ہے کہ دوسروں سے وہ بات کہا کرو جس کو تم خود نہیں کرتے (پارہ ۲۸ رکوع ۹)۔ غرض جب خدا ہم لوگوں کی اس بات سے ناراض ہوتا ہے کہ ہم کوئی کام دوسروں سے تو کہیں مگر خود نہ کریں تو وہ اپنے لئے اس بات کو کیسے جائز رکھے گا کہ دوسروں سے انصاف کرنے کو کہے اور خود نہ کرے اور سنو فرماتا ہے شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملئکۃ واولوا العلم قائما بالقسط۔ یعنی خود اللہ اور فرشتے اور صاحبان علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اس کے سوائے کوئی خدا نہیں اور وہ ہمیشہ عدل و انصاف ہی کرتا ہے۔

مولوی صاحب۔ یہ ہمیشہ تم نے کس لفظ کا ترجمہ کیا۔ تحریف نہ کیا کرو یہ بری بات ہے سیدھا ترجمہ کرو۔

ہدایت خاتون۔ قائما کا ترجمہ کیا کرو گے۔ یہی تو کہ وہ انصاف پر قائم رہتا ہے۔ جما رہتا ہے اس سے ہٹتا نہیں۔ اس کو چھوڑتا نہیں۔ اس کا مطلب یہی تو ہوا کہ ہمیشہ انصاف کرتا ہے۔

مولوی صاحب۔ واہ۔ واہ واہ کیا اچھی بات پیدا کی۔ بالکل ٹھیک ہے مگر ایسا گہرا ترجمہ کسی عالم کو نہیں سوجھا۔

ہدایت خاتون۔ اب باتیں نہ بناؤ۔ اس سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ خدا کے لئے عدل و انصاف پر قائم رہنا واجب اور ضروری ہے۔ اس آیۃ کی تفسیر میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں ان قولہ لا الہ الا ہو توحید وقولہ قائما بالقسط تعدیل فاذا اردفہ قولہ ان الدین عند اللہ الاسلام فقد اذن ان الاسلام ہو العدل والتوحید وہو الدین عند اللہ وما عداہ فلیس عندہ فی شیء من الدین۔ یعنی اس آیت میں خدا نے لا الہ سے اپنی توحید بیان کی ہے اور قائما بالقسط سے اپنا عدل واضح کیا ہے۔ اور اس کے بعد ہی ان الدین عند اللہ الاسلام (یقیناً اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے) کہا ہے جس کا حتمی

مطلب یہی ہے کہ اسلام توحید و عدل ہے۔ اور یہی خدا کے نزدیک سچا دین ہے اسکے علاوہ جس قدر مذاہب ہیں وہ سب باطل ہیں (تفسیر کشاف جلد ا صفحہ ۱۹۳) دوسری تفسیروں میں بھی یہی مضمون ہے دیکھو تفسیر بیضاوی جلد ا صفحہ ۱۳۲ و در منثور جلد ا صفحہ ۱۴۰ و معالم التنزیل جلد ا صفحہ ۲۷۶ وغیرہ۔ اگر انصاف کرنا اسکے لئے ضروری نہیں تو وہ ظلم کر سکتا ہے حالانکہ فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ جو لوگ ظلم کرتے ہیں ان کی طرف تم جھکنا بھی نہیں ورنہ دوزخ کی آگ تم سے لپٹ جائے گی (پارہ ۱۲ رکوع ۱۰) والظالمین اعد لھم عذابا الیما۔ اللہ نے ظلم کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لئے دکھ والا عذاب لیار کر رکھا ہے (پارہ ۲۹ رکوع ۱۰)۔

مولوی صاحب ۔ ہاں عدل و انصاف خدا کے ضروری ہونے میں کوئی شبہ نہیں یہ فضول کا جھگڑا ہے

ہدایت خاتون ۔ اور نہیں سنا؟ تم لوگوں نے ایک جھگڑا یہ بھی تو کھڑا

جبر و اختیار

کر رکھا ہے کہ بندے مجبور ہیں۔ ہم لوگوں کا اعتقاد ہے کہ بندے اپنے افعال میں مختار ہیں یعنی اپنے افعال اپنے ارادہ اور خوشی سے کرتے ہیں۔ خدا نے انہیں کسی کام کیلئے مجبور نہیں کیا ہے لیکن تم لوگ کہتے ہو کہ بندوں کے افعال کا فاعل بھی خدا ہی ہے خواہ اچھے کام ہوں یا برے۔ تم لوگ صاف کہتے ہو کہ جو امر بندوں سے صادر ہوتا ہے خواہ خیر ہو خواہ شر۔ خواہ کفر۔ خواہ ایمان۔ خواہ طاعت۔ خواہ معصیت ان سب کا خالق خدا ہے۔ بندوں کو ان کے پیدا کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ مگر غور کرو تو یہ عقیدہ کئی وجوہ سے درست نظر نہیں آتا۔ ایک یہ کہ اگر وہ اعمال و افعال جو بندے کرتے ہیں خدا کے افعال ہوں جیسا تم لوگوں کا دعویٰ ہے تو بندوں کے گناہ کرنے پر سزا دینا خدائی ظلم ہوگا حالانکہ خدا ظالم نہیں ہے بلکہ وہ تو ظالموں پر لعنت کرتا ہے۔ اور اس سے زیادہ کیا ظلم ہو سکتا ہے کہ خود خدا ایک گناہ اپنے بندے سے کرائے اور پھر اس بندے کو سزا دے اور مواخذہ کرے کہ کیوں تو نے یہ گناہ کیا۔ دوسری یہ کہ اگر تم لوگوں کا یہ عقیدہ درست ہو تو پیغمبروں کا بھیجنا اور شریعتوں کا مقرر کرنا سب بیکار اور لغو ہو جائے۔ جب خدا ہی بندوں کے ہر فعل کو کرتا ہے تو لوگوں کو یہ حکم دینا کہ پیغمبر کی اطاعت کرو۔ اللہ کے احکام مانو۔ نماز روزہ بجا لاؤ۔ چوری شراب خواری سے بچو سب مہمل ہو جائے گا۔ تیسری یہ کہ ہم لوگوں کو اپنے اختیاری اور غیر اختیاری کاموں میں یقیناً واضح فرق نظر آتا ہے جس میں کوئی شک و شبہہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہمارا ایک فعل اختیاری ہے جسے ہم اپنے ارادہ و اختیار سے کرتے ہیں جیسے اپنے اختیار سے کسی شادی کی تقریب میں گئے۔ کھانا پکایا۔ گلاس میں پانی انڈیلا۔ دوسرا فعل بے اختیاری

کا ہوتا ہے جیسے بیمار ہو گئے۔ عمر میں بڑھ گئے۔ پاؤں پھسل جانے کی وجہ سے گر گئے۔ پس اگر بندوں کے اختیار میں کوئی دخل نہ ہو تو چاہیئے تھا کہ اُس میں اس میں کچھ فرق نہ ہوتا حالانکہ دونوں میں فرق کا ہونا محتاج بیان نہیں ہے۔

مولوی صاحب۔ تو کون اسکے خلاف ہے ہم لوگ بھی تو یہی کہتے ہیں۔

ہدایت خاتون۔ خود شاہ صاحب نے لکھا ہے "عقیدہ بستم یہ کہ جو کچھ بندے یا اور حیوانات سے صادر ہوتا ہے خواہ خیر خواہ شر۔ خواہ کفر و ایمان۔ خواہ طاعت و معصیت یہ سب خدائے تعالےٰ کا پیدا اور ایجاد کیا ہوا ہے۔ بندے کو اُس کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ البتہ کسب اور عمل اُسکا بندے سے ہوتا ہے کہ اسی اپنے کسب عمل کی بدولت جزا پاتا ہے یہ مذہب اہلسنت کا ہے۔ کیسانیہ امامیہ اور فرق ثمانیہ زیدیہ مخالف اس عقیدہ کے کہتے ہیں کہ بندہ افعال اپنے آپ پیدا کرتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کو اقوال و افعال ارادیہ بندہ کیا بلکہ طیور اور بہائم اور حشرات اور تمامی حیوانات کے افعال و اقوال میں جو بارادہ کرتے ہیں کچھ دخل نہیں ہے۔" (ہدیہ مجیدیہ صفحہ ۲۸)

مولوی صاحب۔ ٹھیک تو ہے۔ اللہ نے ہمارے کاموں کو پیدا کر دیا ہے۔ مگر انہیں کرتے ہم ہی ہیں۔ یہی کسب ہے۔

ہدایت خاتون۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ ہی نے چوری پیدا کی۔ اللہ ہی نے شراب خواری پیدا کی۔ اللہ ہی نے جھوٹ بولنا پیدا کیا۔ اللہ ہی نے مکر و فریب پیدا کیا۔ ہم صرف ان کاموں کو کرتے ہیں اب یہ بتاؤ کہ ہمارے کرنے کے قبل خدا کی پیدا کی ہوئی چوری۔ شرابخواری۔ جھوٹ۔ مکر و فریب وغیرہ رہتے کہاں ہیں۔ کیا تمھارے گھر کے طاقوں پر رکھے رہتے ہیں۔ یا الماریوں میں بند رہتے ہیں۔ یا مکان کی ٹھہریوں میں چھپے رہتے ہیں۔ یا چھت پر آرام کرتے رہتے ہیں۔ اور چور بدمعاش۔ جھوٹے۔ شرابخوار وہیں سے لاکر ان برائیوں کو کرتے ہیں۔ توبہ یہ کس قدر مضحکہ خیز عقائد تم لوگوں نے بھی پال رکھے ہیں۔

مولوی صاحب۔ شاہ صاحب نے تو اسکی دلیل بھی قرآن شریف ہی سے دیدی ہے کہ فرماتا ہے "واللہ خلقکم وما تعملون۔ اللہ نے پیدا کیا تم کو اور اُس کو جو کرتے ہو۔" (ہدیہ مجیدیہ صفحہ ۲۸) اب کیا عذر کر سکتی ہو۔

ہدایت خاتون۔ تو کیا قرآن مجید کا یہی مطلب ہے کہ پاجیوں کی بدمعاشی۔ بیہودوں کی شرارت ظالموں کی سفاکی کو خدا ہی پیدا کرتا رہتا ہے۔ پھر خدا انہیں سزا کیوں دیگا۔ انہیں اس سے

منع کیوں کیا۔

مولوی صاحب۔ اچھا تم ہی بتاؤ کہ وما تعملون کا کیا مطلب لوگی۔ اس آیت کا جواب تو ہو نہیں سکتا۔

ہدایت خاتون۔ کیا کہوں کہ تمھارے عالموں کے کارناموں سے اسلام کی کیا حالت ہو رہی ہے یہ لوگ مرتجا آنکھوں میں دھول جھونکتے ہیں اور اپنے عقائد کے مقابلہ میں دنیا بھر کو اندھا بنانا چاہتے ہیں۔ تمھارے بڑے بڑے علماء دن دھاڑے وہ کارروائیاں کرتے ہیں جن کی جرأت میرے مذہب کے بے پڑھے لکھے لڑکوں کو بھی نہیں ہو سکتی۔ میں سچ کہتی ہوں کہ شاہ صاحب نے اس جگہ جو کیا ہے اگر میرے ہاں کا کوئی طالب العلم بھی کرتا تو تم لوگ سر پر آسمان اٹھا لیتے اور شور کر دیتے کہ رافضیوں کے ظلم و اندھیر کو دیکھو۔ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ لیکن تمھارے علماء کو میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ (اسکے بعد وہ اٹھ کر گئیں اور قرآن مجید لاکر بولیں) دیکھو یہ پارہ ۲۳ سورہ والصافات ہے اس کو فراغ علیہم سے تم ہی پڑھو۔ اور یہ حمائل مولانا نذیر احمد صاحب کی مترجم ہے اسی سے ترجمہ بھی پڑھو

مولوی صاحب۔ فرماتا ہے فراغ علیہم ضربا بالیمین فاقبلوا الیہ یزفون۔ قال اتعبدون ما تنحتون واللہ خلقکم وما تعملون۔ پھر تو ابراہیم بڑے زور سے ان کے مارنے پر پلے اور توڑ پھوڑ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ لوگوں کو خبر ہوئی تو ابراہیم پاس دوڑے آئے۔ ابراہیم نے کہا کیا تم ایسی بے حقیقت چیزوں کو پوجتے ہو جن کو تم آپ تراشتے ہو حالانکہ تم کو اور جن چیزوں کو تم بناتے ہو سب کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے (پارہ ۲۳ ع، حمائل مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی ص ۶۱۱) تو اس میں کیا بات ہے۔

ہدایت خاتون۔ اے لو۔ اب تم بھی پوچھنے لگے کہ کیا بات ہے۔ حضرت ابراہیم نے تو بتوں کے بارے میں کافروں سے کہا کہ تم کو اور جن چیزوں کو تم بناتے ہو یعنی بتوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ سب پتھر وغیرہ کے تھے اور وہ سب پتھر خدا کے پیدا کئے ہوئے تھے۔ اس کو شاہ صاحب نے ہم لوگوں کے افعال پر ڈھال دیا کہ ہمارے کاموں کو خدا پیدا کرتا ہے۔ مکاری۔ چوری۔ شراب خواری کا وہی خالق ہے۔ انھوں نے فعل اور مفعول یا کام اور چیز کو ایک لاٹھی سے ہانک دیا۔

مولوی صاحب۔ لاحول ولا قوۃ۔ شاہ صاحب اس وقت کس عالم میں تھے؟ بنائے ہوئے بتوں اور ہم لوگوں کے افعال سے کیا مناسبت ہے۔ کس تمکنت سے انھوں نے یہ لکھ ڈالا۔ ایسی ہی باتوں سے ہم لوگوں کو ہر جگہ شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور اسلام الگ بدنام ہوتا ہے۔

ہدایت خاتون - ایک دلچسپ واقعہ میں بیان کروں۔ جو معتبر کتاب میں موجود ہے۔ اس سے بڑی معرفت
کی باتیں حاصل ہوتی اور صحیح مذہب کا پتا مل جاتا ہے۔ سنو۔ حضرت قاضی نور اللہ شوستری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے
کہ ایک روز جناب بہلول علیہ الرحمہ تمہارے امام ابوحنیفہ صاحب کے دروازے کی طرف سے گزرے
تو سنا کہ وہ اپنے شاگردوں اور مریدوں سے کہہ رہے ہیں کہ (حضرت امام) جعفر صادق (علیہ السلام)
تین باتیں ایسی کہتے ہیں جو مجھے پسند نہیں ہیں۔ نہ ان کو میری عقل قبول کرتی ہے۔ ایک یہ کہ شیطان
جہنم میں آگ سے جلایا جائیگا حالانکہ شیطان آگ ہی سے پیدا کیا گیا ہے۔ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اس
کو آگ جلائے۔ دوسری یہ کہ خدا کا دیکھنا غیر ممکن ہے۔ پس یہ بھی کیونکر ہوسکتا ہے کہ جو چیز موجود ہو
اس کو دیکھ نہ سکیں۔ تیسری یہ کہ بندے اپنے ہر فعل میں مختار اور آزاد ہیں۔ حالانکہ اسکے خلاف بہت
سی دلیلیں موجود ہیں کہ بندے اپنے افعال میں مجبور ہیں۔ جب امام ابوحنیفہ صاحب کا کلام تمام ہوا تو
بہلول علیہ الرحمہ نے زمین سے ایک ڈھیلا اٹھا کر امام ابوحنیفہ صاحب کو مارا اور وہاں سے چلتے ہوئے
اتفاقاً وہ ڈھیلا امام صاحب کی پیشانی پر لگا جس سے ان کو سخت چوٹ آئی۔ امام ابوحنیفہ صاحب نیز انکے
شاگرد و مرید جناب بہلول کے پیچھے دوڑے اور ان کو پکڑ لیا۔ چونکہ وہ خلیفہ کے عزیز تھے اس وجہ سے
ان کو اس کا عوض تو نہ دے سکے مگر خلیفہ کے پاس لے گئے اور ان کی شکایت کی۔ خلیفہ نے اس کی
کیفیت بہلول علیہ الرحمہ سے طلب کی۔ بہلول علیہ الرحمہ اور امام صاحب میں اس وقت اس طرح باتیں ہوئیں

بہلول علیہ الرحمہ - اے ابوحنیفہ! میں نے آپ کو کیا اذیت دی ہے جس کا مقدمہ آپنے یہاں پیش کیا ہے

امام ابوحنیفہ صاحب - تم نے میری پیشانی پر ڈھیلا مارا اس کی چوٹ سے میرے سر میں درد ہوتا ہے

بہلول علیہ الرحمہ - مہربانی کر کے ذرہ اپنا درد مجھے دکھا دیجئے۔ کہ کیسا ہے۔ کہاں ہے۔ کس طرح ہے

امام ابوحنیفہ صاحب - واہ یہ خوب کہی۔ درد کو بھی کوئی دکھا سکتا ہے اور دیکھ سکتا ہے
کہ میں دکھا دوں۔

بہلول علیہ الرحمہ - پھر آپنے حضرت امام جعفر صادقؑ پر کیوں اعتراض کیا کہ یہ امر ممکن نہیں ہے کہ
خدا موجود ہو اور اس کو کوئی نہ دیکھ سکے۔ اور آپ اپنے دوسرے دعوے میں بھی جھوٹے ہوئے
اس لئے کہ وہ تو ڈھیلا مٹی کا تھا اور آپ کی خلقت بھی مٹی ہی سے ہوئی ہے۔ آپکے اصول کے مطابق تو
مٹی سے مٹی کو چوٹ لگ ہی نہیں سکتی جیسا آپ کا فاسد قیاس ہے کہ شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے آگ
ہی اسکو کیونکر جلا سکتی ہے۔ اور آپ کا تیسرا دعوے بھی باطل ہو گیا جو آپنے کہا تھا کہ حضرت جعفر صادقؑ
نے فرمایا ہے کہ بندے فاعل مختار ہیں حالانکہ بندے مجبور ہیں۔ پس اگر بندے اپنے افعال میں مجبور ہیں تو

آپ مجھ کو یہاں کیوں لائے۔ میری خطا ہی کیا ہوئی۔ (خدا نے آپ کو ڈھیلا مارا۔ آپ اسی کو گرفتار کر لائیے اور اسی کو سزا دیجئے)

امام ابوحنیفہ صاحب یہ محققانہ کلام سن کر خاموش ہوگئے اور کچھ جواب نہ دے سکے بلکہ شرمندہ ہو کر وہاں سے چلے گئے۔ (مجالس المومنین مجلس ۵ صفحہ)

مولوی صاحب۔ یہ حکایت بڑی دلچسپ ہے۔ اس سے تم کو اپنے کئی دعوے میں مدد مل گئی۔

ہدایت خاتون۔ میرے دعوے تو خود تمہاری کتابوں سے اچھی طرح واضح ہیں مثلاً تمہارے امام مسلم لکھتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلعم نماز کے پہلے ایک بڑی دعا پڑھا کرتے تھے اس کے آخر میں یہ فقرات ہوتے تھے۔ لبیک وسعدیک والخیر کلہ فی یدیک والشر لیس الیک۔ اے میرے پروردگار میں تیری اطاعت و فرمانبرداری کے لئے حاضر ہوں اور تیرے دین کی مدد و حمایت کے لئے بھی مستعد ہوں۔ سب خیر تیرے قبضہ میں ہے اور شر تیری طرف سے نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے (صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۲۶۳ وغیرہ) علاوہ بریں میرے مذہب کی کل باتیں خود قرآن مجید سے اس طرح ثابت ہیں کہ کسی اور کتاب کی تائید کی ضرورت ہی نہیں باقی رہتی۔ مثلاً فرماتا ہے وما خلقنا السموات والارض وما بینھما الا بالحق یعنی آسمان و زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کو ہم نے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے (پارہ ۱۴ ع ۷) ظاہر ہے کہ شر ہرگز حق نہیں ہو سکتا۔ پس وہ خدا کی طرف سے بھی نہیں ہو سکتا بلکہ بندوں ہی کی طرف سے ہے۔ اسی وجہ سے خدا فرماتا ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ یعنی جو شخص ذرہ برابر بھی بھلائی کرے گا وہ روز قیامت اس کا ثواب ضرور پائیگا۔ اور جو شخص ذرہ برابر برائی کرے گا وہ بھی قیامت میں اس کا عذاب ضرور چکھیگا (پارہ ۳۰ رکوع ۲۴) اس سے معلوم ہوا کہ بندے اپنے افعال و اعمال کے خود خالق و فاعل و موجد ہیں اس وجہ سے اس کا عوض بھی پائینگے۔ نہ خدا ان کو کرتا یا پیدا کرتا ہے اور نہ وہ ان کے کسی کام کا ذمہ دار ہے۔ اسی وجہ سے اس نے اعلان کر دیا ہے کہ ان اللہ لا یظلم الناس شیئا ولکن الناس انفسھم یظلمون۔ خدا تو کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے بلکہ آدمی خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں۔ (پارہ ۱۱ رکوع ۱۰) اسی طرح جبر و اختیار کا مسئلہ ہے جس میں بھی شیعوں کے اعتقاد کی تصدیق قرآن مجید کے لفظ لفظ سے ہوتی ہے۔ فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ مذہب میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے یقیناً بھلائی برائی سے واضح ہو چکی ہے۔ (پارہ ۳ رکوع ۲) فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر جو چاہے مومن ہو جائے

اور جو چاہے کافر رہے۔ (پارہ ۱۵ ع ۱۷) اس سے بھی بندوں کا پورا اختیار ظاہر ہوا کہ جو چاہیں کریں۔ ان کی مرضی اور اختیار پر موقوف ہے۔ من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا وما ربک بظلام للعبید۔ جو نیک عمل کرے گا اس کا ثواب خود پائے گا اور جو برا کام کرے گا اسکی سزا بھی اسی کو ملے گی اور تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے (پارہ ۲۴ ع ۲۰) اس سے بھی واضح ہوا کہ اچھے اور برے کام کا کرنا ہم لوگوں کے اختیار کی بات ہے۔ اعملوا ما شئتم انہ بما تعملون بصیر۔ تم لوگ جو چاہو کرو خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے (پارہ ۲۴ ع ۱۹) اس سے بھی معلوم ہوا کہ ہم لوگ خدا کے چاہنے پر کچھ نہیں کرتے بلکہ اپنے چاہنے پر کرتے ہیں۔ فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما یکسبون۔ ان لوگوں کے لئے وائے ہے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے پھر کہتے پھرتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض بڑی قیمت حاصل کریں۔ پس وائے ہے ان کے لئے اس چیز سے جو وہ حاصل کرتے ہیں (پارہ ۱ ع ۹) لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ۔ تاکہ جو شخص ہلاک (گمراہ) ہو وہ (حق کی) حجت تمام ہونے کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ ہدایت کی حجت تمام ہونے کے بعد زندہ رہے (پارہ ۱۰ ع ۱) ذلک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید۔ یہ سزا اسکی ہے جو تمہارے ہاتھوں نے پہلے کیا ہے اور خدا بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا۔ (پارہ ۱۰ ع ۳) ذلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمھا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسھم وان اللہ سمیع علیم یہ سزا اس وجہ سے دی گئی کہ جب کوئی نعمت خدا کسی قوم کو دیتا ہے تو تاوقتیکہ وہ لوگ خود اپنی حالت نہ بدلیں خدا بھی اسے نہیں بدلتا اور خدا تو یقیناً سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے (پارہ ۱۰ ع ۳) ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔ جو نعمت کسی قوم کو حاصل ہو جب تک وہ لوگ اپنی حالت خود نہ بدلیں اس وقت تک خدا ہرگز ان کی حالت نہیں بدلتا ہے (پارہ ۱۳ ع ۸) فاختلف الاحزاب من بینھم فویل للذین کفروا من مشھد یوم عظیم۔ پھر فرقوں نے باہم اختلاف کیا تو جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کیلئے بڑے سخت دن حاضر ہونے سے خرابی ہے (پارہ ۱۶ ع ۵) من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا ثم الی ربکم ترجعون۔ جو شخص نیک کام کرتا ہے تو خاص اپنے لئے اور جو برا کرتا ہے تو اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا۔ پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

(پارہ ۲۵ ع ۱۸) والذین اٰمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم وما التناھم من عملھم من شیٔ کل امرئ بما کسب رھین ۔ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا ساتھ دیا تو ہم ان کی اولاد کو بھی ان کے درجہ تک پہونچا دینگے اور ہم ان کی کارگزاریوں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں گروی ہے (پارہ ۲۷ ع ۳) الا تزر وازرۃ وزر اخریٰ وان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان سعیہ سوف یریٰ ثم یجزٰہ الجزاء الاوفیٰ وان الیٰ ربک المنتھیٰ ۔ یہ کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور یہ کہ انسان کو وہی ملیگا جیسی وہ کوشش کرے گا ۔ اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب ہی (قیامت میں) دیکھی جائے گی ۔ پھر اس کو پورا پورا بدلا دیا جائے گا ۔ اور یہ کہ سب کو آخر تمہارے پروردگار ہی کے پاس پہونچنا ہے (پارہ ۲۷ ع ۲۷)۔ وجعلنا فی قلوب الذین اتبعوہ رافۃ ورحمۃ ورھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبنٰھا علیھم الا ابتغاء رضوان اللہ فما رعوھا حق رعایتھا فاٰتینا الذین اٰمنوا منھم اجرھم وکثیر منھم فاسقون ۔ اور جن لوگوں نے ان کی پیروی کی تھی ان کے دلوں میں شفقت و مہربانی ڈال دی اور رہبانیت ان لوگوں نے خود ایک نئی بات نکالی تھی ہم نے اُن کو اس کا حکم نہیں دیا تھا مگر ان لوگوں نے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے خود ایجاد کیا تو اس کو بھی جیسا نباہنا چاہیئے تھا نہ نباہ سکے ۔ تو جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اُن کو ہم نے اُن کا اجر دیا ۔ اور ان میں سے بہتیرے تو بدکار ہی ہیں (پ ۲۷ ع ۲۰) فاذا جاءت الطامۃ الکبریٰ یوم یتذکر الانسان ما سعیٰ وبرزت الجحیم لمن یریٰ فاما من طغیٰ واٰثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماویٰ واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ ۔ جب بڑی مصیبت (قیامت) آموجود ہوگی جس دن انسان اپنے کاموں کو خود یاد کرے گا اور دوزخ دیکھنے والوں کے سامنے ظاہر کر دی جائیگی تو جس نے دنیا میں سر اٹھایا تھا اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی تھی اُس کا ٹھکانا تو یقیناً جہنم ہے مگر جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور نفس کو ناجائز خواہشوں سے روکتا رہا تو اُس کا ٹھکانا یقیناً بہشت ہے (پ ۳۰ ع ۴)

مولوی صاحب ۔ اب بس بھی کرو گی ۔ یا پورا قرآن شریف پڑھتی ہی چلی جاؤ گی ۔ تم نے اتنی آیتیں کیسے یاد کر لیں ؟ شیعوں میں تو حافظ نہ کوئی ہوتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے ۔ اس پر تمہارا اتنی آیتوں کو یاد کر لینا بالکل انوکھی بات ہے ۔ سچ بتاؤ کہ تم فرشتہ ہو یا حور ؟ ۔

بارھواں باب

اسکی تحقیق کہ کیا قرآن مجید پر شیعوں کا ایمان نہیں ہے؟ (مسئلہ تحریف)

ہدایت خاتون۔ شیعوں میں حافظ قرآن ہوتا کیوں نہیں۔ خدا کے فضل سے سیکڑوں حافظ موجود ہیں۔ اور یہ تم نے کیوں کہا کہ ان میں کوئی حافظ نہیں ہو سکتا ہے۔ ہم لوگ برابر بدنام ہوا کرینگے؟

مولوی صاحب۔ اسلئے کہ قرآن شریف پر تم لوگوں کا ایمان ہی نہیں ہے۔ پھر تم لوگ اس کو حفظ کیسے کر سکتے ہو کیا ہم لوگ جھوٹ بدنام ہو؟ دنیا جانتی ہے کہ تم لوگ قرآن کو نہیں مانتیں۔

ہدایت خاتون۔ تمھاری باتیں بھی نرالی ہوتی ہیں۔ کس نے کہا کہ ہم لوگوں کا ایمان قرآن مجید پر نہیں ہوتا ہے۔

مولوی صاحب۔ یہ بھی کوئی چھپی ہوئی بات ہے سب جانتے ہیں کہ تم لوگ کہتی ہو کہ قرآن مجید کے مضامین مقدم و موخر ہو گئے۔ بہت سی آیتیں غائب ہو گئیں۔ کہیں کی آیتیں کہیں ہو گئیں۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے بھی تحریر فرمایا ہے "عقیدہ دہم قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔ اس میں تحریف اور کمی بیشی کو کچھ دخل نہیں ہوا۔ نہ ہوگا۔ اثنا عشریہ جو فرقہ امامیہ سے ہیں کہتے ہیں کہ آج کے دن یہ قرآن جو مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے بالکل قرآن نہیں ہے بلکہ اس میں بعض الفاظ لوگوں کے داخل کئے ہوئے ہیں۔ اور نہ پورا قرآن ہے جو پیغمبر پر نازل ہوا اور اُن کے عین حیات باقی تھا بلکہ بہت آیتیں اُس سے ساقط کر دی ہیں شدہ ہدیہ مجیدیہ صفحہ ۲۰"۔

ہدایت خاتون۔ اگر اسی وجہ سے ہم لوگوں کا ایمان قرآن پر نہیں ہے تو تم لوگوں کا بھی نہیں ہے، کیونکہ تم بھی کہتے ہو کہ اس کے مضامین مقدم و موخر ہو گئے۔ اس میں کہیں کی آیت کہیں ہو گئی۔ بعض الفاظ لوگوں کے داخل کئے ہوئے ہیں اور نہ پورا قرآن ہے جو پیغمبر پر نازل ہوا اور اُن کے عین حیات باقی تھا بلکہ بہت آیتیں اس سے ساقط کر دی ہیں۔ اور سورے بھی ادھر اُدھر ہو گئے ہیں۔

مولوی صاحب۔ واہ۔ یہ کون کہتا ہے کہ ہم لوگوں کا بھی قرآن شریف کے متعلق ایسا ایمان ہے۔

ہدایت خاتون۔ یہ بتاؤ کہ قرآن مجید مکہ میں پہلے اور مدینہ میں بعد کو نازل ہوا یا اس کے الٹا ہوا۔

مولوی صاحب۔ آنحضرتؐ ۱۳ سال تک مکہ میں نبی تھے۔ اس کے بعد ۱۰ سال مدینہ میں رہے تو قرآن شریف بھی پہلے مکہ شریف میں اور بعد کو مدینہ شریف میں نازل ہوتا رہا۔

ہدایت خاتون۔ تو اب قرآن مجید دیکھو پہلے سورۂ فاتحہ مکی ہے پھر سورہ بقرہ مدنی۔ پھر آل عمران مدنی

پھر نساء مدنی۔ پھر مائدہ مدنی۔ پھر انعام کی۔ پھر اعراف کی۔ پھر انفال مدنی۔ پھر توبہ مدنی۔ پھر یونس کی۔ پھر ہود کی۔ پھر یوسف کی۔ پھر رعد کی۔ پھر ابراہیم کی۔ پھر حجر کی۔ پھر نحل کی۔ پھر بنی اسرائیل کی۔ پھر کہف کی۔ پھر مریم کی۔ پھر طٰہٰ کی۔ پھر انبیاء کی۔ پھر حج کی۔ پھر مومنون کی۔ پھر نور مدنی۔ پھر فرقان کی۔ پھر شعراء کی۔ پھر نمل کی۔ پھر قصص کی۔ پھر عنکبوت کی۔ پھر روم کی۔ پھر لقمان کی۔ پھر سجدہ کی۔ پھر احزاب مدنی۔ پھر سبا کی۔ فاطر کی۔ پھر یٰس کی۔ پھر صافات کی۔ پھر ص کی۔ پھر زمر کی۔ پھر مومن کی۔ پھر حم سجدہ کی۔ پھر شوریٰ کی۔ پھر زخرف کی۔ پھر دخان کی۔ پھر جاثیہ کی۔ پھر احقاف کی۔ پھر محمد مدنی۔ پھر فتح مدنی۔ پھر حجرات مدنی۔ پھر ق کی۔ پھر ذاریات کی۔ پھر طور کی۔ پھر نجم کی۔ پھر قمر کی۔ پھر رحمٰن کی۔ واقعہ کی۔ حدید مدنی۔ مجادلہ مدنی۔ حشر مدنی۔ ممتحنہ مدنی۔ صف مدنی۔ جمعہ مدنی۔ منافقون مدنی۔ تغابن کی۔ طلاق مدنی۔ تحریم مدنی۔ ملک کی۔ قلم کی۔ حاقہ کی۔ معارج کی۔ نوح کی۔ جن کی۔ مزمل کی۔ مدثر کی۔ قیامت کی۔ دہر کی۔ مرسلات کی۔ نبا کی۔ نازعات کی۔ عبس کی۔ تکویر کی۔ انفطار کی۔ تطفیف کی یا مدنی۔ انشقاق کی۔ بروج کی۔ طارق کی۔ اعلیٰ کی۔ غاشیہ کی۔ فجر کی۔ بلد کی۔ شمس کی۔ لیل کی۔ ضحیٰ کی۔ انشراح کی۔ تین کی یا مدنی۔ علق کی۔ قدر کی یا مدنی۔ بینہ کی یا مدنی۔ زلزال کی۔ قارعہ کی۔ تکاثر کی۔ عصر کی یا مدنی۔ ہمزہ کی یا مدنی۔ فیل کی۔ قریش کی یا مدنی۔ ماعون کی یا مدنی۔ کوثر کی یا مدنی۔ کافرون کی یا مدنی۔ نصر مدنی۔ لہب کی۔ اخلاص کی یا مدنی۔ فلق مدنی یا کی۔ ناس کی یا مدنی۔ انصاف کرو کہ قرآن مجید میں کوئی سورہ کی اور کوئی مدنی ہے۔ حالانکہ یہ یقینی بات ہے کہ کی کل سورے پہلے اور مدنی کل سورے بعد کو نازل ہوئے ہیں پھر اسی طرح قرآن میں درج کیوں نہیں کئے گئے۔

مولوی صاحب ۔ یہ تو جمع کرنے والوں کا قصور ہے کہ انھوں نے کل کی سوروں کو پہلے اور کل مدنی سوروں کو بعد میں درج نہیں کیا۔

ہدایت خاتون ۔ یہی تو ہم لوگ بھی کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے قرآن مجید کو ترتیب نزولی کے مطابق جمع نہیں کیا۔ اسی وجہ سے ہم لوگوں پر اعتراض ہوتا ہے کہ یہ سب تحریف قرآن کے قائل ہیں اور جن لوگوں نے ترتیب کو ادھر سے اُدھر کر دیا ان کو کچھ نہیں کہتے۔ جو بات جس طرح ہوئی یا جس طرح اس وقت ہے اسی کے مطابق کہنا چاہیئے یا اسکے خلاف۔

مولوی صاحب ۔ نہیں یہ کون کہہ سکتا ہے کہ واقعہ کے خلاف کہا جائے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ قرآن مجید میں کہیں کی سورہ ہے اور کہیں مدنی سورہ ہے اس سے انکار کرنا تو بدیہیات کا انکار کرنا ہے۔

ہدایت خاتون ۔ پھر تم لوگ صرف شیعوں پر کیوں اعتراض کرتے ہو کہ یہ تحریف کے قائل ہیں۔

مولوی صاحب۔ مگر سوروں کا ادھر اُدھر ہونا تو تحریف نہیں ہے۔

ہدایت خاتون۔ اے سبحان اللہ یہ تحریف کیوں نہیں ہے؟ کیا تحریف میں سرخاب کا پر لگا ہوتا ہے یا دُم لگی رہتی ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ کئی مقام پر آیا ہے۔ اس سے تحقیق کر لو کہ تحریف کس کو کہتے ہیں فرماتا ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ باتوں کو ان کی اصلی جگہوں سے پھیرتے ہیں۔ (پارہ ۵ رکوع ۴) یحرفون الکلم من بعد مواضعہ۔ باتوں کو ان کے ٹھکانے سے بے جگہ کرتے ہیں۔ (پ ۶ ع ۱۰) وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ

ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہو گزرے ہیں کہ کلام خدا سنتے تھے پھر اس کے سمجھے پیچھے دیدہ و دانستہ اس کو کچھ کا کچھ کر دیتے تھے (پارہ ۱ ع ۹) یہ ترجمہ تمہارے مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی کا ہے۔ اس پر ممدوح یہ حاشیہ بھی لکھتے ہیں" کچھ کا کچھ کر دینے میں لفظوں کا ردّ و بدل اور معنوں کا الٹ پھیر دونوں باتیں آگئیں" (حمائل ص۱۰)۔ بتاؤ جب مکی سورہ کے پہلے مدنی اور مدنی سورہ کے بعد مکی سورے لکھ دیئے گئے تو لفظوں کا ردّ و بدل ہوا یا نہیں۔ اور جب ردّ و بدل ہوا تو تحریف ہوئی یا نہیں۔ یعنی تم لوگوں نے تحریف کی بھی اور اس کے قائل بھی ہو کہ قرآن مجید میں تحریف ہوئی کیونکہ قرآن مجید میں مکی سورہ کے پہلے مدنی اور مدنی سورہ کے بعد مکی سورہ کے ہونیکا اقرار کرتے ہو۔

مولوی صاحب۔ ہاں اس کا تو ضرور اقرار ہے اور اگر یہی تحریف ہے تو کسی سنی کو اس سے سرتابی کی مجال نہیں ہو سکتی۔

ہدایت خاتون۔ یہ خوب کہی کہ" اگر یہی تحریف ہے" پھر تحریف کس کا نام ہے۔ تمہارے مولانا وحید الزمان خانصاحب تحریر فرماتے ہیں" تحریف کلام کو بگاڑنا۔ بے ٹھکانے کر دینا" (انوار اللغۃ پ ۵ ص۳۳) اب بتاؤ کہ مکی سوروں کا پہلے رکھنا اور مدنی سوروں کا بعد میں رکھنا ان کو ٹھکانے کرنا اور انکے خلاف کرنا ان کو بے ٹھکانے کرنا ہے یا نہیں؟ اور ممدوح اپنے ترجمہ کلام مجید میں فرماتے ہیں۔ یحرفونہ بدل ڈالتے تھے" (پ ۱ ع ۹) اس پر یہ حاشیہ لکھتے ہیں" یعنی یہودیوں نے جب اتنے بڑے بڑے معجزے دیکھے تو ان کا دل نہیں پگھلا اور توارات کو سمجھ بوجھ کر اس کے الفاظ یا معانی یا ترتیب میں تحریف کرتے اور حلال کو حرام۔ حرام کو حلال کرتے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ کلام الٰہی میں تحریف کرنا کتنا بڑا گناہ ہے" (تفسیر وحیدی ص۱۶) غرض تحریف کا معنے الفاظ کا بدلنا۔ بے ٹھکانے کرنا۔ ادھر سے ادھر کر دینا بھی ہے اور معنے کا الٹ پھیر کر دینا بھی۔ مولوی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں" یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ بعضے ایسے بھی ہیں جو لفظوں کو اپنے مقاموں سے پلٹ دیتے ہیں" (تفسیر وحیدی ص۱۱۲

اب انصاف سے بتاؤ کہ کی سورہ مدنی سوروں کے بعد اور مدنی سورے کی سوروں کے پہلے ہونے کی وجہ سے اپنے مقاموں سے پلٹ دیئے گئے ہیں یا نہیں۔ پھر قرآن مجید میں تحریف ہوئی یا نہیں؟ مولانا صاحب ہی اس جگہ یہ حاشیہ لکھتے ہیں "یعنی ایک لفظ نکال کر اس کی جگہ دوسرا لفظ رکھ دیتے ہیں یہ تحریف لفظی ہے" (تفسیر وحیدی ص۱۱۲)۔ بس اسی طرح کی سورہ نکال کر وہاں مدنی سورہ رکھ دیا گیا تو تحریف ہوئی یا نہیں؟

مولوی صاحب - خیر یہ تو معمولی بات ہے اس سے کیا بگڑ گیا۔ کی سورہ اور مدنی سورہ الگ الگ تو ہیں۔ ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے پہلے ایک کے ہونے سے کیا خرابی آئی۔

ہدایت خاتون - خرابی کا تو ذکر ہی نہیں ہے۔ بحث اس کی ہے کہ قرآن مجید میں تحریف کے قائل اگر شیعہ ہیں تو حضرات اہلسنت بھی ہیں۔ یا نیا قرآن مرتب کرکے تمام شائع کراؤ جس میں پہلے صرف کی سورے اور بعد میں محض مدنی سورے ہوں۔ یا اس کے قائل ہو کہ قرآن مجید میں اتنی تحریف ضرور ہے کہ ادھر کی سورہ اُدھر اور اُدھر کی سورہ ادھر کر دی گئی۔ ابھی تو اس بحث کی ابتداء ہے آگے آگے دیکھو تمہاری ہی کتابوں سے تحریف قرآن کا کیسا کیسا گل کھلتا ہے۔ ایک ایک بات کو طے تو کرتے چلو۔ اس بحث میں بھی ذرہ تمہارا اور تمہارے علماء کرام کا زور دیکھوں۔

مولوی صاحب - نہیں جب تک پوری بحث ختم نہیں ہو جائیگی اس وقت تک میں اس کو نہیں مانوں گا کہ صرف سوروں کے ادھر اُدھر ہو جانے کی وجہ سے قرآن شریف میں تحریف ہوئی۔ اور ایسا قرآن مجید جاری رہنے سے ہم لوگ بھی تحریف کے معتقد سمجھے جائینگے۔

ہدایت خاتون - بس انہیں باتوں سے ہم لوگ کہتے ہیں کہ تم لوگ زبردستی کرتے ہو۔ تم لوگوں کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا اور دوسروں کی آنکھ کا تنکا آسانی سے دیکھ لیتے ہو۔ اور اس کا خوب ڈھنڈورا بھی پیٹتے ہو۔ تمہاری لغت کی کتاب۔ تمہاری تفسیر اور تمہارے علماء کے ترجمہ قرآن مجید سے میں نے دکھا دیا کہ تحریف کا کیا معنے ہے اور پھر قرآن مجید میں سوروں کا الٹ پلٹ ہر آنکھ والا دیکھ سکتا ہے۔ مگر تم اس کا اقرار نہیں کروگے کہ تم لوگ بھی تحریف کے قائل ہو۔ اب بتاؤ تو میں کیا چیز دکھاؤں گی جس سے تم تحریف کے قائل ہو جاؤ گے۔ اس طرح کی دلیری تو غیر مسلم تو میں بھی مسلمانوں کے مقابلہ میں نہیں کرتی ہیں۔ اچھا تماشہ ہے۔

مولوی صاحب - تم کیسی ہی دلیلیں دو مگر میرا دل کسی طرح نہیں مانتا کہ قرآن شریف میں تحریف ہوئی۔ معاذ اللہ اللہ تعالٰے کی کتاب میں کوئی تحریف کیسے کر سکتا ہے؟

فرار اڈیٹر النجم مولوی عبد الشکور صاحب اڈیٹر اخبار النجم و اخبار آفتاب لکھنو کا جناب مولانا السید علی حیدر صاحب قبلہ مدیر رسالہ اصلاح سے مناظرہ کیلئے آنا اور بغیر مناظرہ کئے شرمناک فرار اختیار کرنا قابل دید ہے۔ قیمت ۴ر

فتح مبین اس رسالہ میں بھی اڈیٹر النجم مذکور کے مناظرہ سے فرار کرنے اور ضلع سارن کے مشہور عالم اہلسنت مولوی حکیم فتح محمد صاحب کے شیعہ ہوجانے کا دلچسپ تذکرہ ہے۔ قیمت ۴ر

فتح الرحمان اڈیٹر النجم کا دوبارہ مولانا ممدوح سے مناظرہ کی ہمت کرنا اور فرار کرنا۔ قیمت ۴ر

فتح القدیر اڈیٹر النجم نے بمبئی میں جاکر شیعوں سے جو مناظرہ کیا اس پر مفصل تبصرہ قابل دید ہے۔ قیمت ۳ر

قول کریم ایک سنی عالم کا اڈیٹر النجم پر اعتراض کہ خود اہلسنت کی کتابیں تحریف قرآن کے مضامین سے بھری ہیں پھر تم کیوں شیعوں پر اعتراض کرتے ہو۔ قابل دید ذخیرہ ہے جسمیں پوری تحقیق و جامعیت سے ثابت کردیا گیا ہے کہ اہلسنت تحریف قرآن کے قائل ہیں اور انکی کتابوں سے قرآن کی تحریف اسطرح واضح ہے کہ کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ آجتک اڈیٹر النجم سے بھی اسکا جواب نہیں ہوسکا۔ قیمت عہ

معراج شہادۃ شہادۃ امام حسین کے متعلق خان بہادر سید خیرات احمد صاحب وکیل گیا مصنف کتاب "نور ایمان" کا زبردست رسالہ بہت دلچسپ مفید اور بصیرت افروز ہے۔ قیمت ۲ر

مشعل ہدایت جناب حاجی سید اظہار حسنین صاحب بی اے مجسٹریٹ پنشنر گجرات کی مشہور اور زبردست تحقیقی کتاب جسمیں دکھلایا ہے کہ خدا نے اپنے کلام پاک میں رسول اور انکے آل و اصحاب کیلئے کیا فرمایا ہے اور قرآن مجید سے آل اطہار کا کیا پایہ ثابت ہے اور اصحاب کس مرتبہ پر فائز ہیں اور ان تمام حقائق کی موجودگی میں امت پر کسکی پیروی اور کس حد تک فرض ہے۔ غرض بہت ہی قابل قدر کتاب ہے بحیثیت مجسٹریٹ آپ نے سنی شیعہ کے اختلافات کا فیصلہ بھی کمال انصاف سے کیا ہے حجم ۲۱۴ صفحہ قیمت صرف عہ

وضوء میں پاؤں پر مسح کرنا فرقہ اہل القرآن نے جو پنجاب میں پیدا ہوا ہے قرآن مجید سے دکھانا چاہا تھا کہ وضوء میں پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ اسکے جواب میں دفتر اصلاح سے امتحان اہل القرآن و قول فیصل شائع کرکے ثابت کردیا گیا کہ قرآن مجید وضوء میں پاؤں پر مسح کرنے ہی کا حکم دیتا ہے۔ اس تحقیق سے یہ رسالے لکھے گئے کہ اہل القرآن کو بھی مان لینا پڑا۔ قیمت ۴ر

اسلامی خدا توحید خدا کو آیات قرآن مجید سے بہت مفصل اور جامعیت سے ثابت کرکے واضح کردیا ہے کہ جس طرح اسلام خدا کی توحید سکھاتا ہے دنیا کا کوئی فرقہ نہیں سکھا سکتا۔ قیمت ۸ر

آل و اصحاب اس رسالہ میں دکھایا ہے کہ اہلبیت طاہرین کیساتھ اصحاب رسول کا سلوک کیسا تھا۔ ان لوگوں نے امانت رسول کے ساتھ کس درجہ بیرخی کی۔ واقعۂ کربلا کے وقت کتنے صحابہ موجود تھے مگر انھوں نے ادھر ذرہ برابر توجہ نہیں کی حالانکہ وہ مدد کرتے تو امام مظلوم شہید نہ ہوتے نہایت مفید اسلامی تاریخی تحقیقات کا ذخیرہ ہے۔ قیمت ۱۲ر

جواب شتر رسالہ مسٹر عبد الحلیم صاحب شررؔ لکھنوی نے حضرت سکینہ بنت الحسینؑ کا بہت فحش اور گندہ ناول لکھکر مسلمانوں کے دلوں میں آگ لگا دی تھی۔ اسکا مفصل جواب اور تاریخی تحقیقات کا بے مثل خزانہ تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۴؍

صاحب العصر والزمان حضرت حجّۃؑ کے وجود اور غیبت کی بہت زبردست دلیلیں اور قادیانی فرقہ نے حضرتؑ کے بارے میں جو اعتراضات کئے ہیں اُن کا مفصل اور تشفی بخش جواب۔ قیمت ۱۲؍

عقل و تہذیب اہلحدیث فرقہ اہلحدیث کی عقل تہذیب انسانیت۔ مذہب اور خصوصاً انکے علماء و پیشوایان دین کے قابل مضحکہ حالات کا مکمل مجموعہ۔ قیمت ۱۲؍

فتنہ شبلی شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نے اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ میں لکھا تھا کہ معاذ اللہ جناب امیرؑ نے بھی ایک دفعہ شراب پی تھی۔ اس کی مفصل اور محققانہ رد کرکے اس روایت کی دھجیاں اُڑا دی گئی ہیں۔ قیمت ۸؍

تحریف قرآن کے بارے میں اہلسنت اعتراض کرتے ہیں۔ رسالہ حد السارق میں پوری تحقیق اور جامعیت سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ تحریف قرآن کے قائل اہلسنت ہیں اور انکی کتابوں سے یہ اسطرح واضح ہے کہ کوئی انکار نہیں کرسکتا۔

مسئلۂ فدک سنّی شیعہ کے درمیان بہت زبردست بحث ہے۔ نواب محسن الملک بہادر نے شیعوں کے خلاف آیات ؐ حیات میں بہت زور لگایا ہے اسکا مفصل جواب کمال تحقیق سے لکھا گیا ہے۔ یہ کتاب شیعوں کیلئے نعمت عظمیٰ ہے جلد اوّل ۸؍ دوم ۸؍ سوم ۸؍ چہارم ۸؍

مقدمہ نہج البلاغہ بعض اہل سنت کہتے ہیں کہ نہج البلاغہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا کلام نہیں ہے اس کتاب میں نہایت تحقیق و جامعیت سے اسکو حضرتؑ کا کلام ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲؍

مذہبی کہانی اس رسالہ میں ناول کے طرز پر اصول دین کی باتیں بہت واضح اور دلچسپ عنوان سے بچوں کیلئے لکھی گئی ہیں قیمت ۱؍

المشتہر:۔ منیجر اصلاح کھجوا (صوبۂ بہار)

ڈاکخانہ کھجوا انگریزی میں ڈاکخانہ کھجوا اسطرح لکھا جائے:۔ P.O. KUJHWA (BIHAR CIRCLE)

اکسیر پائریا یہ موذی مرض جس طرح عامۃ البلویٰ ہو رہا ہے ظاہر ہے۔ ہم بہت سے مخصوصین اور احباب کے اصرار سے اپنے اس کامیاب منجن کو بصورت اشتہار پیش کرتے ہیں۔ قیمت ایک ڈبیہ ۴؍ منگا کر ضرور امتحان کیجئے۔ یہ پائریا کا تیر بہدف علاج ہے جسکی ہر طرف دھوم ہو رہی ہے۔

المشتہر:۔ منیجر مطب جناب حکیم سیّد باقر رضا صاحب چھپرا (بہار)

برقی نمک معدہ کیلئے بہت مفید ہے۔ غذا کو صحیح ہضم کرتا ہے۔ دست اور قے کو روکتا اور درد کو دور کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ اکسیر ہے۔ ہر گھر میں اس کا رہنا ضروری ہے۔ قیمت ایک شیشی ۲؍

المشتہر:۔ سیّد مرتضیٰ حسین رضوی موضع گوپالپور ڈاکخانہ باقر گنج ضلع سارن

(سید غازی الدین حیدر نے مطبع اصلاح کھجوا میں چھاپ کر شایع کیا)

اصلاح

نمبر ۱۱ | ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۷ ہجری | جلد ۳۲

مدیر

جناب مولانا السید علی حیدر صاحب قبلہ دام برکاتہم



دار الاشاعت

کھجوا (صوبہ بہار)

(کتبہ سید علی احمد رضوی گوپال پوری)

چندہ سالانہ خاص مع محصول ڈاک [illegible] پانچ روپیہ

[illegible] خریداروں سے تین روپیہ

ہندوستان سے باہر والوں سے [illegible]

کوئی پرچہ نہیں جا سکتا

بعض ہمدردان اصلاح اپنے پرچوں کی پوری حفاظت نہیں کرتے اور سال ختم ہونے پر دفتر اصلاح میں شکایت کرتے ہیں کہ اتنے نمبر نہیں ملے مکرر فوراً بھیجدیجئے۔ ان کل حضرات سے التماس ہے کہ جس وقت رسالہ پہونچا کرے پڑھکر اگر صندوق یا الماری میں مقفل کر کے بند کر دیا کریں تو کوئی نمبر ضائع نہ ہو۔ ہاں ایک نمبر پہونچنے پر اگر ہمیں معلوم ہوگا کہ قبل کا نمبر نہیں ملا تو وہ مکرر روانہ کر دیا جائیگا۔ مگر دو تین نمبروں کے بعد قبل کا نمبر طلب کیا جائیگا تو نہیں جا سکتا۔ مثلاً نمبر ۵ پہونچنے پر اگر لکھا کہ نمبر ۴ نہیں ملا تھا تو مکرر بھیجدیا جائیگا لیکن اگر نمبر ۳ یا ۲ طلب کیجئے گا تو وہ نہیں جا سکتا۔ بلکہ اس کیلئے فی نمبر ۸ر قیمت آپ کو بھیجنی پڑے گی۔

جو لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ بدلجاتے ہیں

وہ فوراً دفتر اصلاح میں بھی اپنے جدید پتے کی اطلاع دیدیا کریں ورنہ ان کا رسالہ اصلاح سابق پتے پر جاتا رہیگا۔ اور پھر دفتر سے مکرر نہیں بھیجا جائیگا اکثر حضرات اسکی پابندی نہیں کرتے جس سے دفتر کو بڑی پریشانی ہوتی ہے۔

۱۳۵۷ھ ہجری کا چندہ اصلاح

۱۳۵۶ھ و ۱۳۵۷ھ ہجری کا چندہ اصلاح جن حضرات نے ابتک نہیں بھیجا وہ فوراً بذریعہ منی آرڈر روانہ کر کے شکر گزار کریں ورنہ آئندہ نمبر ضرور وی پی روانہ کیا جائیگا جس میں آپکا ۴ر پیسہ فضول خرچ ہو جائیگا۔ بہت حضرات وی پی پہونچنے پر شکایت کرتے ہیں کہ وی پی کیوں بھیجدیا خط لکھکر چندہ کیوں نہیں طلب کیا۔ ان سب کی خدمت میں التماس ہے کہ دفتر میں اتنے محرر نہیں ہیں کہ ہر شخص کو طلب چندہ کا خط لکھیں اور نہ اتنا مال ہے کہ ہر شخص کو ۳ر کا پوسٹ کارڈ بھیجا جایا کرے۔ پس اس اطلاع کو آپ حضرات کارڈ خیال کر کے فوراً اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرما دیں کہ وی پی بھیجنا ہمارے لئے بھی بڑی مصیبت ہے۔

ناول جوہر قرآن و سوانح عمری حضرت عمر

دفتر اصلاح کے مشہور دلچسپ ناول تصویر عزا کے ختم ہونے پر برابر فرمائشیں آرہی ہیں مگر ہم بھیجنے سے مجبور اور وہ حضرات اسکے دیکھنے کیلئے بیچین ہیں۔ اسی طرح جو حضرات اسی وقت سے رسالہ اصلاح کے خریدار نہیں ہونگے اور ناول جوہر قرآن و سوانح عمری خلیفہ دوم ختم ہونے پر طلب کرینگے تو بہت افسوس کرینگے۔ پس جلد علم دوست حضرات اصلاح کے خریدار ہو جائیں۔

ہندو پنڈت کا رسالہ خلافت

ایک ہندو پنڈت ہرنام صاحب نے مسئلہ خلافت و امامت پر وہ زبردست تحریر شائع کی ہے جس سے بھی مذہب شیعہ کی حقیقت مثل آفتاب روشن ہو رہی ہے۔ اس رسالہ نے ہزاروں اہلسنت میں زلزلہ ڈالدیا۔ رسالہ اصلاح کو وہ جدید خریدار دیکر یہ کتاب مفت طلب کیجئے۔ المشتہر منیجر اصلاح کھجوا

اردو تفسیر قرآن

نہایت تحقیق و جامعیت سے شائع ہو رہی ہے آجتک ایسی تفسیر اردو زبان میں نہیں چھپی تھی صرف دو روپیہ سالانہ میں ۴۸ صفحہ ماہوار آپکے پاس پہونچتی رہیگی۔ جلدی طلب کیجئے۔ ورنہ دوبارہ اسکا چھپنا دشوار ہوگا۔ المشتہر مدیر ادارہ تحقیق کھجوا۔

فہرست مضامین اصلاح ۱۱ جلد ۲۴

نمبرشمار	مضمون	راقم	صفحہ
(۱)	الحمد للہ والشکر لہ	مدیر	۲
(۲)	ریاست حیدرآباد اور شہر رنگون کے ہمدردان اصلاح	"	"
(۳)	رسالہ تفضیل امیر المومنین ع	"	"
(۴)	جوہر قرآن وسوانح عمری کی اہمیت	"	"
(۵)	انگریزی فیصلہ تبرا	"	۳
(۶)	یاد ماضی (نظم)	منقول	"
(۷)	حضرت ظہور الملۃ والدین طاب ثراہ	مدیر	۴
(۸)	قطعہ تاریخ وفات حضرت ممدوح طاب ثراہ	مولوی سید مرتضی حسین صاحب کھجوی ومولوی سید باقر صاحب کھجوی	۵
(۹)	اسکولوں کالجوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کا نتیجہ	منقول	۶
(۱۰)	تقریظ	منیجر اصلاح	۷
(۱۱)	اخبار عنسم	"	۸

ظہور الملۃ والدین طاب ثراہ

آہ آہ کیسے لکھیں اور کیونکر بیان کریں کہ دنیاے اسلام مین پھر نہایت ہی سخت
سانحہ پیش آگیا عالم ایمان مین زلزلہ پڑگیا۔ آفتاب علوم وکمالات گہن
مین آگیا۔ علوم دینیہ یتیم۔ اہل علم وفضل بے پناہ ہوگئے۔ اس بزرگ کا سایہ اوٹھ گیا جو دین کا حامی۔ اسلام کا
محافظ۔ علوم ومعارف کا ناشر۔ علما ومجتہدین کا پشت وپناہ۔ اساتذہ کا سہارا اور طلاب علوم کا مربی تھا۔ قلم
مین طاقت نہین کہ اس مصیبت کی تصریح اور دل مین طاقت نہین کہ اس آفت کو ظاہر کرسکے کیونکہ ہوش وحواس
غائب ہین۔ دماغ مختل ہو رہا ہے اور مجھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا کیا جاے اور کیونکر کیا جاے۔ کہنے کو ایک بزرگ کا
سایہ اوٹھا مگر حقیقت مین سیکڑون علما وحکما کی جگہ خالی ہوگئی۔ دیکھنے کو ایک مجتہد نے رحلت فرمائی لیکن واقعہ
یہ ہے کہ سیکڑون محققین ومجتہدین کا مجمع پراگندہ ہوگیا وہ عظیم الشان ہستی دنیا سے اوٹھ گئی جس کے تبحر علم کا مثل
ونظیر شاید ہی پھر پیدا ہوسکے۔ وہ استاذ الکل فی الکل چل بسا جس کی جامعیت کا کوئی شخص نہ عراق مین سنا گیا
نہ مصر مین تھا نہ عرب مین نہ عجم مین تھا۔ جس پر ہندوستان کو ناز تھا اور بجا ناز جس پر شیعی دنیا کو فخر تھا اور بہترین فخر جسکے
فضل وکمالات پر اغیار مبہوت ہو جاتے تھے جس کے سامنے دوسری قومون کے تعلیم یافتہ حضرات بھی طفل مکتب
معلوم ہوتے تھے۔ جو منطق وفلسفہ وہیئت ونحو وصرف وادب ومعانی وبیان وفقہ واصول وکلام وتفسیر وتاریخ
ورجال سب کا خزانہ تھا جو ان علوم مین ان کے بڑے بڑے مصنفین کا بھی استاد معلوم ہوتا تھا جو علوم نقلیہ وعقلیہ
کے زبردست استادون کا بھی استاد نظر آتا تھا۔ جس بزرگ کے متعلق اس کا فیصلہ ہی نہین ہوسکا کہ کس علم
مین کمزور ہین۔ جس کے بارے مین اس کا اندازہ نہین ہوسکا کہ دنیاے بحث وفکر مین کوئی شخص بھی اس سے
بڑھ سکتا ہے۔ جس بزرگ کی معلومات کی یہ حالت تھی کہ اگر فن نحو کا مسئلہ پیش آجاتا تو طلاب وعلما کو وہم
ہونے لگتا کہ معلوم ہوتا ہے آپ کی پوری عمر اسی کی تحقیقات مین صرف ہوئی ہے اور اگر ادب کی بات نکل آتی
تو اتنے افادات فرماتے کہ سننے والے سمجھتے آپ کی کل زندگی صرف شاعری اور نظم ونثر مین بسر ہوئی اگر اصول وفقہ
کی بحث آجاتی تو وہ تحقیقات ذکر فرماتے کہ معلوم ہوتا آپ ابتداے عمر سے آخر وقت تک نجف اشرف مین رہے ہین
اگر علم کلام کا ذکر آجاتا تو دیکھنے والے خیال کرتے صرف اسی موضوع مین آپ آج تک مشغول رہے اور اگر تفسیر وتاریخ
سے متعلق بیان ہوتا تو شبہ ہوتا آپ اور علوم سے علیحدہ ہین۔ منطق وفلسفہ کا تو ذکر ہی نہین معلوم ہوتا تھا کہ علماے
منطق وحکمت کی کل باتین آپ کو حفظ ہوگئی ہین یعنی حضرت اعلم العلماء اشرف الفقہاء افضل الحکماء سلطان المحققین
سید المتکلمین عماد المجتہدین حجۃ الاسلام والمسلمین آیۃ اللہ فی العالمین استاذ الکل فی الکل سیدنا ومولانا آقاے
سید ظہور حسین صاحب قبلہ طاب ثراہ مجتہد لکھنوی نے ۱ ذی قعدہ کو انتقال فرمایا اور ہزارون طلاب علوم بلکہ
سیکڑون علما وفضلا کو اپنے ماتم مین سوگوار بنا گئے۔ مگر مشیت ایزدی مین کیا چارہ ہے۔ غضنفر جلیل

قطعهٔ تاریخ سال ہجری

وا دریغا حامی دین فخر ملت منطقی — فلسفی و افقه عالم ظهیر المسلمین
آفتاب علم منطق ماهتاب فلسفه — رفت از دنیا کز آن رخنه فتاده بر زمین
بود خوش خلق و کریم النفس و عالی مرتبت — عالم کامل چنین دیدم نه بالائے زمین
از قضائے قالبش رنگ حیاتی چون پرید — آمدند ارواح معصومین نزدش بالیقین
چون سپرد خاک شد نعشش برائے کربلا — کرد استقبال روح او کراماً کاتبین
چون رسیده روح پاکش از جهان اندر جنان — گفت حور العین طبتم فادخلوها خالدین
از فیوض ذات پاکش در وفور شوق ها — از ریاض علم او صدها بعالم خوشه چین
گاه داده درس علم و گه نموده وعظ و پند — در بنائے شیعه کالج می نموده کار دین
رخته انداز فنا چون سوے گلزار بقا — بے پدر گشتند دردا طالبان علم دین
وای هنگامے که محشر شد بپا در لکهنو — مبتلائے رنج و غم گشتند جمله مومنین
مرتضی چون سال رحلت خواست از رضوان خلد — گفت طوبا داد رب العالمین خلد برین ۴

۱۳۵۷ھ

قطعهٔ تاریخ سال عیسوی

هزاران افسوس آن علامهٔ دین ماحی بدعت — پریده طائر روحش نشیمن ساخت در جنت
ظهور علم و عرفان بود از ذات همایونش — مدام اوقات والاش پئے ترویج دین نصرت
بعلم منطق و هم فلسفه استاد کامل بود — نبود کس چو مثلش یکه تاز عرصهٔ حکمت
باخلاق و مروت هم سپهر جود را ماهے — نه مثل او فقیه و عالم و عیلم درین ملت
منور درسگاه علم از انوار او بوده — ولے از رحلتش چندا مبدل گشته از ظلمت
تن پاکش بخواب اندر لحد تابان مثال مه — رسیده روح او در خلد زیر سایهٔ رحمت
وجود او پئے اسلام بوده قلعهٔ محکم — دریغا منهدم گشته ببین از دیدهٔ عبرت
ز مرگش رخنه افتاده در قصر منیع دین — تلافیش بلند است از حد تعمیر فی سنیت
چون رحلت کرد از دنیا بسوئے جنت الماوی — مسرت دور شد از قلب جلوت خیمه زد کلفت
بفکر سال رحلت بود مختر چون بدے کامل — صدائے از فلک آمد غروب نیر ملت ۴

۱۹۳۸

اسکولون کالجون مین لڑکون اور لڑکیون کی تعلیم کا نتیجہ

قرآن مجید بانی فطرت کا کلام ہے جو انسان کی دو صنفون (مرد و عورت) کے طبعی تقاضے کو خوب جانتا ہے۔ اس لئے اس نے اس خرابی کی بندش کے لئے جو ان دونون کے ناجائز ملاپ سے پیدا ہوتی ہے خاص احکام جاری کئے ہین۔ لیکن جو لوگ فطرت کے خلاف چلنے والے ہین وہ فطرت کے تقاضے کو ہنسی و مذاق سمجھتے ہین۔ غیر مسلم اخبارون مین یہ لفظ (پردے کی لعنت) عام طور پر بولا اور لکھا جاتا ہے۔ مغرب زدہ مسلمان بھی پردے کی مخالفت کرتے ہین پس یہ دونون گروہ (پردہ در مسلم و غیر مسلم) واقعات زمانہ غور سے دیکھین اور سنین۔ اسکولون اور کالجون کی لڑکیون نے لڑکون کی حرکات ناشائستہ کی شکایت گاندھی جی کے پاس بھیجی ہے۔ جس کے جواب مین گاندھی جی نے اپنے اخبار مین دونون گروہونکو نصیحت فرمائی ہے اسے ہم آریہ گزٹ سے نقل کرکے ناظرین تک پہونچاتے ہین

"مہاتما گاندھی جی نے ہریجن کی تازہ اشاعت مین نوجوانون کے اندر جو نئی وبا آرہی ہے اسکے متعلق کڑی نکتہ چینی اور افسوس کا اظہار کیا ہے اور وہ پڑھے لکھے نوجوان خصوصًا کالجیٹ لڑکون کیطرف سے لڑکیون کی متعلق اس برے بھاؤ۔ مہاتما جی نے اس بڑھتی ہوئی بداخلاقی کی روک تھام کے اپائے بھی لکھے ہین کہ لڑکیون کو خاموش نہین رہنا چاہئے۔ اس قسم کے تمام واقعات اخبارات مین شائع کرانے چاہئین جہان ایسے شرارتیون کے نام معلوم ہون وہان ان کے نام بھی ظاہر کرنے چاہئین۔ ایسے معاملات مین شرارتیون کا بھانڈا پھوڑنے مین کوئی شرم یا جھوٹی حیاداری نہین ہونی چاہئے۔ عام شرارتونکی روک تھام کے لئے رائے عامہ سے زیادہ موثر اور کوئی چیز نہین۔ بدمعاشی اور گناہ ہمیشہ تاریکی مین پرورش پاتے ہین۔ جب ان پر روشنی ڈالی جاوے تو وہ دور ہو جاتے ہین۔

جہان مہاتما جی نے نوجوانون کے اس فعل کو کوسا ہے وہان انہون نے لڑکیون مین بڑھتی ہوئی فیشن پرستی کو بھی کوسا ہے۔ انہون نے ان کے متعلق فرمایا کہ دور حاضرہ کی لڑکیان ایک درجن رانجھون کی ہیر بننا چاہتی ہین۔ وہ رومان کی شیدائی ہین۔ وہ اپنے آپ کو ہوا بارش اور سورج سے بچانے کے لئے پوشاک نہین پہنتین۔ اس لئے کہ وہ لوگون کی لئے کشش کا باعث بن جاوین وہ اپنے آپ کو غازہ اور سرخی وغیرہ سے چپڑ کر اپنی صورت مین نزاکت پیدا کرنی چاہتی ہین۔

ہمارے خیال مین آج کل لڑکے اور لڑکیون کی جو تربیت ہو رہی ہے یہ سب اسی کے ہی پھل ہین جب تک انہین اصل بھارتی سادہ جیون اور دھرم بھاؤون کی تربیت نہ دیجاویگی یہ شکایتین دور نہ ہونگی۔" (آریہ گزٹ لاہور مؤرخہ ۷ جنوری ۱۹۳۹ء)

اہلحدیث ۔ گاندھی جی نے لڑکیوں کو جو نصیحت کی ہے ہمارے خیال میں وہ ہمارے مفید ہونیکے مضر ہوگی اگر کسی اسکول یا کالج میں لڑکیوں نے اپنی شکایت اخباروں میں شایع کرادی کہ ہمارے اسکول یا فلاں اسکول کے لڑکے ہمارے ساتھ ناشائستہ حرکات کرتے ہیں خطرہ ہے کہ اس شکایت سے اگر پہلے پانچ لڑکے ہوں گے تو اس کے بعد دس ہو جائیں گے ۔ اسی طرح بڑھتے بڑھتے لڑکے اور لڑکیوں میں تعارف پیدا ہو جائے گا ۔ اخبارات میں جس قدر زیادہ شکایت ہوگی اسی قدر عشق بازی کی آگ زیادہ تیز ہوتی جائیگی لڑکے اپنی شرارت میں یہاں تک ترقی کر جائیں گے کہ گاندھی جی کی نصیحت کا جواب ان لفظوں میں دیں گے ؎ بل بے خود بینیٔ زاہد کہ ترے دیکھنے کو ۔ منع کرتا ہے لو یہ اور تماشا دیکھو ۔

عربی میں ایک مقولہ ہے "المرء یقیس علے نفسہ" آدمی دوسرے کو بھی اپنے نفس پر قیاس کرتا ہے ۔ گاندھی جی کی یہ نصیحت اسی مقولے پر مبنی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح میں نفس کش ہوں اسی طرح نوجوان بھی نفس کش ہوں گے کہ میری نصیحت سن لیں گے ۔

گاندھی جی نے لڑکیوں کی پوشاک کے متعلق جو شکایت کی ہے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے دنیا کے مصلح اعظم بھی فرما گئے ہیں ۔ رب کاسیۃٍ عاریۃٌ لباس پہننے والی کئی عورتیں در اصل ننگی ہیں ۔

اس اقتباس کے اخیر میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ موجودہ تربیت ہی اس خرابی کی بنیاد ہے ۔ غنیمت ہے کہ اس حقیقت کا اعتراف ہوا ہے ۔ آج سے چند سال پہلے جب علماء اسلام ایسا کہتے تھے تو انکا مذاق اڑایا جاتا تھا آج ہنسی کرنے والوں کے منہ سے بھی وہی بات نکلی ہے ۔ سچ ہے ؎ کی میرے قتل کے بعد اُسنے جفا سے توبہ ۔ بے پردہ مذہب مسلمو ! ۔ مستورات کو مکشوفات بنانے والو ! بانی فطرت اور عالم الغیب کی تعلیم سے بے اعتنائی کرنے والو ! واقعات دنیا کو گہری نظر سے دیکھو اور نصیحت پاؤ ورنہ ؎ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا ۔

تقریظ

(۱) مسئلہ خلافت و امامت حصہ پنجم ۔ یہ رسالہ امامیہ مشن لکھنؤ کی اکسٹھویں دینی خدمت ہے اس کے پہلے خلافت و امامت کے چار حصے شایع ہو چکے ہیں ۔ اس سلسلہ میں سب سے آخری مضمون وہ آزاد خیال شیعہ کا تھا جس کی پہلی قسط رسالہ نگار لکھنؤ نے شایع کی تھی اور وہ امامیہ مشن کی جانب سے حصہ چہارم کی صورت میں پیش کی گئی اس کے بعد کسی مصلحت سے نگار میں اس کی دوسری قسطیں شایع نہیں کی گئیں لیکن معزز اخبار سرفراز نے اس کی دوسری قسط کو آزاد خیال شیعہ سے حاصل کر کے رجب نمبر میں شایع کر دیا پھر بھی وہ مضمون مکمل نہیں ہو سکا تھا اب سکرٹری صاحب امامیہ مشن نے آزاد خیال شیعہ سے اس کے بقیہ حصہ کو بھی حاصل کر لیا ہے اور اس رسالہ میں وہ پورا مضمون شایع کر دیا ہے جو چھوٹی تقطیع کے ۱۶۸ صفحوں میں تمام ہوا ہے قیمت ۱۱۱/ اور محصول ڈاک ۔ امامیہ مشن لکھنؤ کی یہ خدمت بھی قابل قدر ہے ۔ خدائے کریم اس کے سرپرست اور کارکنوں کو جزائے خیر عطا کرے

کہ بہت ضروری دینی خدمات کو انجام دے رہے ہیں۔ امامیہ مشن لکھنؤ سے طلب کریں۔

(۲) فلک النجاۃ۔ عالم جلیل و فاضل نبیل جناب مولوی حکیم امیر الدین صاحب ساکن بلک جلال الدین ڈاکخانہ چیلا ضلع جھنگ نے جو پہلے سنی تھے اور کمال تحقیق کے بعد شیعہ ہو گئے اپنی تحقیقات کو کتاب فلک النجاۃ میں شایع کر دیا ہے جس کے تین حصے پہلے شایع ہو چکے ہیں۔ حال میں اس کا چوتھا حصہ تذنیب التعلیقات بھی شایع کیا ہے جو ۸۰۸ صفحہ میں تمام ہوا ہے جس میں بکثرت مضامین مناظرہ کے متعدد جدید حوالے اور دلیلیں نہایت خوبی سے جمع کر دی ہیں۔ آپ نے اس کتاب کے یہ چاروں حصے ایسی جامعیت و تحقیق و تفصیل سے لکھے ہیں کہ اختلافی مسایل سے شاید ہی کوئی مسئلہ رہ گیا ہو جس کے کل ادلہ عقلیہ و نقلیہ تشفی بخش نہ ہوں ضرور منگائیے اور حفاظت سے رکھئے۔ صف۔ ار ٹکٹ ممدوح کو بھیج کر طلب کریں۔

(۳) تیسرا تبلیغی مرثیہ۔ جناب موجد صاحب نقوی سرسوی کے چند تبلیغی مرثیے پہلے شایع ہو کر قبول عام کی سند حاصل کر چکے ہیں اب یہ تیسرا مرثیہ بھی اسی رنگ اسی شان اور اسی مذاق میں شایع ہو گیا جو جناب عباس علمبردار کے حالات میں ہے اور ۵۰ صفحہ میں شایع ہوا ہے اس پر علمائے کرام کی تقریظ بھی ہے جس سے اس مرثیہ کا وزن بڑھ گیا ہے قیمت مرقوم نہیں ہے غالباً ۸ر ہو گی۔ جناب سید ناظر حسین صاحب موجد بک ڈپو بمبئی پوسٹ ۹ سے طلب کریں۔

(۴) ماہ نامہ۔ ہماری قوم کا یہ جدید ماہوار رسالہ ہے جو ادارہ علی کالج وزیر آباد نوگانواں ضلع مراد آباد سے ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ سے شایع ہونے لگا ہے اس کے مضامین اخلاقی تاریخی مذہبی اور ادبی ہوتے ہیں نیز وہ مضامین جو قومی بیداری پیدا کرنے میں معین ہوں ضخامت ۲۵ صفحہ ماہوار سالانہ چندہ صرف ۱۲ر خدا کرے یہ رسالہ بھی پھولے پھلے اور قوم کے لئے مفید ثابت ہو۔

اخبار غم ہا افسوس (۱) ہمارے قریبی بزرگ جناب خانی المحترم حکیم سید محمد ناظر صاحب مرحوم نے ۴ شعبان کو انتقال کیا اور زیادہ صدمہ اسکا ہے کہ اولاد نرینہ سے کسی کو نہیں چھوڑا پہلے آپ بنارس کے مشہور طبیب تھے آخر عمر میں اپنے وطن کھجوا میں آکر رہ گئے تھے (۲) جناب سید غالب حسین صاحب مرحوم کی اہلیہ نے ۲۰ ذیقعدہ کو انتقال کیا (۳) جناب سید غلام مصطفےٰ صاحب سب انسپکٹر آبکاری پنشنر کھجوا کی اہلیہ نے ۱۸ ذی قعدہ کو انتقال کیا ممدوح نے ان کی فاتحہ خوانی کے لئے تین بڑی مجلسیں کیں جن میں بنارس اور لکھنؤ کے واعظین نے خوب بیان کیا (۴) جناب سید تجمل حسین صاحب پروفیسر مسلم یونیورسٹی علیگڈھ نے ۱۲ شوال کو انتقال کیا (۵) جناب راجہ سید توکل حسین تعلقدار لودھیہ ضلع فیض آباد نے ۲۶ شوال کو انتقال کیا۔ یہ کل حادثے بہت دردناک ہیں مگر مشیت ایزدی میں کسی کا کچھ بس نہیں خداوند غفار سب کے درجات اعلیٰ کرے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مومنین سورہ فاتحہ و توحید کا ثواب سب کی روحوں کو ایصال کر کے خود بھی شاب ہوں

مناکیر غیر محتملة ۔ یہ ایسی باطل اور لغو حدیثیں ہیں جن پر کسی کو تاب نہیں رہ سکتی ہے (میزان ج ۲ ص ۱۹۵)

افضل امت

قال البغوی سمعته یقول افضل ھذہ الامة بعد نبیھا ابوبکر وعمر ۔ علامہ لبغوی نے کہا کہ میں نے عبدالرحمان سے سنا وہ کہتے تھے حضرت رسول خدا صلعم کے بعد اس امت کے افضل ترین اشخاص حضرت ابوبکر و عمر ہیں ۔ اسکے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں قال ابو داؤد الف ۔ کتابا فی مثالب الصحابة رجل سوء ۔ ابوداؤد کہتے تھے کہ اس شخص نے صحابہ کی برائیوں اور عیوب کے بارے میں ایک پوری کتاب ہی لکھ ڈالی ہے یہ بڑا ہی بیہودہ آدمی تھا (میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۹) ۔

علامت نفاق و ایمان

عن جابر عن النبی قال لا یبغض ابابکر وعمر مومن ولا یحبھما منافق ۔ جناب جابر بیان کرتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا جو شخص بھی مومن ہوگا وہ ابوبکر و عمر کو دشمن نہیں رکھ سکتا ۔ اور جو شخص بھی منافق ہوگا وہ ان دونوں کو دوست نہیں رکھ سکتا ۔ اس کا راوی عبدالرحمان بن مالک ہے ۔

کہول اہل الجنة کی سرداری

یہی عبدالرحمان اس حدیث کا بھی راوی ہے ھذان سیدا کھول اھل الجنة ۔ یہ دونوں (ابوبکر و عمر) بہشت کے ادھیڑ لوگوں کے سردار ہیں (میزان جلد ۲ ص ۱۰۱) اب اس عبدالرحمان کا حال لکھو ۔ علامہ ذہبی اسکے بارے میں لکھتے ہیں قال احمد والدارقطنی متروک وقال ابوداؤد کذاب و قال مرة یضع الحدیث وقال النسائی وغیرہ لیس بثقة ۔ امام احمد و دارقطنی نے کہا کہ یہ چھوڑ دیا گیا ہے ۔ اور امام ابوداؤد نے کہا یہ بڑا جھوٹا تھا ۔ اور ایک دفعہ کہا کہ یہ حدیثیں دل سے گڑھ گڑھ کر بیان کرتا تھا ۔ اور امام نسائی وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ قابل اعتبار نہیں ہے (میزان جلد ۲ ص ۱۰۱)

ساق عرش کی عبارت

عن ابن عباس عن النبی قال لما عرج بی الی السماء رایت علی ساق العرش مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق ۔ عثمان ذو النورین ۔ جناب ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا میں نے شب معراج میں دیکھا عرش کے ساق پر لکھا ہوا ہے اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں ۔ محمد اللہ کے پیغمبر ابوبکر صدیق عمر فاروق اور عثمان ذو النورین ہیں ۔ اس کے راوی علی بن جمیل کے بارے میں لکھتے ہیں کذبہ ابن حبان وضعفہ الدارقطنی وغیرہ ۔ ابن حبان نے اس کو جھوٹا کہا اور دارقطنی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے (میزان جلد ۲ ص ۱۹۵) ۔ اللہ اکبر!

کس دلیری سے حدیثیں وضع کی گئیں۔ چونکہ حضرت علیؑ کے متعلق یہ صحیح حدیث ہے کہ عرش پر آپ کا نام حضرت رسول خدا صلعم کے ساتھ مرقوم ہے اس وجہ سے اس کے مقابلہ میں یہ حدیث بھی بنائی گئی اور حضرت علیؑ کا نام اس موضوع حدیث میں نہیں رکھا گیا۔ مگر اس مضمون کی دوسری روایت اور زیادہ عبرت خیز ہے کہ حضرت نے فرمایا رأیت لیلۃ الاسراء جریدۃ خضراء فیھا مکتوب بنور لا الہ الا اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق۔ کہ میں نے شب معراج میں ایک سبز ڈالی پر نور سے لکھا دیکھا کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ہیں۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۲۲۵) اس میں خدا کے ساتھ ہی حضرت ابوبکر و عمر رکھے گئے اور جس طرح پہلی روایت سے صرف حضرت علی کا نام علیحدہ کر دیا گیا تھا اسی طرح اس روایت میں حضرت رسول خدا صلعم کا نام بھی خارج کر دیا گیا۔ اب معلوم نہیں کوئی تیسری روایت اس مضمون کی بھی ہے یا نہیں جس سے خدا کا نام بھی نکال دیا گیا ہو اور بتایا ہو کہ عرش پر صرف انہیں دونوں بزرگوں یا خلفاء ثلثہ کا نام لکھا ہوا ہے۔ اہل انصاف بتائیں کہ ایسی حدیثوں کے بارے میں کیا کہا جائے اور ایسی جرأت کرنے والے کیا سمجھے جائیں۔

ائمہ خلافت عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ ائمۃ الخلافۃ من بعدی ابوبکر وعمر۔ حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا میرے بعد خلافت کے پیشوا ابوبکر و عمر ہیں۔ اسکے راوی علی بن صالح کے بارے میں لکھتے ہیں لا یعرف و لہ خبر باطل۔ یعنی معلوم ہی نہیں ہوتا یہ کون شخص تھا اس کی روایت غلط باطل ہے۔ المتھم بوضعہ علی۔ اس حدیث کے وضع کرنے کا الزام علی بن صالح پر ہے۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۲۰۴ سطر ۵)

حدیث بمنزلہ ہارون یہ حدیث بھی وضع کر ڈالی گئی عن ابن عباس حدیث ما نفعنی مال ما نفعنی مال ابی بکر و زاد فیہ و ابوبکر و عمر منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا جس قدر مجھے ابوبکر کے مال نے نفع دیا اس قدر فائدہ مجھے کسی اور شخص کے مال سے نہیں ہوا۔ اور اس میں اس کو بھی زیادہ کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ابوبکر و عمر مجھ سے اسی درجہ پر ہیں جس درجہ پر

یہ حدیثیں گڑھنے والے بھی بڑے لطف کے حضرات تھے۔ بعض لوگوں کے بارے میں لکھا ہے اذا قدم علینا اظہر السنۃ و اذا ورد الی البصرۃ اظہر التشیع۔ جب یہ ہم لوگوں (اہل کوفہ) کے ہاں آتے تو کہتے ہم سنی ہیں اور جب بصرہ پہنچتے تو کہتے ہم شیعہ ہیں (میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۰۷) ۱۲ منہ

جناب ہارون حضرت موسیٰ سے تھے۔ اس کے راوی عمار بن ہارون کے بارے میں لکھتے ہیں قال موسی بن ہارون متروک الحدیث وقال ابن عدی عامة ما یرویه غیر محفوظ کان یسرق الحدیث۔ موسی نے کہا کہ عمار بن ہارون کی حدیث کو لوگوں نے (موضوع اور غلط ہونے کی وجہ سے) چھوڑ دیا ہے۔ اور ابن عدی کہتے تھے کہ یہ جو حدیث روایت کرتا ہے وہ عام طور پر غیر محفوظ ہوتی ہے۔ یہ حدیثیں چوری کیا کرتا تھا۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۲۲۳)۔

حضرت علیؑ کے ساتھ ہمدردی

عن ابن عمر قال قال عمر لاصحاب الشوری لله درهم ان ولوها الاصیلع کیف یحملهم علی الحق۔ قلنا تعلم ذلک منه ولا تستخلفه قال ان استخلف فقد استخلف من هو خیر منی۔ و ان اترک فقد ترک من هو خیر منی۔ حضرت ابن عمر کہتے تھے کہ حضرت عمر نے اصحاب شوری سے کہا خدا ان مسلمانوں کا بھلا کرے۔ اگر یہ لوگ اصیلع کو اپنا پیشوا اور خلیفہ رسول بنائیں تو وہ ان لوگوں کو کس خوبی سے حق پر قائم رکھیں گے۔ اس پر ہم لوگوں نے کہا جب آپ اس بات کو ان کے متعلق جانتے ہیں تو انہیں کو اپنا خلیفہ کیوں نہیں مقرر کر دیتے؟ آپ نے جواب دیا اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ) وہ بزرگ (حضرت ابو بکر مجھے) خلیفہ مقرر کر چکے ہیں جو مجھ سے بہتر تھے۔ اور اگر میں اس کو چھوڑ دوں تو (بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ) یقیناً اس بزرگ (حضرت رسول خدا صلعم) نے بھی چھوڑ دیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے۔ اس کے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں قال ابن معین ضعیف وکذا ضعفه النسائی وقال ابن حبان روی عنه اللیث بن سعد والناس کان ممن یقلب الاخبار ویروی عن الثقات ما لا یشبه حدیث الاثبات لا یجوز الاحتجاج به ولا ذکره فی الکتب الا علی جهة الاعتبار۔ ابن معین کہتے ہیں کہ اس مضمون کا راوی ضعیف ہے۔ اسی طرح امام نسائی نے بھی اس کو ضعیف ہی کہا ہے۔ اور ابن حبان نے کہا کہ اس سے لیث اور لوگوں نے روایت کی ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا جو حدیثوں اور روایتوں کو الٹ پلٹ دیتے تھے اور معتبر لوگوں سے وہ حدیثیں روایت کر دیتا تھا جو معتمد علیہ لوگوں کی حدیثوں سے ملتی جلتی تک نہیں تھیں جن سے نہ استدلال درست ہے اور نہ سوائے وجہ اعتبار کے کتابوں میں ان کا ذکر جائز ہے۔ (میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۳۶)۔ یہ بات اس لئے بنائی گئی کہ معلوم ہو حضرت عمر حضرت علی کے خلاف نہیں تھے بلکہ وہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ اگر تم لوگ ان کو خلیفہ بناؤ گے تو وہ تم کو حق پر

لے چلیں گے۔ باوجود اسکے آپ نے مسلمانوں کو بغیر خلیفہ چھوڑ دیا اور جس بزرگ کے بارے میں ان کو معلوم تھا کہ ان سے مسلمان حق پر قائم رہیں گے ان کو مقرر کر کے مسلمانوں کے ہدایت پر چلنے کا کام انجام نہیں دیا۔

حضرت ابوبکر و عمر محکوم نہیں عن ابن عمر قال رسول اللہ صلعم لابی بکر و عمر لا یتأمر ن علیکم احد بعدی۔ ابن عمر کہتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر سے فرمایا کہ میرے بعد لوگوں کے لئے جایز نہیں ہے کہ تم دونوں پر کسی کو بھی حاکم (خلیفہ) بنائیں۔ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں لا یحتجون بیشہ محدثین اس کی روایت سے استدلال نہیں کرتے ہیں۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۲۴۴) جس کا مقصود واضح ہے کہ لوگ اس کو سچا نہیں جانتے۔

رافضیوں کو قتل کردو عن ابن عباس مرفوعا یکون فی اٰخر امتی الرافضۃ ینتحلون حب اھل بیتی وھم کاذبون۔ علامۃ کذبھم شتمھم ابابکر و عمر من ادرکھم منکم فلیقتلھم فانھم مشرکون۔ جناب ابن عباس سے یہ مرفوع روایت ہے کہ میری امت کے آخر میں رافضی فرقہ کے لوگ ہونگے جو میرے اہلبیت کی محبت کا غلط دعوے کرینگے اور وہ سب جھوٹے ہونگے۔ ان کے جھوٹ کی علامت یہ ہے کہ وہ ابوبکر و عمر کو گالی دینگے۔ تم میں سے جو شخص ان کو پائے قتل کر دے کیونکہ وہ سب مشرک ہوں گے۔ اس کے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں عمرو بن مخزم بصری عن یزید بن زریع وابن عیینہ بالبواطیل۔ عمرو بن مخزم بصری یزید بن زریع اور ابن عیینہ سے باطل اور گھڑی ہوئی روایتیں بیان کرتا تھا (میزان جلد ۲ صفحہ ۲۷۰)۔

خلفائے ثلثہ کے فضائل کی ترازو کے متعلق جو حدیث ہے وہ بھی بہت مشہور کی گئی اور دھوم دھام سے بیان کی جاتی ہے۔ اس کی حقیقت بھی دیکھ لو۔ ادیت انی وضعت فی کفۃ وامتی فی کفۃ فعدلتہا۔ ثم وضع ابوبکر فعدل بامتی ثم عمر فعدلہا ثم عثمان فعدلہا ثم رفع المیزان۔ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا مجھے دکھایا گیا کہ میں ترازو کے ایک پلے میں رکھا گیا اور میری پوری امت دوسرے پلے میں رکھی گئی تو میں پوری امت کے برابر ہو گیا۔ پھر ابوبکر رکھے گئے وہ بھی پوری امت کے برابر ہو گئے۔ پھر عمر رکھے گئے وہ بھی پوری امت کے برابر ہو گئے پھر عثمان رکھے گئے وہ بھی برابر ہو گئے۔ پھر وہ ترازو ہی اٹھ گئی۔ اسکے راوی عمرو بن واقد کے بارے میں لکھتے ہیں لیس بشئی یہ کوئی چیز نہیں تھا وقال البخاری

منکر الحدیث۔ امام بخاری کہتے تھے کہ اسکی حدیث غلط ہوتی تھی۔ وقال الدارقطنی متروک
امام دارقطنی نے کہا کہ یہ متروک ہے۔ وروی الصنوبی عن دحیم قال لم یکن شیوخنا
یحدثون عنہ۔ صنوبی نے دحیم سے بیان کیا ہے کہ ہمارے علماء اس سے حدیث نہیں روایت
کرتے تھے۔ وقال وکان لم یشک انہ کان یکذب وکذبہ مروان بن محمد۔ یہ بھی کہا
کہ ان کو اس بات میں شک نہیں ہوتا تھا کہ وہ جھوٹ بولتا اور وضعی حدیثیں بیان کرتا ہے۔
اس کو مروان بن محمد نے بھی جھوٹا کہا ہے۔ وھذہ الاحادیث لا تعرف الامن روایۃ
عمرو بن واقد وھو ھالک۔ یہ سب حدیثیں سوائے روایت عمرو بن واقد کے اور کسی سے
معلوم نہیں ہوتیں اور عمرو بن واقد گمراہ تھا (میزان جلد ۲ ص۲۶۲)۔

حضرت ابوبکر و عمر مثل ستاروں کے ہیں

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ ﷺ ان اھل الدرجات العلی لیراھم من ھو اسفل منھم
کما ترون الکوکب الطالع فی افق السماء وان ابابکر وعمر منھم۔ جناب ابوسعید خدری
سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا جو لوگ بہشت میں اونچے درجے والے ہوں گے
ان کو نیچے درجے والے اس طرح دیکھیں گے جیسے تم لوگ چمکتے ہوئے ستارے کو آسمان کے افق میں دیکھتے
ہو اور ابوبکر و عمر بھی انہیں (اونچے درجے والوں) سے ہیں۔ اسکے راوی غسان بن الربیع کے
بارے میں ہے لیس بحجۃ فی الحدیث۔ حدیث میں یہ حجۃ نہیں ہے۔ وقال الدارقطنی ضعیف
امام دارقطنی نے کہا کہ یہ ضعیف ہے (میزان جلد ۲ ص۲۹)۔

حضرت عمر کے گھوڑے کی خوراک

عن ابن عمر ان عمر راث فرسہ فرای فیہ شعیرا فقال
لخادمہ کیف تعلفہ قال اعلفہ صاعا کل یوم قال
ان ھذا الکاف لاھل بیت قوتھم فامرہ فارسلہ فی المرعی ومشی علی
رجلیہ۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے گھوڑے نے لید کی تو حضرت عمر نے اس لید
کو دیکھا۔ اس میں ان کو جو نظر آیا۔ اس پر اپنے سائیس سے پوچھا اس کو کتنا کھلاتا ہے؟ کہا
ہر روز ایک صاع۔ کہا یہ مقدار تو ایک خاندان والوں کی غذا کے لئے کافی ہوگی۔ پھر اس کو حکم
دیا کہ وہ گھوڑا چھوڑ دیا جائے کہ جاکر چرا کرے اور اپنے دونوں پاؤں پر چلے گئے۔ اسکے راوی
فرات بن سائب کے بارے میں لکھتے ہیں قال البخاری منکر الحدیث۔ امام بخاری کہتے تھے
کہ اس کی حدیث جھوٹی ہے وقال ابن معین لیس بشئ۔ ابن معین کہتے تھے کہ وہ کوئی

چیز نہیں ہے۔ وقال الدارقطنی وغیرہ متروک۔ امام دارقطنی وغیرہ کہتے تھے کہ یہ متروک ہے۔ (میزان جلد ۲ ص ۲۹۳)۔

اگر ابوبکر و عمر کو خلیفہ بناؤ گے

مرفوعا ان تومروا ابابکر تجدوہ امینا مسلما زاھدا فی الدنیا راغبا فی الآخرۃ۔ وان تومروا عمر تجدوہ قویا امینا لا تاخذہ فی اللہ لومۃ لائم۔ یہ مرفوع روایت بھی ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا اگر تم لوگ ابوبکر کو خلیفہ بناؤ گے[1] تو ان کو امین۔ مسلم۔ دنیا سے دور اور آخرت کا خواہاں پاؤ گے۔ اور اگر عمر کو خلیفہ بناؤ گے تو انہیں مضبوط۔ امین پاؤ گے۔ اُن کو خدا کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں ہوگی۔ اسکے راوی فضیل ابن مرزوق کے بارے میں لکھتے ہیں قال النسائی ضعیف۔ امام نسائی کہتے تھے کہ وہ ضعیف ہے۔ وکذا

---

[1] اسی کے قریب یہ حدیث بھی بنائی گئی ہے عن عائشہ مرفوعا قال لرجل

حضرت ابوبکر کے نماز پڑھانے کی روایت

انطلق فقل لابی بکر انت خلیفتی فصل بالناس۔ حضرت عائشہ سے مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے ایک شخص سے فرمایا جا کر ابوبکر سے کہہ دو کہ تم میرے خلیفہ ہو پس اب تم ہی مسلمانوں کو نماز پڑھایا کرو۔ اسکے راوی فضل بن جبیر کے بارے میں لکھتے ہیں قال العقیلی لا یتابع علی حدیثہ۔ عقیلی کہتے تھے کہ کوئی شخص بھی اس کی حدیث کی موافقت نہیں کرتا ہے (میزان ج ۲ ص ۲۹۷)

حضرت ابوبکر کا مال

عن انس مرفوعا قال لابی بکر ما اطیب مالک منہ بلال موذنی وناقتی۔ کانی انظر الیک علی باب الجنۃ تشفع لامتی۔ خباب انس سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا۔ تمھارا مال کس قدر عمدہ ہے کہ اسی سے میرے موذن بلال ہیں۔ اور اسی سے میری اونٹنی بھی ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بہشت کے دروازے پر کھڑے میری امت کی شفاعت کر رہے ہو۔ اسکی سند کے بارے میں لکھتے ہیں فھذہ اباطیل وعجائب۔ یہ سب باطل اور جھوٹ باتوں کا انبار اور چانڈو خانوں کی گپیں ہیں۔ اور اس کے راوی کے بارے میں لکھتے ہیں۔ یحدث بالاباطیل یہ ایسی ہی ہمل گپیں بکتا رہتا ہے۔ منکر الحدیث جدا۔ اسکی حدیثیں نہایت جھوٹی ہوتی تھیں۔ وقال ابن عدی لہ احادیث منکرۃ عامتھا لا یتابع علیھا۔ ابن عدی کہتے تھے کہ اس کی حدیثیں بالکل منگھڑت ہوتی تھیں۔ اسکی روایتوں کی عام طور پر لوگ تصدیق یا تائید نہیں کرتے تھے (میزان جلد ۱ ص ۳۰۰)

ضعفہ عثمان بن سعید۔ اسی طرح عثمان ابن سعید نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ وقال
ابو عبد اللہ الحاکم فضیل بن مرزوق لیس من شرط الصحیح۔ امام حاکم نے
کہا ہے کہ فضیل بن مرزوق صحیح کی شرط پر نہیں ہے۔ وقال ابن حبان منکر الحدیث جدا
ابن حبان نے کہا کہ اسکی حدیثیں اول درجہ کی جھوٹی ہوتی تھیں (میزان جلد ۲ صـ۳۰۲)۔

حضرت عمر کے ساتھ حق

عن ابن عباس سمعت رسول اللہؐ یقول الحق بعدی مع عمر
حیث کان۔ جناب ابن عباس کہتے تھے کہ میں نے سنا حضرت رسولخدا صلعم
فرماتے تھے میرے بعد حق عمر ہی کے ساتھ ہوگا۔ وہ جہاں رہیں۔ اسکے راوی قاسم بن یزید کے بارے
میں ہے حدیثہ منکر۔ اس کی حدیث غلط ہے۔ (میزان جلد ۲ صـ۳۰۹)۔ اسی کی ایک اور حدیث
میں ہے ثم قام آخر فقال انی لکذاب وانی لمنافق... فقال عمر فضحت نفسک
فقال النبیؐ فضوح الدنیا یا عمر اھون من فضوح الآخرۃ۔ اللھم ارزقہ صدقا
وایمانا وصبرا... فقال عمر کلمۃ فضحک رسول اللہؐ وقال عمر معی وانا مع
عمر والحق بعدی مع عمر حیث کان۔ پھر ایک دوسرا شخص کھڑا ہوگیا اور کہا اے
رسول خدا میں بڑا جھوٹا ہوں اور میں منافق ہوں۔ اس پر حضرت عمر نے کہا تو نے اپنے نفس کو
خود ہی فضیحت کیا۔ تو حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا اے عمر آخرت کی فضیحتی کے مقابلہ میں دنیا
کی فضیحتی ہلکی اور بہتر ہے۔ اے اللہ تو اس کو سچ بولنا اور ایمان اور صبر عطا فرما۔ اس پر حضرت
عمر نے ایسا کلمہ کہا جس سے حضرت رسولخدا صلعم ہنس پڑے۔ اور کہا عمر میرے ساتھ ہیں اور میں
عمر کے ساتھ ہوں۔ اور میرے بعد حق بھی عمر ہی کے ساتھ رہیگا۔ وہ جہاں رہیں۔ قال علی بن
المدینی لیس لہ اصل۔ علی بن مدینی کہتے تھے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ قلت اخاف
ان یکون کذبا مختلقا۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے خوف ہے یہ حدیث بالکل جھوٹی اور دل سے
گڑھی ہوئی ہے۔ (میزان جلد ۲ صـ۳۱۰)۔

منزلت ہارون

عن ابن عباس مرفوعا لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت
ابا بکر خلیلا ولکن اللہ اتخذ صاحبکم خلیلا وابوبکر وعمر
منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ جناب ابن عباس سے یہ مرفوعا روایت ہے کہ اگر میں
کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو خلیل کرتا لیکن اللہ نے تمہارے صاحب کو دوست بنا دیا ہے
ابوبکر وعمر مجھ سے وہی درجہ رکھتے ہیں جو جناب ہارون کو جناب موسیٰ سے حاصل تھا۔ اسکے

راوی قزعہ بن سوید کے بارے میں لکھتے ہیں۔ قال البخاری لیس بذالک القوی۔ امام بخاری کہتے تھے کہ یہ ویسا قوی نہیں ہے۔ وقال احمد مضطرب الحدیث۔ امام احمد کہتے تھے کہ اسکی حدیثیں مضطرب ہوتی ہیں۔ وقال ابوحاتم لا یحتج بہ۔ ابوحاتم کہتے تھے کہ اس کی حدیثوں سے استدلال نہیں کرسکتے۔ وقال النسائی ضعیف ومشاہ ابن عدی ولہ حدیث منکر۔ امام نسائی نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔ ابن عدی نے بھی کہا ہے اور اس کی ایک حدیث بالکل غلط ہے وہی حدیث جو اوپر لکھی گئی (میزان جلد ۲ صہ ۳۱۳)۔

ابوبکر وزیر و عمر حبیب عن جابر مرفوعا ابوبکر وزیری والقائم فی امتی من بعدی وعمر حبیبی ینطق علی لسانی وعثمان منی۔ جناب جابر سے یہ مرفوع روایت ہے کہ ابوبکر میرے وزیر اور میری امت میں میرے بعد حاکم ہیں اور عمر میرے حبیب ہیں وہ جو بولتے ہیں میری ہی زبان پر بولتے ہیں اور عثمان مجھ سے ہیں۔ اس کے راوی کادح کے بارے میں لکھتے ہیں قال الازدی وغیرہ کذاب۔ علامہ ازدی وغیرہ نے کہا کہ یہ اول درجہ کا جھوٹا تھا۔ (میزان جلد ۲ صہ ۳۱۶)۔

شیعہ اولی عن لیث قال ادرکت الشیعۃ الاولی بالکوفۃ ومایفضلون علی ابی بکر وعمر احدا۔ لیث کا قول ہے کہ میں کوفہ میں پہلے زمانہ کے شیعوں سے ملا تھا۔ ان میں سے کوئی بھی کسی شخص کو حضرت ابوبکر وعمر سے افضل نہیں جانتا تھا۔ اس کے راوی لیث کے بارے میں لکھتے ہیں قال احمد مضطرب الحدیث ولکن حدث عنہ الناس۔ وقال یحییٰ والنسائی ضعیف۔ امام احمد کہتے تھے کہ اسکی حدیثیں مضطرب ہوتی ہیں لیکن لوگوں نے اس سے حدیثیں لی ہیں اور یحییٰ وامام نسائی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے وقال ابن حبان اختلط فی آخر عمرہ۔ اور ابن حبان نے کہا ہے کہ آخر عمر میں اس کی عقل میں فتور ہوگیا تھا۔ (میزان جلد ۲ صہ ۳۲۵)۔

مثل کوکب دری پہلے اس مضمون کی ایک حدیث گزر چکی ہے۔ دوسری دیکھو۔ عن النبی قال ان اھل الجنۃ لیرون اھل علیین کما ترون الکوکب الدری فی افق السماء وان ابابکر وعمر لمنھم۔ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ بہشت والے علیین والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم لوگ چمکتے ہوئے ستارے کو آسمان کے افق میں دیکھتے ہو اور یقینا ابوبکر وعمر بھی انہیں سے ہیں۔ اس کے راوی مجالد کے بارے میں ہے قال ابن

معین وغیرہ لا یحتج بہ وقال احمد یرفع کثیرا مما لا یرفعہ الناس لیس بشئی و قال النسائی لیس بالقوی۔ ابن معین وغیرہ کہتے تھے کہ اس کی حدیثوں سے استدلال نہیں کرسکتے اور امام احمد نے کہا کہ یہ ایسی حدیثیں بیان کردیتا ہے جن کو لوگ بیان نہیں کرتے۔ یہ کوئی چیز نہیں ہے اور امام نسائی نے کہا یہ مضبوط نہیں ہے وقال البخاری کان یحیی بن سعید یضعفہ وکان ابن مہدی لا یروی عنہ۔ اور امام بخاری کہتے تھے کہ یحیی بن سعید اسکو ضعیف کہتے تھے اور ابن مہدی اس سے روایت نہیں کرتے تھے۔ وقیل لخالد الطحان دخلت الکوفۃ فلم تکتب عن مجالد قال لانہ کان طویل اللحیۃ۔ خالد طحان سے کسی نے پوچھا کہ تم کوفہ گئے تھے پھر وہاں مجالد سے تم نے حدیثیں کیوں نہیں لکھیں؟۔ اس نے کہا اس سبب سے کہ اس کی ڈاڑھی بڑی لمبی تھی (میزان جلد ۲ صفحہ ۳۳۲)۔

الا الذین آمنوا ابوبکر و عمر عن انس قال لما نزلت والتین فرح بھا النبی۔ قال فسألنا ابن عباس فقال التین بلاد الشام والزیتون فلسطین وطور سینین الذی کلم اللہ علیہ موسی الانسان محمد الا الذین آمنوا ابوبکر و عمر۔ فلھم اجر عثمان۔ فما یکذبک بعد بالدین علی۔ انس صحابی سے روایت ہے کہ جب قرآن مجید کا سورہ تین نازل ہوا تو حضرت رسول خدا صلعم بہت خوش ہوئے۔ اس پر ہم لوگوں نے جناب ابن عباس سے پوچھا تو کہا اس سورہ میں لفظ تین سے مراد شام کے شہر ہیں۔ اور زیتون فلسطین اور طور سینین وہی کوہ طور ہے جس پر خدا نے حضرت موسیٰ سے باتیں کی تھیں۔ پھر انسان سے مقصود حضرت محمد صلعم الا الذین آمنوا سے مراد ابوبکر و عمر۔ فلھم اجر سے مقصود عثمان اور فما یکذبک بعد بالدین سے مراد علی ہیں۔ اس کے راوی محمد بن بیان کے بارے میں لکھتے ہیں متھم بوضع الحدیث یہ اس بات میں متہم ہے کہ حدیثیں گڑھا کرتا تھا۔ قال ابن الجوزی ھذا وضعہ محمد بن بیان علامہ ابن الجوزی کہتے تھے کہ اس حدیث کو محمد بن بیان نے وضع کیا تھا (میزان جلد ۳ صفحہ ۲۵)

حضرت عمر کا فضل ھاشم بن القاسم بخبر منکر فی فضل عمر ضعفہ الخطیب محمد بن عبد اللہ نے بھی ہاشم بن قاسم سے ایک جھوٹی حدیث حضرت عمر کی فضیلت میں روایت کی ہے علامہ خطیب نے اس کو ضعیف کہا ہے (میزان جلد ۳ صفحہ ۱۰۸) اس مقام پر اس روایت کا ذکر کتاب مذکور میں نہیں ہے۔

اقتدوا باللذین بعدی

عن ابن عمر مرفوعا اقتدوا باللذین من بعدی فهذا لا اصل له من حدیث مالک بل هو معروف من حدیث حذیفة بن الیمان وقال الدار قطنی هذا یحدث عن مالک باباطیل وقال ابن مندة له مناکیر۔ حضرت ابن عمر سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا ان دونوں کی پیروی کرو جو میرے بعد (خلیفہ) ہونے والے ہیں جو ابوبکر و عمر ہیں۔ اس حدیث کی کوئی اصل مالک سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ حذیفہ بن یمان کی حدیث سے معروف ہے۔ اور امام دار قطنی نے کہا کہ یہ مالک سے جھوٹی اور باطل حدیثیں روایت کرتا رہتا ہے۔ اور ابن مندہ نے کہا کہ اس نے بہت سی غلط حدیثیں روایت کر دی ہیں۔ لا یصح حدیثہ ولا یعرف بنقل الحدیث۔ اس کی حدیثیں صحیح نہیں ہوتیں اور نہ وہ نقل حدیث میں معروف ہے۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۳۰۳)۔

صحابہ کو گالیاں دینا

عن معاذ قال رسول اللہ اذا ظھرت الفتن وسب اصحابی فلیظھر العالم علمہ فمن لم یفعل فعلیہ لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔ معاذ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا جب فتنے ظاہر ہو جائیں اور میرے اصحاب کو گالیاں دی جائیں تو چاہیئے کہ عالم اپنا علم ظاہر کرے کیونکہ جو شخص ایسا نہیں کریگا اس پر اللہ فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہوگی۔ اللہ اس سے نہ توبہ قبول کرے گا اور نہ فدیہ یا نفل نہ فرض۔ اس کے راوی محمد بن عبد المجید کے بارے میں ہے ضعفہ محمد بن غالب و من مناکیرہ۔ محمد بن غالب نے اس شخص کو ضعیف قرار دیا ہے اور اس کی جھوٹی روایتوں سے یہ بھی ہے (جو اوپر بیان کی گئی۔ میزان جلد ۲ صفحہ ۱۱۴)۔

حضرت عمر کا گریہ

عن ابن عمر قال استقبل رسول اللہ الحجر ثم وضع شفتیہ علیہ یبکی طویلا فالتفت فاذا عمر یبکی فقال یا عمر ھاھنا تسکب العبرات۔ جناب ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم حجر اسود کی طرف بڑھے پھر اپنے دونوں ہونٹ اس پر رکھ کر دیر تک روتے رہے۔ اسکے بعد مڑے تو دیکھا کہ حضرت عمر بھی رو رہے ہیں اس پر آنحضرت نے فرمایا اے عمر اسی جگہ آنسو بہانا چاہیئے۔ اسکے راوی محمد بن عون خراسانی کے بارے میں لکھتے ہیں قال النسائی متروک وقال خ منکر

الحدیث وقال عباس عن ابن معین لیس بشئی۔ امام نسائی کہتے تھے کہ وہ چھوڑ دیا گیا ہے اور رخ نے کہا کہ وہ غلط حدیثیں بیان کرنے کا عادی ہے اور عباس نے ابن معین سے بیان کیا ہے کہ وہ کچھ بھی نہ تھا (میزان جلد ۲ ص ۴۳)

آپ کی سخاوت کا نمونہ

عن جریر قال اتینا رسول اللہ ﷺ ونحن اربع مائۃ فقلنا اطعمنا فقال لعمر قم فاطعمھم۔ قال یا رسول اللہ ماعندی الا تمر ھو فرض عیالی۔ قال قم فاطعمھم۔ قال ابوبکر اسمع واطع۔ قال فانطلق تنا فاعطانا من تمر الحدیث۔ جریر سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا ہم لوگ حضرت رسول خدا صلعم کی خدمت میں آئے اور ہم سب چار سو آدمی تھے ہم لوگوں نے آنحضرتؐ سے عرض کی کہ ہمیں کچھ کھلائیے۔ آنحضرتؐ نے حضرت عمر سے فرمایا کہ اٹھو اور ان لوگوں کو کھلاؤ۔ انھوں نے جواب دیا اے رسول خدا میرے پاس کچھ نہیں ہے صرف میرے عیال کی غذا کے لئے کچھ کھجوریں ہیں۔ حضرت نے فرمایا اٹھو اور ان لوگوں کو کھلاؤ۔ (اب بھی حضرت عمر نہیں اٹھے تو) حضرت ابوبکر نے (ان سے) کہا آنحضرتؐ کی بات سنو اور اس حکم کی تعمیل کرو۔ اس پر حضرت عمر ہم کو لے گئے اور کھجوروں سے دیا تا آخر حدیث۔ اس حدیث کے راوی محمد بن کثیر کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ضعفہ احمد۔ امام احمد نے اس کو ضعیف کہا ہے وقال النسائی وغیرہ لیس بالقوی اور امام نسائی وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے یروی اشیاء منکرۃ وقال حدث بمناکیر لیس لھا اصل۔ جھوٹی اور جعلی حدیثیں روایت کرتا رہتا ہے اور ایسی حدیثیں بیان کرتا ہے جو جھوٹی ہوتی ہیں اور جن کا نہ سر ہوتا ہے نہ پاؤں۔ (میزان جلد ۲ ص ۴۳۹)۔

سید اکھول اہل الجنۃ

یہ راوی محمد بن کثیر اس مشہور حدیث کا راوی بھی ہے۔ عن انس قال رای النبیؐ ابابکر وعمر فقال ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ۔ جناب انس سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے ابوبکر وعمر کو دیکھا تو فرمایا یہ دونوں اہل بہشت کے ادھیڑ لوگوں کے سردار ہیں (میزان ج ۲ ص ۴۳۹)

حضرت ابوبکر وعمر کے دشمن

عن انس مرفوعا فی کل جمعۃ مائۃ الف عتیق من النار الا رجلین مبغض ابی بکر وعمر۔ جناب انس سے یہ مرفوع روایت ہے کہ ہر شب جمعہ میں ایک لاکھ گنہگار جہنم سے آزاد کئے جاتے ہیں سوائے

دو شخصوں کے جو حضرت ابوبکر و عمر کے دشمن رکھنے والے ہیں۔ اسکے راوی مسرة بن عبداللہ کے بارے میں لکھتے ہیں قال ابو بکر الخطیب لیس بثقة۔ ابوبکر خطیب نے کہا کہ یہ معتبر نہیں ہے۔ قلت من موضوعاته من ابن الخ۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی گڑھی ہوئی حدیثوں سے یہ بھی ہے۔ (جو اوپر لکھی گئی۔ میزان جلد ۲ ص۴۷۹)۔

خلیفہ کی پیشانی عن ابی ھریرة مرفوعا اذا اراد اللہ ان یخلق خلقا للخلافة مسح علی ناصیته بیمینه۔ جناب ابوہریرہ سے یہ مرفوع روایت ہے کہ جب خدا چاہتا ہے کسی خلق کو خلافت کے لئے پیدا کرے تو اس کی پیشانی پر اپنے داہنے ہاتھ سے مسح کر دیتا ہے۔ اس کے بارے میں لکھتے ہیں ھذا حدیث منکر والبلاء فیه من مصعب النوفلی۔ یہ حدیث چانڈو خانہ کی گپ ہے اس میں بلا مصعب نوفلی سے ہے۔ (میزان جلد ۲ ص۴۷۹)۔

حضرت ابوبکر و عمر کی لڑائی عن ابی امامة قال استطال ابوبکر ذات یوم علی عمر فقام عمر مغضبا۔ فقام ابو بکر فاخذ بطرف ثوبه فجعل یقول ارض عنی واعف عنی۔ عفا اللہ عنک حتی دخل عمر الدار واغلق دون ابی بکر و لم یکلمه۔ فبلغ ذلک النبیؐ فغضب لابی بکر فلما صلی الظھر جاء عمر فجلس بین یدیه فصرف النبیؐ وجھه عنه فتحول یمینا۔ فصرف وجھه عنه فتحول عن یسارہ فصرف وجھه عنه۔ فلما رای ذلک ارتعد و بکیٰ۔ ابوامامة سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا ایک دفعہ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے اپنی بڑائی اور افضلیت بیان کی تو حضرت عمر غضب ناک کھڑے ہو گئے۔ پھر حضرت ابوبکر بھی کھڑے ہو گئے اور ان کے دامن کا کنارہ پکڑ کر کہنے لگے مجھ سے راضی ہو جاؤ۔ اور مجھے معاف کر دو۔ خدا بھی تمہیں معاف کر دے۔ مگر حضرت عمر کسی طرح نہیں راضی ہوئے وہاں سے اٹھے ہوئے آئے اور اپنے گھر میں گھس گئے۔ پھر حضرت ابوبکر بھی وہاں جانا چاہا تو اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ اور حضرت ابوبکر سے اس درجہ خفا ہوئے کہ ان سے بولے تک نہیں۔ اس واقعہ کی خبر حضرت رسولخدا صلعم کو ہو گئی تو حضرت کو بھی حضرت ابوبکر کیلئے غصہ آگیا۔ پس جب نماز ظہر پڑھ چکے تو حضرت عمر حضرت رسولخدا صلعم کے پاس آئے۔ مگر حضرت صلعم نے اپنا رخ مبارک ادھر سے پھیر لیا۔ پھر حضرت عمر داہنی طرف چلے آئے تو آنحضرتؐ نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا۔ تب حضرت عمر بائیں

جانب چلے آئے۔ مگر آنحضرت نے اُدھر سے بھی منہ پھیر لیا۔ اب تو حضرت عمر (گھبرا گئے اور) لگے کانپنے اور رونے تا آخر حدیث۔ اسکے راوی مطرح کے بارے میں لکھتے ہیں ضعفہ ابوحاتم والنسائی وقال یحییٰ لیس بثقۃ۔ امام ابوحاتم و نسائی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے اور یحییٰ نے کہا ہے کہ یہ قابل اعتبار نہیں ہے (میزان جلد ۲ صفحہ ۱۷۹)۔

طوبیٰ لمن رآنی

واثلہ بن الاسقع مرفوعا طوبیٰ لمن رآنی و رای من رآنی و من رای من رای من رآنی۔ واثلہ بن اسقع سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا (یعنی صحابہ) اور جس نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا (یعنی تابعین) اور جس نے میرے دیکھنے والوں کے دیکھنے والوں (تبع تابعین) کو دیکھا اس کے لئے بڑی خوشخبری ہے۔ اس کے راوی معروف بن عبداللہ کے بارے میں لکھتے ہیں قال ابوحاتم الرازی لیس بالقوی وقال ابن عدی لہ احادیث منکرۃ جدا۔ امام ابوحاتم رازی کہتے تھے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے اور ابن عدی کہتے تھے کہ اسکی حدیثیں جانڈ و خانہ کی گپیں ہوتی ہیں (میزان جلد ۲ صفحہ ۱۷۸)۔

اوراق جنت کا مکتوب

عن ابن عباس مرفوعا قال دخلت الجنۃ فما فیھا ورقۃ الا علیھا مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین۔ جناب ابن عباس سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا میں بہشت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ اسکے درختوں کا کوئی پتّا ایسا نہیں ہے جس پر یہ کلمہ نہ لکھا ہو جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول۔ ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین ہیں۔ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں ھذا موضوع۔ یہ حدیث گڑھی ہوئی ہے۔ اسکے راوی معروف کے بارے میں ہے۔ مطعون فیہ۔ وہ بہت بدنام ہے۔ قال ابن عدی لیسرق الحدیث۔ ابن عدی کہتے تھے کہ یہ حدیثوں کی چوری کیا کرتا تھا۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۱۸۴) حدیث کی چوری یہ بھی تھی کہ کسی کی شان کی حدیث کسی اور کے بارے میں بیان کر دی۔ (مثلاً حضرت علیؑ کے فضائل کا مضمون چرا کر ایسی ہی حدیث دوسروں کے لئے ڈھال دی)۔

وزارت اور محبت کا حکم

عن ابن عباس مرفوعا وزیرای من اھل الارض ابوبکر و عمر الحدیث۔ جناب ابن عباس سے یہ مرفوع روایت

ہے کہ اہل زمین سے میرے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔ عن جابر مرفوعا لا یبغض ابا بکر و عمر مومن ولا یحبھما منافق۔ جناب جابر سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کوئی مومن ابوبکر و عمر کو دشمن نہیں رکھیگا۔ اور کوئی منافق ان دونوں کو دوست نہیں رکھیگا (میزان جلد ۲ صفحہ ۱۹۱) اسکے راوی معلی بن میمون کے بارے میں لکھتے ہیں قال النسائی والدارقطنی متروک۔ قال ابو حاتم ضعیف الحدیث وقال ابن عدی احادیثہ مناکیر۔ امام نسائی و دارقطنی کہتے تھے کہ یہ متروک ہے اور ابوحاتم نے کہا کہ یہ ضعیف ہے اور ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کی حدیثیں جانچ و خانہ کی گھڑی ہوئی تھیں (میزان ج ۲ ص ۴۹۴)

شیخین کے پہلے برا کہنے والے

عن الاعمش قال اول من سمعتہ ینقص ابا بکر و عمر المغیرۃ المصلوب۔ اعمش بیان کرتے تھے کہ سب سے پہلے جس شخص کو میں نے سنا کہ وہ حضرت ابوبکر و عمر کو برا کہتا ہے وہ مغیرہ مصلوب تھا۔ ابراہیم بن الحسن قال دخل علیّ المغیرۃ بن سعید ثم ذکر ابا بکر و عمر فلعنھما فقلت یا عدو اللہ عندی۔ قال فخنقتہ خنقا حتی ادلع لسانہ۔ ابراہیم بن الحسن بیان کرتے تھے کہ میرے پاس مغیرہ بن سعید آیا پھر حضرت ابوبکر و عمر کا ذکر کرکے ان دونوں پر لعنت کی تو میں نے کہا اے دشمن خدا! تو میرے سامنے ایسا کہتا ہے؟ اسکے بعد میں نے اس زور سے اس کا گلا گھونٹا کہ اسکی زبان باہر نکل پڑی[1] (میزان جلد ۲ ص ۴۹۲)۔

خلافت کی خوشخبری

عن ابی ھریرۃ قال دخل رسول اللہؐ بماریۃ القبطیۃ بیت حفصۃ فوجدتھا معہ فعاتبتہ و قالت فی بیتی من بین بیوت نسائک۔ قال فانھا علی حرام ان امسھا یا حفصۃ الا ابشرک۔ قالت بلے۔ قال یلی الامر بعدی ابوبکر ثم ابولک۔ التی علیؐ جناب ابوہریرہ سے روایت ہے کہ کہا حضرت رسولخدا صلعم نے جناب حفصہ کے گھر میں اپنی

---

[1] اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ ان حضرات کے ماننے والوں کا ایسا زور تھا کہ جو شخص انکے خلاف کسی قسم کی برائی زبان پر لاتا اسکی آفت آجاتی۔ لوگ اسکی جان کے دشمن ہو جاتے تھے۔ برخلاف اسکے حضرت رسول خدا کے اہلبیت پر مدت دراز تک لعنت ہوتی رہی اور منبروں تک پر ان لوگوں کو گالیاں دی گئیں۔ اور سب خوشی سے سنتے بلکہ اس پر خوش ہوتے۔ لوگوں کو انعام۔ جاگیریں اور جائزے دیتے تھے۔ ۱۲

بی بی ماریہ قبطیہ سے صحبت کی۔ تو جناب حفصہ نے دیکھ لیا۔ اس پر آنحضرتؐ سے لڑنے لگیں اور کہنے لگیں کہ واہ اپنی بیویوں کے گھروں کے درمیان میرے ہی گھر میں یہ بات؟ اس پر آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا! اچھا اب ماریہ کو میں اپنے اوپر حرام کر لیتا ہوں۔ انہیں چھوؤنگا بھی نہیں۔ اے حفصہ کیا میں تم کو ایک خوشخبری نہ سناؤں؟ پوچھا وہ کیا؟ فرمایا میری حکومت کے مالک (میرے خلیفہ) میرے بعد ابوبکر اور ان کے بعد تمہارے ابا جان ہی ہوں گے (لو اب جانے دو) اس واقعہ کو پوشیدہ رکھو۔ اس کے راوی موسیٰ بن جعفر انصاری کے بارے میں لکھتے ہیں۔ لا یعرف وخبرہ ساقط۔ اس شخص کا حال معلوم ہی نہیں ہوتا۔ اور اس کی حدیث ساقط ہے۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۵۰۹)۔

تربۃ واحدۃ

عن عبد اللّٰہ مرفوعا خلقت انا وابو بکر وعمر من تربۃ واحدۃ وفیھا ندفن۔ جناب عبد اللہ سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا میں۔ ابوبکر اور عمر ایک ہی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور اسی میں ہم تینوں دفن بھی کئے جائیں گے۔ اسکے بارے میں لکھتے ہیں خبر باطل۔ یہ حدیث باطل (جھوٹی موضوع) ہے۔ (میزان جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)۔

آپ کی محبت کا حکم

عن ابن عباس مرفوعا من احب اللّٰہ احبنی ومن احبنی احب قرابتی واصحابی ومن احب قرابتی واصحابی احب المساجد۔ جناب ابن عباس سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا جو اللہ کو دوست رکھیگا وہ مجھے دوست رکھیگا۔ اور جو مجھے دوست رکھے گا وہ میری قرابت اور اصحاب کو دوست رکھیگا اور جو میری قرابت اور اصحاب کو دوست رکھیگا وہ مساجد کو دوست رکھیگا۔

شیطان کا ڈرنا

عن ابن عباس مرفوعا ما فی الارض شیطان الا وھو یفرق من عمر وما فی السماء ملک الا وھو یوقر عمر۔ قال ابن عدی ھذہ الاحادیث بواطیل۔ جناب ابن عباس سے یہ مرفوع روایت ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا دنیا میں جس قدر شیطان ہیں سب عمر سے ڈرتے ہیں۔ اور آسمان میں جس قدر فرشتے ہیں سب عمر کی عزت و تعظیم کرتے ہیں علامہ ابن عدی کہتے ہیں کہ یہ سب روایتیں مہملات (جانڈو خانہ کی گپیں) ہیں۔ اور ان حدیثوں

کے راوی موسیٰ بن عبدالرحمن کے بارے میں لکھتے ہیں لیس بثقة فان ابن حبان قال فیہ دجال وضع کتابا فی التفسیر۔ یہ قابل اعتبار نہیں تھا کیونکہ علامہ ابن حبان اس کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ دجال ہے جس نے تفسیر قرآن میں بھی ایک کتاب وضع کر ڈالی ہے۔

یہ آسمان ہٹ جائیں

عن ابن عمر هبط جبریل فقال ان رب العرش یقول لك لما اخذت میثاق النبیین اخذت میثاقك وجعلتك سیدهم وجعلت وزیریك ابابکر وعمر ویقول لك وعزتی لوسألتنی ان ازیل السماوات والارض لازلتها الحدیث بطوله رواه ابن السمعانی فی خطبة کتاب البلدان۔ جناب ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت جبریل حضرت رسول خدا کے پاس نازل ہوئے اور کہا اے رسول پروردگار عرش آپ سے فرماتا ہے کہ جب میں نے نبیوں کا عہد لیا تو تمہارا عہد بھی لیا اور تم کو ان سب کا سردار کیا اور ابوبکر وعمر کو تمہارا وزیر بنایا۔ اور خدا یہ بھی فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے اگر تم مجھ سے سوال کرو کہ میں آسمان اور زمین کو ہٹا دوں تو میں ضرور ہٹا دونگا۔ اس کے بعد پوری حدیث بڑی لمبی ہے جس کو ابن سمعانی نے کتاب البلدان کے خطبہ میں لکھا ہے۔ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں هو باطل۔ یہ حدیث بالکل جھوٹ اور باطل ہے (میزان جلد ۲ ص۲۱۶)

خیر کے سوائے کچھ نہ کہو

عن ابی الدرداء اربع سمعتهن من رسول الله لا تکفروا احدا من اهل قبلتی بذنب وان عملوا الکبائر۔ وصلوا خلف کل امام وجاهدوا اوقال قاتلوا۔ ولا تقولوا فی ابی بکر وعمر وعثمان وعلی الا الخیر قولوا تلك امة قد خلت الحدیث۔ جناب ابو درداء کہتے تھے کہ چار باتیں میں نے حضرت رسول خدا سے سنی تھیں۔ کہ اہل قبلہ سے کسی شخص کی کسی گناہ کی وجہ سے تکفیر نہ کرو۔ اگرچہ وہ گناہ کبیرہ بھی کرتا ہو۔ اور ہر پیشنماز کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو اور جہاد کرو یا یہ کہ فرمایا قتال کرو۔ اور ابوبکر وعمر وعثمان وعلی کے بارے میں خیر کے سوائے کچھ نہ کہو۔ کہو کہ یہ وہ امت ہے جو گزر گئی تا آخر حدیث۔ اس کے بارے میں لکھتے ہیں قال الدارقطنی من بعد عباد ضعفاء۔ امام دارقطنی نے کہا کہ عباد راوی کے بعد اس کے کل راوی ضعیف ہیں (میزان جلد ۲ ص۵۶۵)۔ اس کی یہ روایت بھی ہے ان عمر حسنة من حسنات ابی بکر۔



کہ

رسالہ مفید

تفضیل امیر المومنین

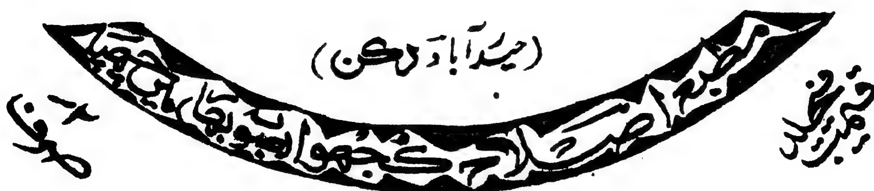
جسمیں

حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا خلفاء ثلثہ سے خصوصاً اور کل صحابہ رسول صلعم سے عموماً افضل ہونا

تحقیق و تفصیل سے ثابت کیا گیا ہے

مؤلفہ

محقق اہلسنت حامی اسلام عالم جلیل و فاضل نبیل جناب مولانا علیمی نظامی شاہ صاحب (حنفی) دام مجدہم السامی



قیمت مجلد

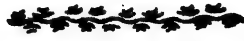
صرف

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	مسئلہ تفضیل کی تحقیق و تفصیل	۳
۲	حضرت امیر المومنینؑ کا حسب و نسب	۶
۳	حضرت امیر المومنینؑ کی اخوت	۷
۴	حضرت امیر المومنینؑ کی عینیت	۷
۵	حضرت امیر المومنینؑ کا نفس رسولؐ ہونا	۸
۶	حضرت امیر المومنینؑ کا نظیر محمدؐ ہونا	۹
۷	حضرت امیر المومنینؑ کی مماثلت انبیاء	۹
۸	حضرت امیر المومنینؑ کی دامادی	۱۰
۹	حضرت علیؑ اور رسولؐ کی ایک جان و ایک قالب ہونا	۱۰
۱۰	حضرت علیؑ اور حضرت رسولؐ کی ہم مکانی	۱۰
۱۱	حضرت علیؑ کی معیت جبریلؑ	۱۰
۱۲	حضرت علیؑ کا احب خلق اللہ ہونا	۱۱
۱۳	حضرت علیؑ کا محبوب خدا و رسولؐ ہونا	۱۲
۱۴	حضرت علیؑ کی جان نثاری	۱۲
۱۵	حضرت علیؑ کی سابقیت اسلام	۱۳
۱۶	حضرت علیؑ کی سابقیت نماز	۱۴
۱۷	حضرت علیؑ کا صدیق اکبر ہونا	۱۴
۱۸	حضرت علیؑ کا امام المتقین ہونا	۱۵
۱۹	حضرت کی منزلت ہارونی	۱۶
۲۰	حضرت علیؑ کی امامت	۱۶
۲۱	حضرت کا مولائے امت ہونا	۱۷
۲۲	حضرت علیؑ کا وصی و وزیر و خلیفۂ رسولؐ ہونا	۱۹
۲۳	حضرت کی راسخ الایمانی	۲۰
۲۴	حضرت کا ثانی قرآن و احد الثقلین ہونا	۲۰
۲۵	حضرت کا اعلم صحابہ ہونا	۲۱
۲۶	حضرت کا فاتح اعظم ہونا	۲۴
۲۷	حضرت کو دیکھنا عبادت ہے۔	۲۶
۲۸	حضرت کا ذکر عبادت ہے	۲۶
۲۹	حب علیؑ عبادت ہے	۲۶
۳۰	حضرت علیؑ خیر البشر ہیں	۲۶
۳۱	حضرت کے فضائل اکتسابی	۲۷
۳۲	حضرت کی عفت و عصمت	۲۹
۳۳	حضرت کا صبر و توکل	۲۹
۳۴	حضرت کا اخلاص	۲۹
۳۵	حضرت کا عدل	۲۹
۳۶	حضرت کا حلم و بردباری	۲۹
۳۷	حضرت کا عفو و کرم	۲۹
۳۸	حضرت کا تقوے	۲۹
۳۹	حضرت کا زہد و ورع	۲۹
۴۰	خلاصہ کلام	۲۹

مسئلہ تفضیل

(جناب مولانا عینی شاہ صاحب نظامی حنفی مدظلہ از حیدرآباد دکن)



نحمدہ و نصلے و نسلم

کسی اچھی صفت کا کسی میں بہ درجۂ کمال پایا جانا فضیلت کا باعث ہے اور جب ایسی پاک صفات کا کوئی مجمع علیہ ہو تو وہ اپنے اقران میں ایک افضل فرد مانا جاتا ہے۔ یہ تو رہا ہر قوم و ملت کے ارباب حل و عقد کا مسئلہ کلیہ۔ مگر خلفائے راشدین کے معاملے میں ہمارے فقہا ساری دنیا سے الگ ہو کر صرف ترتیبِ خلافت کو تفضیل کا معیار قرار دیتے ہیں اور معقولیت سے ذرا دور جا پڑتے ہیں۔ بھلا کسی کا کسی منصب یا عہدے پر پہلے مامور ہو جانا کوئی معیار فضیلت کا ہو سکتا ہے؟ کیا سب سے پہلے نبی حضرتِ آدمؑ کو ہم آنحضرت سے افضل مان سکتے ہیں؟ ممکن ہے کہ فضیلت پر ترتیب خلافت کا خیال قرونِ وسطیٰ میں نیا حل ہونے کی وجہ سے خوشگوار رہا ہو مگر آج کل جبکہ معقول و منقول کی عالمگیر اشاعت ہو رہی ہے وہ ایک فرسودہ اور بودا فقہی قیاس نظر آ رہا ہے۔

ائمۂ کلام میں تفضیل بر ترتیبِ خلافت کو معیارِ قطعیت پر پہونچانے والے ایک ابوالحسن اشعری ہیں۔ باقی اور بزرگوار ابو منصور ماتریدی۔ باقلانی۔ امام الحرمین۔ تفتازانی۔ فارابی۔ ابن رشد غزالی اور علامہ عضد ترتیبِ خلافت کو تو قطعی مانتے ہیں مگر فضیلت برایں ترتیب کو صرف قیاسی اور اجتہادی تصور کرتے ہیں جو معقول سی بات بھی ہے۔ کیونکہ اسلام میں افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کا امام اور خلیفہ بنایا جانا جائز اور منصوص ہے۔ چنانچہ پیغمبر وقت حضرت داؤد کے ہوتے ہوئے طالوت ایک غیر نبی خلیفہ اور امام بنائے گئے اور آنحضرت کے مواجہ میں حضرت ابوبکرؓ نے کئی نمازیں پڑھائیں۔

علامۂ آمدی کہتے ہیں کہ ہمارے سلف مسئلہ تفضیل کو حل نہ کر سکے بعض تو تفضیل بر ترتیبِ خلافت کے معترف رہے بعض حضرت عثمانؓ پر حضرت علیؓ کو ترجیح دیتے رہے اور بعض حضرت علیؓ کو افضل امت مانتے آئے (استیعاب جلد دوم صفحہ [illegible]۔ اور تدریب الراوی صفحہ ٢٠١) اسی وجہ سے حافظ ابن حجر فتح الباری جلد ١٤ صفحہ ٢٥٠ میں بروایت ہارون بن اسحٰق یحییٰ بن معین سے راوی ہیں کہ ترتیبِ خلافت کو مانتے ہوئے کسی نے حضرت علیؓ کی سابقیت و قرابت کا اعتراف کیا تو وہ

یقینی اہل سنت سے ہے۔ اور ابن عبد البر استیعاب جلد ۲ صفحہ ۴۶۷ میں لکھتے ہیں کہ ہمارے سلف نے افضل امت کون ہیں اسکی کوئی یکسوئی نہ کی۔ چنانچہ بعض المحدثین معمر بن راشد وغیرہم کا یہ فتویٰ ہے کہ خلفائے ثلاثہ کی تعظیم وتکریم کے ساتھ حضرت علیؑ کو افضل امت ماننا کوئی قادح نہیں۔ شیخ محدث دہلوی تکمیل الایمان صفحہ ۸ میں علامہ خطابی سے ناقل ہیں کہ ہمارے سلف اس مسئلہ میں ہمیشہ مذبذب رہے چنانچہ وہ ابوبکرؓ خیر من علیؑ وعلی افضل من ابی بکرؓ کہا کرتے تھے۔

امیر محمد بن اسمعیل یمانی روضہ ندیہ صفحہ ۱۵۹ پر لکھتے ہیں کہ مسئلہ تفضیل کا کوئی قطعی تصفیہ نہ ہوسکا بعض محدثین اہلسنت اور معتزلہ بصرہ فضل بر ترتیب کے زعیم رہے اور بعض سنی محدثین اور معتزلہ بغداد حضرت علیؑ کو افضل امت مانتے تھے۔

علامہ ابن حزم ملل ونحل جلد ۴ صفحہ ۱۱۲ میں لکھتے ہیں کہ امت نے اب تک اسکی یکسوئی نہ کی کہ افضل امت کون تھے۔ بعض معتزلی و مرجیہ وسنی اور سارے کے سارے شیعہ جناب امیرؑ کو افضل امت مانتے آئے جو بعض اجل صحابہ وتابعین کا بھی مذہب رہا ہے اور بعض سنی۔ معتزلی۔ ناصبی اور کل خارجی حضرت ابوبکرؓ کو ہی افضل امت تسلیم کرتے آئے ہیں۔

علامہ ابن عبد البر استیعاب جلد دوم صفحہ ۲۰۸ میں ابو اسحق سبیعی سے بروایت محمد بن بشار ناقل ہیں کہ سبیعی نے حضرت علیؑ کو افضل ماننے والے بیس صحابیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے علامہ محی الدین نووی شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸ میں حدیث منزلت کی شرح لکھتے ہوئے کہتے ہیں وھذا الحدیث لا حجۃ فیہ لاحد منہم بل فیہ اثبات فضیلۃ لعلی ولا تعرض فیہ لکونہ افضل من غیرہ او مثلہ ولیس فیہ دلالۃ لاستخلافہ بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اس حدیث سے شیعہ کے دعاوی میں سے کسی ایک کی بھی دلیل نہیں ملتی۔ البتہ اس سے فضیلت علیؑ ثابت ہوتی ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ جناب امیرؑ اپنے غیر سے اور اپنے ہمسر سے افضل ہیں۔ لیکن آپ کے خلیفہ بلافصل ہونے کی اس حدیث میں کوئی دلیل نہیں۔

علامہ ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ ہمارے سلف بصرہ حضرت ابوبکرؓ کو اور سلف وخلف بغداد حضرت علیؑ کو افضل امت مانتے ہیں بلکہ بصرہ کے بڑے عالم محمد بن عبد الوہاب جبائی حدیث طیر کی صحت پر اور قاضی القضاۃ ابو الحسن عبد الجبار بن احمد البصری حدیث منزلت کی نص پر حضرت علیؑ کا ہی افضل امت ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ اور ابو محمد حسن بن یحیی

بھی کفایہ میں روایات فضیلت جناب امیرؑ کی کثرت وصحت کی بنا پر آپ ہی کا افضل امت ہونا ثابت کرتے ہیں لہذا ہم خلف بھی باتباع ائمہ ہدیٰ حضرت امیرؑ کا افضل امت ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ اور بات بھی یہی ہے کہ جناب امیرؑ کی ان گنت اور بڑی بڑی فضیلتوں کے آگے کوئی بھی ہوتو اور کیا کرسکتا ہے "۔

چنانچہ امیر المومنین حدیث احمد بن حنبل اور نسائی۔ حاکم۔ ابو علی نیسا بوری۔ قاضی اسمعیل بن اسحق۔ ابن جریر طبری۔ ابن عقدہ و ابن عبدالبر جیسے ائمہ حدیث بالاتفاق معترف ہیں کہ فضائل امیرؑ میں جس کثرت سے صحیح الاسناد حدیثیں آئی ہیں ایسی کسی اور صحابی کی شان میں نہ آئی ہیں۔ (مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۰۷ استیعاب جلد ۲ ص ۴۷۹ اور صواعق محرقہ ص ۷۲)۔

حضرات ابن عباسؓ و ابن مسعودؓ و ابوذرؓ کا متفقہ بیان ہے کہ علیؑ کی شان میں جس کثرت سے آیتیں نازل ہوئیں کسی اور کی شان میں نہ آئی ہیں۔ (کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۳ ص ۳۹۱ و ابو نعیم در حلیہ ص ۶۶ و ریاض ص ۲۰۶ و صواعق محرقہ ص ۷۲ ص ۷۶) نیز حضرات اُبیؓ بن کعبؓ و حذیفہؓ و ابن عباسؓ آنحضرتؐ سے ناقل ہیں کہ قرآن میں جہاں بھی یا ایھا الذین آمنوا کا خطاب وارد ہے علیؑ اس گروہ کے سردار اور رئیس ہیں۔ اور حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ کی شان میں ۳۰۰ آیتیں نازل ہیں (صواعق محرقہ ص ۷۶)۔

بعضوں کا یہ تخیل کہ خوارج و بنو امیہ کے برے سلوک کا آنحضرت کو پیش از پیش علم ہونے سے آنحضرت نے بطور حفظ ما تقدم فضائل علیؑ بہ کثرت بیان فرمائے (صواعق ص ۷۴ و ازالۃ الخفاء ص ۲۵۱) کوئی دل لگتی تاویل نہیں کیونکہ آنحضرت نے باوجود اس علم کے کہ خلفاء ثلاثہ کو بھی مورد طعن بنایا جائے گا ان بزرگوار دنکے اتنے فضائل بیان نہ فرمائے علاوہ بریں آنحضرت کی ذات قدسی صفات کی طرف ایسی بے تکی باتوں کی نسبت دینا بھی سوء ادبی اور گستاخی ہے۔ آنحضرت نے جتنا جس کے متعلق فرمایا وہ عند اللہ بھی اتنے ہی کے مستحق تھے۔

بعضوں کا یہ قیاس کہ شیعہ نے ہماری کتابوں میں حضرت علیؑ کے صدہا وضعی فضائل الحاق کر دیئے ہیں نہایت ہی بھونڈا اغلوطہ ہے کیونکہ اسی سالہ دور بنی امیہ میں فضائل علیؑ تو درکنار نام علیؑ بھی زبان سے نکالنا مستوجب قتل تھا اور شیعیان علیؑ اپنی جان و آبرو کی خیر مناتے دبکے پڑے رہتے تھے۔ اس دور میں جبکہ حقیقی فضائل علیؑ بھی زبان پر آ نہیں سکتے تھے تو وضعی فضائل کا الحاق اور اشاعت جان جوکھم بات تھی۔ اسکے قطع نظر فضائل علیؑ بکثرت روایت کرنے والے حضرات اسماعیلین علمائے

اہل سنت امام احمد بن حنبل۔ ابن ابی شیبہ۔ اعمش۔ نسائی۔ عبدالرزاق۔ ابو علی نیشاپوری۔ قاضی اسمٰعیل
ابن عقدہ۔ ابن مردویہ۔ حاکم۔ ابو حاتم رازی۔ طبرانی۔ ابن جریر طبری۔ ابن عبدالبر۔ ابونعیم۔ دیلمی
ابن مغازلی۔ ابن اثیر جوزی۔ خوارزمی۔ دولابی۔ سیوطی و ابن حجر مکی وغیرہم مستند ائمہ حدیث
ہیں ان کی آنکھوں میں خاک جھونک کر موضوعات کا ادخال ان کی کتابوں میں کارے دارد
تھا۔ تدوین کتب سے پہلے انھوں نے ہر روایت کی دیکھ بھال کر لی اور اپنے اطمینان کے بعد ہی ان حدیثوں
کو اپنی کتابوں میں داخل کیا اور ہم تک پہونچایا۔ اس پر آج ہمارا یہ کہنا کہ ان کتابوں میں شیعہ کی
ساختہ و پرداختہ روایتیں بھری پڑی ہیں ایک طفلانہ عذر ہے۔ بلکہ معاملہ تو اس کے برعکس ہوا ہے۔
خلفائے راشدین کی ختم خلافت کے ساتھ ساتھ بنی امیہ کا اسّی سالہ دور شروع ہو گیا اور اس
دور کی چند خصوصیتوں میں استیصال فضائلِ علیؑ اور سبّ و شتم علیؑ بہت نمایاں تھا۔ بنو امیہ کی
اس مسلسل سعی استیصالِ مناقب علیؑ کے باوجود آج ہم اہل سنت کی کتب حدیثیہ میں ہزارہا احادیث
فضائل علیؑ کا موجود رہنا ہی فضائلِ امیرؑ کی حقانیت کی دلیل ہے۔ (کتاب الاحداث للعلامہ ابوالحسن
علی بن المدائنی) جناب امیرؑ کی توہین و تنقیص کا مرض مسلمانوں میں ۴۱ھ سے جو شروع ہوا وہ چلکر
۲۵۶ھ میں کہیں نابود ہوا۔ چنانچہ علامہ ابن رجبہ اندلسی متوفی ۶۳۳ھ اپنی کتاب اسمار النبی میں اس وبا کا تذکرہ
کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری جیسا امام فن حدیث بھی اس اثر سے بچ نہ سکا بدانا
بما اوردہ مسلم انہ اورده بکماله وقطعه البخاری واسقط فیه علی عادته
کما نری وهو مما عیب علیه فی تصنیفه ما جریٰ ولا سیما ذکر علی ابن ابی طالب۔
ان حالات کے باوجود جناب امیرؑ کے ان گنت فضائل و مناقب کا وجود سب سے بڑا اعجاز ہے۔
خدا کی شان ہے کہ جہاں حکومتیں آپ کے مناقب و فضائل کے استیصال میں اپنا خون پانی ایک کردیں
خدا نے ان کے مناقب و فضائل اتنے پھیلا دیئے کہ آج سب سے بڑھ کر آپ ہی کے فضائل ہماری حدیث
کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ ایک طرف تو آپ کے خداداد محاسن و مکارم بے شمار نظر آتے ہیں۔
اور دوسری طرف آپ کی فضیلتیں صدہا دکھائی دیتی ہیں۔ سب سے بڑا لطف یہ ہے کہ سب کی
سب ثابت بھی ہیں۔ مسلّم بھی۔ مرفوع بھی۔ اور مرسل بھی۔ بڑھی چڑھی بھی اور انوکھی بھی۔

حسب نسب

علیؑ نبیؐ کا حسب ایک۔ نسب ایک۔ اصل ایک۔ فرع ایک۔ علیؑ نبیؐ دونوں قریشی
دونوں ہاشمی۔ اور دونوں مطلبی۔ علیؑ کے بھائی نبیؐ۔ نبیؐ کے بھائی علیؑ۔ علیؑ کے
باپ نبیؐ کے سگے چچا۔ اور نبیؐ کے باپ علیؑ کے حقیقی چچا۔ علیؑ کی ماں فاطمہؑ بنت اسد۔ ہاشم کی پوتی عبدالمطلب

کی بھتیجی اور عبداللہؓ و ابو طالب کی پھوپھی بہن۔ قرشیت پھر ہاشمیت اور اسکے ساتھ مطلبیت شرافت عرب کا اعلیٰ ترین معیار ہے (کنز ج ۶ صـ۲۲۶) اور اسکے علاوہ حضرت علیؑ کا اہلبیت اور آل محمدؐ ہونا شرافت کے علوے معیار پر پہونچتا ہے جس پر احادیث کسار احادیث مباہلہ اور احادیث یا فاطمہ انکحتک احب اھلی و زوجتک خیر اھل بیتی (کنز جلد ۶ صـ۱۵۳) شاہد ہیں آل محمدؐ ہونے کا شرف اعلیٰ شرف ہے۔ جس پر آنحضرتؐ کو ناز رہا نحن اھل بیتی لا یقاس بنا احد۔ (کنز جلد ۶ صـ۲۱۸) جس کا حضرت علیؑ کو فخر تھا نحن اھل البیت لا یوازینا احد (حلیۃ ابو نعیم صـ۱۶۱ و کنز العمال جلد ۶ صـ۳۹۶) جس کا امام حسنؑ کو افتخار رہا نحن من اھل البیت الذی افترض اللہ مودتھم علی کل مسلم (حاکم جلد ۳ صـ۱۵۳) جس پر امام حسینؑ نے میدان کربلا میں فخر کیا تھا۔ انا اھل بیت نبیکم انا ابن رسول اللہ و ابن ابنتہ اور جس کا امام زین العابدینؑ نے دربار یزید میں اظہار فرمایا۔ نحن اھل البیت لا یقاس بنا احد اور جس شرف کی اعلیٰ خصوصیت کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمر کو تفضیل بین الصحابہ بیان کرتے ہوئے جناب امیرؑ کو الفاظ علیؑ من اھل البیت لا یقاس بھم احد علی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی درجۃ ان اللہ تعالیٰ یقول والذین آمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم فاطمۃ مع رسول اللہ و علیؑ مع فاطمۃ (تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۱۲ صـ۲۷ ۔ ریاض النضرہ طبری صـ۲۰۵ مسند عبدالرزاق جلد ۲ ۔ تاریخ بغداد الخطیب جلد اول و فضل الثلاثہ لابی الحسن علی بن احمد بن نعیم و مرقاۃ لعلی القاری) کے ساتھ افضل امت ماننا پڑا۔

اخوت مشرق جانتا ہے اور مغرب۔ عرب جانتا ہے اور عجم کہ نبیؐ کے بھائی علیؑ اور علیؑ کے بھائی نبیؐ ہیں۔ روم شام واقف ہے کہ علیؑ آنحضرتؐ کے بھائی ہیں اس پر بھی احادیث مرویہ مسلم۔ احمد۔ ترمذی۔ نسائی۔ حاکم۔ طبرانی۔ و ابن ماجہ و کنز العمال جلد ۶ صـ۱۵۴ و استیعاب جلد ۲ صـ۴۷۳ مزید شاہد ہیں اور قرآنی آیت اخوانا علی سرر متقابلین۔ اس اخوت نبیؐ و علیؑ پر نص قاطع ہے۔ منکر انکار کرے کرے مگر واقعہ یہی ہے۔

عینیت حدیث نور امام احمد بن حنبل از عبدالرزاق از معمر از زہری از خالد بن معدان از زاذان از حضرت سلمانؓ کی روایت سے ثابت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تخلیق آدمؑ سے چار ہزار سال پیشتر اللہ کے حضور میں میں اور علیؑ نور ہی نور تھے۔ خلقت آدم کے وقت اس نور کی دو تجلیاں پیدا ہوئیں ایک کا نام محمدؐ اور دوسرے کا نام علیؑ رکھا گیا کیا عینیت کی اس سے

بڑھی چڑھی کوئی اور شہادت ہو سکتی ہے؟

حدیث صحیح وثابت ۔ راوی کل کے کل ثقہ اور رجال صحیحین ۔ اس کی تخریج ریاض النضرہ ص۱۹۱ میں اور تواص الائمہ ص۳۱ میں نیز حافظ ابن عبدالبر نے بہجۃ المجالس میں اور حافظ نطنزی نے خصائص علویہ ص۱۶۱ میں اور حافظ وصابی نے اکتفا ص۱۷۔۱۶۹ میں کی ہے ۔ ان کے علاوہ ابوحاتم رازی نے تفسیر میں حضرت انسؓ سے ۔ احمد بن حنبل کے فرزند عبداللہ نے حضرت سلمانؓ سے ابن مردویہ وخوارزمی ص۸۹ نے حضرت علیؑ سے ۔ خطیب وابن عبدالبر نے حضرت ابن عباسؓ سے ۔ ابن مغازلی نے حضرات سلمانؓ وجابرؓ وابوذر غفاریؓ سے ۔ دیلمی ص۱۰۱ و نطنزی نے حضرت سلمانؓ سے اور رافعی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے اس حدیث کی صحت وتوثیق اساطین محدثین سے ثابت ومسلم منکر بھی ان کے پڑھنے کے بعد بول اٹھے گا کہ حضرت علیؑ کی یہ اہم بالشان خصوصیت لاجواب ہے ۔

نفس رسولؐ

آیت مباہلہ ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم کے لفظ انفسنا سے جناب امیرؑ کا نفس رسولؐ ہونا ثابت اور احادیث مرویہ حاکم جلد۳ ص۱۵۱ وصواعق محرقہ ص۱۰۱ سے موثق ۔ نیز حدیث علی نفسی مرویہ حضرت عائشہؓ وام سلمہؓ وعمرو بن عاص مذکورہ کنز العمال جلد۶ ص۴۰۰ وخوارزمی ص۹۵ و ص۱۰۱ وصواعق محرقہ ص۱۰۱ سے اور نیز حدیث انت منی وانا منک ص۴۹ سے مسلم ۔ جب ہی تو جناب امیرؑ نے یوم شوریٰ ۲۰۰ صحابیوں کے مجمع میں پوچھا بھی کہ تم میں میرے سوائے کوئی اور بھی ہے جس کو آنحضرتؐ نے اپنا نفس کہا ہے؟ صحابہ نے یک زبان ہو کر کہا اللھم لا (صواعق محرقہ ص۹۳ ۔ ص۱۰۱)

ان احادیث صریحہ اور واقعہ مباہلہ سے مبرہن ہے کہ انفسنا سے خدا کی مراد علیؑ ابن ابیطالبؑ ہی تھی ورنہ آنحضرتؐ حضرت علیؑ کو ساتھ نہ لیتے ۔ یہ بات صاف ہے کہ حضرت علیؑ بعینہٖ آنحضرتؐ تو نہ تھے ۔ پس لفظ انفسنا سے حق سبحانہ کو اس شدید مشابہت اور یگانگی کا اظہار مقصود تھا جو نبیؐ وعلیؑ میں موجود تھی یعنے نبوت ورسالت کے سوائے جناب امیرؑ سارے صفات محمدی میں رنگے ہوئے تھے ۔ چونکہ آنحضرتؐ افضل خلق تھے لہذا حضرت علیؑ جو کل صفات محمدیہ سے متصف تھے لازماً افضل امت ہوئے **کیونکہ افضل کا نفس اور افضل کا نظیر بھی افضل ہی ہونا** چاہیئے ۔ بعضوں نے انفسنا میں سارے بنوہاشم کو بھی جو شامل کیا ہے وہ واقعہ مباہلہ کے خلاف ۔ منشائے ایزدی کے خلاف ۔ احادیث صحیحہ کے خلاف ۔ اور عقل وانصاف کے خلاف ہے ۔

نظیر محمدؐ

آپ کا نظیر محمدؐ روحی فداہ ہونا احادیث علیؑ نظیری مرویۂ صغیر طبرانی صـ۱۶۴ و دیلمی صـ۱۹۸ و کنزالعمال جلد ۶ صـ۱۹۳ و ریاض نضرہ صـ۱۶۴ سے ثابت۔ حضرت علیؑ نے یوم شوریٰ .. سو صحابیوں کے مجمع میں پوچھا کہ تم میں میرے سوائے وہ کون ہے جس کو آنحضرتؐ نے اپنا نظیر فرمایا۔ صحابہ نے کہا اللھم لا (کنز جلد ۶ صـ۱۵۶) حدیث علیؑ نظیری کے معنے ارباب ظاہر کچھ بھی کریں مگر ارباب کشف اس کے معنے یہ کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ فنا فی الرسولؐ تھے

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی ۔ تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کا مطلب احادیث انا و علی من نور واحد سے (۲) انا و علی من طینۃ واحدۃ سے (۳) لحمک لحمی دمک دمی سے (۴) علی منی و انا منہ سے (۵) علیؑ نفسی سے (۶) علی نظیری سے (۷) اور علی منی کروحی فی جسدی سے صاف صاف مترشح ہے کہ نہیں؟۔

مماثلت انبیاء

آنحضرتؐ کا حضرت علیؑ کو مماثل انبیائے سابقہ ٹھہرانا احادیث مرویۂ عبدالرزاق[1] و احمد بن حنبل[2] و بیہقی[3] و ابوحاتم[4] و عاصمی[5] و ابن شاہین[6] و حاکم[7] و ابن مردویہ[8] و طبرانی[9] و قزوینی[10] و خطیب[11] و حاکمی[12] و ابونعیم[13] و ابن المغازلی[14] و دیلمی[15] و نطنزی[16] و خوارزمی[17] و محمد بن طلحہ[18] قرشی و محمد بن یوسف[19] الکنجی الشافعی و محب[20] طبری و ابن الصباغ[21] المالکی و مذکورۂ ریاض نضرہ صـ۲۱۸ و حلیہ ابونعیم و خوارزمی صـ۳۵ و صـ۴۱ و دیلمی صـ۱۴۹ و مطالب السئول صـ۲۲ و کفایت الطالب صـ۲۳ و ذخائر العقبیٰ صـ۲۱۴ سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر الصدیقؓ نے جب آنحضرت سے یہ حدیث سنی تو حضرت علیؑ کو ان لفظوں میں مبارکباد دی۔ من مثلک یا ابا الحسن تمہارے برابر کون ہے اے ابوالحسن۔ ان حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا آدمؑ جیسا عالم۔ نوحؑ جیسا ذی فہم۔ ابراہیمؑ جیسا حلیم۔ موسیٰؑ جیسا وجیہ و جلیل عیسیٰؑ جیسا تقی و نقی اور محمدؐ جیسا ہادی و رشید اگر دیکھنا ہو تو علی ابن ابی طالبؑ کو دیکھ لو۔ آنحضرتؐ کا ارشاد غلط ہو نہیں سکتا۔ حضرت علیؑ میں سارے صفات انبیاء علیہم السلام موجود تھے چونکہ انبیاء سارے صحابہ سے مطلقاً افضل ہیں اس لئے حضرت علیؑ بھی جن کو آنحضرتؐ نے مماثل انبیاء ٹھہرایا ہے افضل صحابہ ہوئے حدیث مماثلت اتنی مشہور و صحیح ہے کہ صوفیہ نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے چنانچہ حضرت فریدالدینؒ عطار کہتے ہیں۔

اے پسر تو بے نشانی از علیؑ ۔ عین و لام و یا بدانی از علیؑ

مصطفےٰ گفتش تو ئی آدم بہ علم　　نوح فہم و حضرت ابراہیم حلم
ہم چو عیسیٰ زہد و موسیٰ بطش کیست　　گر نمی دانی تو بشنو آں علی است

دامادی مشرق میں مسلّم مغرب میں مسلم۔ شمال میں مشہور۔ جنوب میں معروف کہ علیؑ بی بی فاطمہؑ کے شوہر اور بی بی فاطمہؑ علیؑ کی بی بی ہیں بلکہ یہ بھی کوئی چھپی بات نہیں کہ ان دونوں کا عقد بھی وحی خداوندی سے ہوا تھا۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۲ و ۱۵۴ و صواعق صفحہ ۱۴۲ و صغیر سیوطی صفحہ ۵ و دیلمی صفحہ ۸ و ریاض نضرہ صفحہ ۱۸۳) جو بی بی صدیقہ طاہرہ طیبہ اور معصومہ ہو۔ جو زنان امت کی سردار ہو۔ جو ساری مسلمان عورتوں کی سیدہ ہو جو زنانِ عالم سے بہتر ہو جو زنانِ جنت کی پیشوا ہو اُس کا شوہر صدیق و طاہر و طیب کیونکر نہ ہو گا؟

ایک جان و ایک قالب علیؑ نبیؐ کی جان ایک۔ طینت ایک۔ فطرت ایک۔ حقیقت ایک۔ خون ایک۔ گوشت پوست ایک۔ حسب نسب ایک۔ ذات ایک۔ اور کنبہ ایک لحمک لحمی و دمک دمی (مرویۂ خوارزمی صفحہ ۸۵ و مناوی جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ و دیلمی صفحہ ۲۲۱ و کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۳) اور حدیث علی منی کروحی فی جسدی (کنز ج ۶ صفحہ ۱۵۹)۔ اور حدیث علی لنفسی (کنز ج ۶ صفحہ ۴۰۰) اور حدیث انا وعلی من شجرۃ واحدۃ (حاکم و طبرانی و دیلمی صفحہ ۲۱۱) اور حدیث انا وعلی من نور واحد (دیلمی صفحہ ۵۱) انت منی وانا منک (بخاری و مسلم و نسائی) علی اصلی و جعفر فرعی (طبرانی در صغیر صفحہ ۵۵ و کنز جلد ۶ صفحہ ۱۵۳ و مناوی صفحہ ۱۱۶) وغیرہم سے علیؑ و نبیؐ کی روحانی و جسمانی یگانگی ظاہر ہے۔

ہم مکانی بمؤاتے حدیث نور ازل سے علیؑ و نبیؐ متحد رہے اور دنیا میں بھی ایک جان و ایک قالب ایک گھر میں رہے اور آخرت میں بھی ہر دو مقدس نفوس کی یکجائی آیت والذین آمنوا واتبعتم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم سے۔ آیت اخوانا علی سرر متقابلین سے اور نیز احادیث انا وعلی و فاطمۃ وابناھما لفی مکان واحد مرویہ کنز ج ۶ صفحہ ۳۹۰ و صفحہ ۱۵۶ و صفحہ ۱۵۷ و ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۶۴ سے اور حدیث صحیح حضرت ابن عمر علیؑ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فی درجتہ مرویۂ عبدالرزاق و مندرجہ تیسیر الباری شرح بخاری پ ۱۲ صفحہ ۴۳ و ریاض النضرہ صفحہ ۲۰۸ سے ثابت ہے۔

معیت جبرئیل بیس جلیل القدر صحابہ رسولؐ مثل حضرات عمرؓ و علیؓ و حسنؓ و ابن عباسؓ و ابن عمرؓ و سہل بن سعدؓ و سلمۃ بن اکوع و عمران بن حصینؓ و ابوہریرۃؓ و

سعد بن ابی وقاصؓ و جابرؓ و بریدہؓ و ابو رافعؓ و ابو سعیدؓ و ابو برزہؓ و ابو یعلیؓ و حسان بن ثابتؓ و زبیرؓ
بن عوام و عامر بن سعدؓ رضی اللہ عنہم کی مرویہ حدیث خیبر مذکورہ خصائص نسائی ص ۶ و ص ۲
و مسند احمد بن حنبل و مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۷۲ و عمدۃ القاری جلد ۷ ص ۹۲۲ و حلیہ ابو نعیم ص ۶۵ و
ریاض ص ۱۹۰ و کنز جلد ۶ ص ۳۹۵ و ازالۃ الخفاء ص ۲۶۴ سے حضرت علیؑ کے ساتھ حضرت
جبرئیل کا رہنا ثابت ہے۔

احب خلق اللہ

جناب امیرؑ کا احب الخلق الی اللہ والی الرسولؐ ہونا مشہور و معروف حدیث
طیر سے ثابت اور مسلم۔ جسکی ۱۳ صحابیوں نے بیانوے ۹۲ تابعیوں نے
اور چھیاسی محدثین نے روایت کی۔ بلکہ جسکی تینتیس ۳۳ تابعین نے صرف ایک انسؓ بن مالک سے روایت
کی ہے ذہبی تلخیص مستدرک جلد ۳ ص ۱۳۱ میں لکھتے ہیں کہ حدیث طیر ہرگز موضوع نہیں اس کے
طرق بکثرت ہیں اکیلے حضرت انسؓ سے ۳۰ جلیل المرتبت تابعین نے اس کی سماعت و روایت
کی ہے۔ تقی الدین سبکی تلمیذ ذہبی طبقات شافعیہ میں کہتے ہیں کہ حدیث طیر کی صحت کے بعد حضرت
علیؑ کا افضل امت ہونا بدیہیات سے ہے۔ حدیث طیر کو ۳۳ ائمہ حدیث نے تسلیم کیا ہے جن میں
امام ابو حنیفہ و ترمذی و ابو حاتم رازی و بزار و نسائی و ابن ابی حاتم و ابو یعلی و امام احمد بن حنبل
و ابو جعفر طبری و ابن شاہین و حاکم ابن مردویہ و ابو نعیم و بیہقی و ابن حجر عسقلانی و ابن حجر مکی اور
سیوطی وغیرہم بھی ہیں۔ حدیث طیر کے سارے طرق جمع کرنے والوں میں امام ابوبکر ابن مردویہ
حافظ ابو طاہر محمد بن احمد بن حمدان و امام ابو جعفر طبری و علامہ ابن عقدہ و ابو نعیم اور امام ذہبی
ہیں۔ ان حضرات نے مستقل کتابیں حدیث طیر کی لکھی ہیں۔ ذہبی تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۲۴۵ میں
لکھتے ہیں و اما حدیث الطیر فلہ طرق کثیرۃ جداً و قد افردتہا بمصنف و
مجموعہا یوجب ان یکون الحدیث لہ اصل و اما حدیث من کنت مولاہ فعلی
مولاہ فلہ ایضاً طرق جیدۃ و قد افردت ذلک ایضاً (حاکم جلد ۳ ص ۱۳۲ اسد الغابہ
جلد ۴ ص ۳۰ خواص الائمہ ص ۲۳ جامع ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۵ خوارزمی ص ۶۴ لسان المیزان ابن حجر
جلد اول ص ۴۲ و منہاج ابن تیمیہ جلد ۴ ص ۹۹ و خصائص نسائی ص ۴ و ریاض النضرہ ص ۱۶۰ ابن
حجر مکی شرح قصیدہ ہمزیہ ص ۳۰۶ مصابیح السنۃ للبغوی جلد دوم ص ۲۰۲ و کنز ج ۶ ص ۴۰۶ و ازالۃ الخفاء
ص ۲۶۲ از شاہ ولی اللہ و بستان المحدثین ص ۴۲ از شاہ عبد العزیز دہلوی)
بعض حضرات نے اس کی یہ انوکھی تاویل نکالی ہے کہ آنحضرتؐ کے الفاظ اللھم ائتنی

باحب الخلق الیک و الی سے احب خلق اللہ بہ جمیع امور مراد نہیں ہے۔ حدیث میں نہ کوئی تخصیص نہ تعیین نہ شذوذ اور نہ نکارت۔ اس جدت پسندی کے کیا کہنے ہیں؟ فصحائے عرب وعجم اس ہندوستانی تاویل کے قربان جائینگے۔ حدیث صاف وثابت ہے احب الخلق الی اللہ والی سے واضح ہے کہ حضرت علیؑ من کل الوجوہ خدا ؤ رسولؐ کے محبوب ترین ہیں۔ اور اسی لئے وہ افضل ہیں۔

محبوب خدا ؤ رسولؐ احادیث مشہور و متواترہ خیبر لاعطین الرایۃ غداً رجلاً یحب اللہ و رسولہ مرویہ بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی وغیرہم سے ثابت ہے کہ حضرت علیؑ آنحضرتؐ کی زبان وحیٔ ترجمان سے محب خدا و رسولؐ اور محبوب خدا و رسولؐ ٹھہرے اور جس کو یہ مرتبہ حاصل ہو وہ افضل امت کیسے نہ ہوگا؟۔

جان نثاری حضرت علیؑ کی جان نثاری اتنی مہتم بالشان رہی کہ جنگ احد میں حضرت جبرئیلؑ نے بھی نہایت تعجب سے کہا یا محمد ما ھذہ المواسات فقال علی منی وانا منہ (ابوجعفر طبری و مدارج جلد دوم) بدر ہو کہ احد۔ حنین ہو کہ خندق طائف ہو کہ خیبر۔ علیؑ کی جانبازی اور جیداری نے لڑائی میں مسلمانوں کا بول بالا رکھا۔ آیت کفی اللہ المومنین القتال کی تفسیر بعلی ابن ابی طالبؑ جناب امیرؑ کی جیداریوں کا ثمرہ ہے امام حسن بصری غزوۂ احد کی نسبت کہتے تھے طوبی لجیش امیرھم رسول اللہ ومبارزھم اسد اللہ وجہادھم طاعۃ اللہ۔ جناب امیرؑ نے اپنی عدیم النظیر بہادری کے صلہ میں لا فتی الا علی کا خطاب جنگ احد میں اور لمبارزۃ علی ابن ابی طالبؑ یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ کی فضیلت جنگ خندق میں اور کرار غیر فرار کا لقب جنگ خیبر میں زبان رسالت سے پایا۔ اور محب خدا و رسولؐ اور محبوب خدا ؤ رسولؐ کا مرتبہ حاصل کیا۔

جناب امیرؑ کی ان کھلی بہادریوں کے علاوہ شب ہجرت والی مردانگی اور جانبازی اپنی آپ نظیر رہی۔ بستر آنحضرتؐ پر آنحضرتؐ کے لباس پہنے ہوئے ہو بہو آنحضرتؐ بنے رات بھر کفار کے تیروں کا ہدف ہونے چپ چاپ پڑے رہنا اور بالفاظ حدیث وبات الکفار یرمون علیاً بالحجارۃ وانھم یحسبونہ محمداً! محمدؐ بنے ہوئے محمدؐ روحی فداہ پر سے تصدق اور نثار ہونا یقیناً شیر خدا ہی کا حوصلہ تھا (سیرۃ محمد ابن اسحاق۔ تاریخ طبری۔ خصائص نسائی۔

استیعاب ، مسند ابو داؤد طیالسی مستدرک حاکم جلد ۳ ص۱۳۲ و ریاض نضرہ ص۲۰۳ و دیلمی ص۲۸ و صواعق و ازالۃ الخفاء ص۲۶۹ و مدارج جلد دوم) اسی جانبازی کا خدائی تمغہ آپ کو ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد کے مرصع الفاظ میں ملا ہے۔

سابقیت اسلام

جناب امیرؑ کی سابقیت والسابقون السابقون اولئک ہم المقربون اور اُس کی تفسیر نبوی مرویہ ثعلبی وابو حاتم وابن مردویہ و واحدی و سیوطی وغیرہم سے مسلّم۔ نیز احادیث نبویؐ یا علی انت اول من آمن بی (حاکم وطبری ص۱۵۸ وکنز جلد ۶ ص۱۵۶) ان ھذا اول من آمن بی (طبرانی وبزار ونسائی وکنز جلد ۶ ص۱۵۶) انک اول المسلمین اسلاماً و اول المومنین ایماناً (احمد و دیلمی ص۳۱۴ و ریاض ص۱۵۸) اولکم اسلاماً علی (حاکم جلد ۳ ص۱۳۶ و ریاض ص۱۵۸ وکنز جلد ۶ ص۱۵۶) اول ھذہ الامۃ وروداً علی الحوض اولھا اسلاماً علی ابن ابیطالب (ابن ابی شیبہ جلد ۶ ص۳۳۶ واستیعاب جلد ۲ ص۴۷ و ریاض ص۱۵۸) نیز حضرات عمر ابن الخطابؓ۔ ابوبکرؓ الصدیق۔ عائشہؓ۔ ام سلمہؓ و حذیفہؓ و براءؓ بن عازب و سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ و خبابؓ و زیدؓ بن ارقم و ابن عباسؓ و جابرؓ و ابوسعیدؓ و انسؓ و خزیمہؓ و ابولیلیٰؓ و عمارؓ و یعلیؓ بن مرہ و عفیف کندیؓ و ابن مسعودؓ و عتبہؓ بن ابی لہب و عباسؓ بن عبدالمطلب اور خود علیؑ ابن ابیطالب۔ جیسے الوالعزم صحابہ کی شہادتوں سے موثق ہے (ملاحظہ ہو استیعاب ص۴۷ جلد ۲ و زرقانی جلد اول ص۲۹۰ و مستدرک جلد ۳ ص۱۱۲ و ص۱۳۶ وکنز العمال جلد ۶ ص۳۹۶ و خصائص نسائی ص۲ و ریاض نضرۃ طبری ص۱۵۸ و ص۱۸۰ و فردوس دیلمی ص۸ و ازالۃ الخفاء ص۲۶۱ شاہ ولی اللہ) بلکہ سیرۃ محمد بن اسحاق اور اصابہ ابن حجر سے تو جناب امیر کا سابق السابقین بعد حضرت خدیجہؓ ہونا باجماعِ صحابہ ثابت ہے۔ خود حضرت علیؑ نے بروایاتِ حاکم و احمد بن حنبل و امام نسائی یوم شوریٰ مجمع صحابہ میں کہا انا اول من اسلم و صلّی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صحابہ نے اس کا اعتراف کیا نیز آپ نے انا الصدیق الاکبر آمنت قبل ان یومن ابوبکرؓ واسلمت قبل ان یسلم (نسائی وابن قتیبہ و ریاض ص۱۵۵ وکنز جلد ۶ ص۴۰۵) اور انا عبداللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر آمنت قبل الناس سبع سنین (نسائی ص۳ ابن ماجہ ص۱۲ حاکم جلد ۳ ص۱۱۲ وکنز جلد ۶ ص۳۹۴) کے اعلانوں سے اپنا سابق السابقین ہونا ثابت کیا ہے۔ حضرت علیؑ کے اس دعوے کی شہادت ۳۰ مرفوع

اور ۵۰ موقوف روایتوں سے ملتی ہے۔ آپ کی اس سبقت اسلامی نے ایک جماعت صحابہ و تابعین و اعلام محدثین کو اس فیصلہ پر متفق کر دیا کہ **حضرت علیؑ ہی افضل امت ہیں۔**

سابقیت نماز احادیث مرفوعہ اول من صلی معی علی (امام نسائی صہ۲ و حاکم جلد ۳ صہ۱۱۲ و طبرانی و لبغوی و بزار و کنز العمال جلد ۶ صہ۱۵۶، ۳۹۴ و ریاض نضرہ صہ۱۵۸ و استیعاب جلد ۲ صہ۴۷) سے جناب امیر کا سابق فی الصلوۃ ہونا ثابت۔ نیز شہادت حضرات ابن عباسؓ و ابن مسعودؓ و بریدہؓ و انسؓ و زید بن ارقمؓ و ابورافعؓ و سلمانؓ و ابوذرؓ و خبابؓ و مقدادؓ و براء بن عازبؓ و حذیفہؓ وغیرہم سے بالفاظ اول من صلی مع رسول اللہ علی (مرویہ نسائی صہ۱ و فردوس دیلمی صہ۵ و حاکم جلد ۳ صہ۱۱۲ و ترمذی و مسند احمد) مسلم۔ ملاحظہ ہو استیعاب جلد دوم صہ۴۷ و ازالۃ الخفا صہ۲۶۲ و کنز العمال جلد ۶ صہ۳۹۴-۶۔ خود حضرت علیؑ نے بارہا کہا عبدت اللہ قبل ان یعبدہ احد من ہذہ الامۃ (استیعاب جلد ۲ صہ۴۷ و کنز جلد ۶ صہ۳۹۵ و نسائی صہ۳) علاوہ برایں اعلان نبوت آنحضرتؐ کے کچھ دنوں بعد ہی حضرات عباسؓ و عفیف کندیؓ و عبداللہ بن مسعود نے صرف آنحضرتؐ حضرت خدیجہؓ اور علیؑ کو ہی نماز پڑھتے کعبہ میں دیکھا تھا اور اسکی شہادت حضرت عباسؓ نے ان لفظوں میں دی واللہ ما علی الارض علی ہذا الدین غیر ہولاء الثلاثۃ (خصائص نسائی صہ۲ تاریخ بخاری مستدرک حاکم جلد ۳ مسند احمد بن حنبل و صغیر طبرانی و کنز العمال جلد ۶ صہ۳۹۶ و ریاض نضرہ طبری) **نماز قرآن و حدیث سے افضل عبادت ہے۔** خلفائے راشدین میں حضرت علیؑ ہی سب سے پہلے اور سب سے آخر نمازی رہے ہیں۔ انہی کی نمازیں سب سے زیادہ رہیں۔ نمازیں بھی وہ جن کی تعریف خدا نے سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود سے فرمائی اور جن کی شان لا اعبد ربا لم ارہ رہی پھر علیؑ کے **افضل امت ہونے میں کیا تردد ہو سکتا ہے؟**

صدیق اکبر احادیث صحیحہ الصدیقون ثلاثۃ مومن آل فرعون و مومن آل یٰسین و علی ابن ابی طالب و ہو افضلہم سے (صواعق محرقہ صہ۷۴، و کنز العمال جلد ۶ صہ۱۵۲ و ریاض النضرہ صہ۱۵۴) روایات ہذا الصدیق الاکبر و ہذا فاروق الامۃ (کنز جلد ۶ صہ۱۵۶) و انت الصدیق الاکبر و انت فاروق الامۃ سے (ریاض صہ۱۵۵ و دیلمی صہ۲۲۱ و صواعق صہ۲۵) جناب امیرؑ کا مخاطب بہ "صدیق اکبر" ہونا ثابت ہے نیز حضرت علیؑ نے مجمع صحابہ میں اس کا بار بار اعلان بھی کیا اور صحابہ نے اس پر

سکوت کیا ہے۔ فرماتے ہیں انا الصدیق الاکبر اٰمنت قبل ان یومن ابوبکر (ریاض ص ۱۵۱ وکنز جلد ۷ ص ۴۰۵ وخصائص نسائی ص ۳) انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر لا یقولہا بعدی الا کاذب اٰمنت قبل الناس سبع سنین قبل ان یعبدہ احد من ھذہ الامۃ (حاکم جلد ۳ ص ۱۱۲ نسائی ص ۴۲ وابن ابی شیبہ جلد ۴ ص ۳۲۵ و ص ۳۲۷ وابن ماجہ ص ۱۲ وکنز ج ۷ ص ۳۹۴) ابن ماجہ نے اسکی روایت محمد بن اسمعیل راوی سے اس نے عبید اللہ بن موسیٰ سے اس نے علاء بن صالح سے اس نے منہال بن عمرو سے اس نے عباد بن عبد اللہ سے کی ہے اور سب کے سب صدوق وثقہ ہیں۔ عباد بن عبد اللہ کی نسبت لکھتے ہیں وہ بروایت علی بن مدینی ضعیف ہیں مگر ابن حبان نے انہیں ثقہ لکھا ابن ماجہ ونسائی اور حاکم نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔ منہال بن عمرو کو ابن معین۔ نسائی عجلی ابن حبان وغیرہم نے ثقہ مانا ہے۔ امام نسائی نے احمد بن سلیمان الرہاوی سے جو ثقہ ہے اس کی روایت کی اور انھوں نے عبید اللہ بن موسیٰ سے انھوں نے علاء بن صالح سے انھوں نے منہال بن عمرو سے انھوں نے عباد بن عبد اللہ سے انھوں نے جناب امیرؑ کو یہ فرماتے سنا ہے۔ نسائی جیسے سخت اور متشدد نے عباد بن عبد اللہ کی روایت لی ہے تو عباد کی ثقاہت کے لئے بہت کافی ہے۔ اس حدیث کا انکار اسکے بعد محض تعصب ہے علامہ محب طبری اور علامہ گنجی کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کو صدیق اکبر کا خطاب دیا تھا۔

امام المتقین

احادیث ان اللہ تعالےٰ اوحیٰ الیؐ فی علی انہ امام المتقین (کنز جلد ۶ ص ۱۵۷) ان اللہ تعالیٰ اوحیٰ الیؐ ان علیا سید المسلمین وامام المتقین (حاکم جلد ۳ ص ۱۳۸) مرحبا بسید المسلمین وامام المتقین (خوارزمی ص ۲۲۹ وکنز جلد ۶ ص ۱۵۷) سے جناب امیر کا امام الاتقیا ہونا واضح اور ثابت ومسلّم ہے۔ آپ کا سب سے بڑا اتقا یہ تھا کہ از عہد تا لحد بت پرستی نہ کی ما عبد الوثن قط لصغرہ ومن ثم یقال کرم اللہ وجہہ دون غیرہ من الصحابۃ (صواعق ص ۷۲) جس کی تصدیق آنحضرتؐ نے فرمائی ثلاثۃ ما کفروا باللہ طرفۃ عین مومن اٰل فرعون ومومن اٰل یٰسین وعلی ابن ابیطالب (صواعق ص ۷۴ وکنز جلد ۶ ص ۱۵۲ وریاض النضرہ ص ۱۵۵) چونکہ جناب امیرؑ بفحوائے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کے امام الاتقیاء کے لقب سے ممتاز رہے ہیں لہذا آپ افضل ہوئے۔

منزلت ہارونی

حدیث صحیح ومشہور ومتواتر انت منّی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ
سے مسلّم ہے جس کی روایت ۲۱ صحابیوں نے ۹۲ تابعیوں نے اور ۵۵ محدثین
اعلام نے کی ہے اس حدیث سے جناب امیرؑ کی قطعی افضلیت مترشح ہے چنانچہ علامہ نووی شارح
مسلم لکھتے ہیں وھذا الحدیث لاحجۃ فیہ لاحد منھم بل فیہ اثبات
فضیلۃ لعلی ابن ابیطالب ولاتعرض فیہ لکونہ افضل من غیرہ او مثلہ
ولیس فیہ دلالۃ لاستخلافہ بعدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
(صحیح مسلم جلد دوم ص۲۷۸) یعنے اس حدیث سے کسی دعاوی شیعہ کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔ البتہ
اس سے افضلیت علیؑ ثابت ہوتی ہے۔

امامت

احادیث علی امام الاولیاء (خوارزمی ص۲۴۳ وابن مردویہ از حضرت
ابوبرزہؓ) علی امام البررۃ (حاکم جلد ۳ ص۱۲۹ وصغیر سیوطی ص۵۵ وصواعق
ص۴۷ وکنز جلد ۶ ص۱۵۳ ومناوی ص۱۱۷) انہ رایۃ الھدیٰ ومنار الایمان وامام
الاولیاء (حلیۃ ابونعیم جلد ا ص۶۶) من کنت امامہ فعلی امامہ (دیلمی ص۱۳۹ از سیدہ
عالم فاطمۃ الزہراؑ) سے جناب امیرؑ کا امام امت ہونا ثابت ہے نیز اقوالِ صحابہ مثل شعر حسانؓ بن
ثابت فقال لہ قم یا علی فانّنی + رضیتک من بعدی اماما وھادیا سے
اور شعر حضرت قیسؓ بن سعدؓ بن عبادہ وعلی امامنا وامام + لسوانا بہ اتی التنزیل
سے مشہور ہے۔ خواجہ فرید عطار فرماتے ہیں۔

ز مشرق تا بہ مغرب گر امام است — علی و یازدہ پسرش تمام است

جن کی تعداد علی یا بہا کے لفظ یا بہا سے جو گیارہ بحساب ابجد ہے ثابت ہو جاتی ہے
حق سبحانہ نے انی جاعلک للناس اماما کے نص سے حضرت ابراہیمؑ کو امام بنایا تو آپ
نے ومن ذریتی کے معروضہ سے اپنی ذریت کی امامت بھی چاہی تو ارشاد ہوا مگر تمہاری وہ
ذریت جو کافر و مشرک ہوگی وہ امام نہ ہوسکے گی۔ قال لاینال عھدی الظالمین اور
قرآن نے شرک کو ظلم اور مشرک کو جا بجا ظالم کہا ہے۔

حضرت علیؑ ذریت ابراہیمی کے وہ فرد فرید تھے جس نے طرفۃ العین کے لئے بھی از شکم مادر تا رفتن
بگور نہ کبھی شرک کیا اور نہ کفر جس کی شہادت نبی آخر الزمان کے الفاظ ثلاثۃ ماکفروا باللہ
طرفۃ عین مومن آل فرعون ومومن آل یٰسین وعلی ابن ابیطالب میں آج تک

موجود ہے لہذا آپ بحکم خداوندی امام بنائے گئے جس پر یہ حدیث مرفوع شاہد ہے حدثنا عبد الرزاق عن ابیہ ھمام عن مینا عن عبد اللہ ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انہ قال انا دعوۃ ابی ابراھیم قلنا یا رسول اللہ فکیف صرت دعوۃ ابراھیم قال اوحی اللہ عزوجل الی ابراھیم انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عھدی الظالمین فقال ابراھیم عندھا یا رب اجنبنی و بنی ان نعبد الاصنام قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فانتھت الدعوۃ الیّ والی علی ابن ابیطالب لم یسجد احدنا للصنم قط فاتخذنی نبیاً و رسولاً واتخذ علیاً اماماً و وصیاً عبد الرزاق نے اپنی مسند میں روایت کی کہ آنحضرتؐ نے ایک دن فرمایا میں دعائے ابراہیم ہوں۔ ہم نے عرض کیا وہ کس طرح فرمایا خداوند تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کو ذریعہ وحی ارشاد فرمایا ہم نے تم کو امام بنایا ہے۔ حضرت ابراہیم نے اپنی اولاد کیلئے بھی امامت چاہی تو حق سبحانہ نے فرمایا اچھا اگر تمھاری ذریت کے مشرک میرے وعدہ میں نہیں آسکیں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اس پر حضرت ابراہیم نے دعا کی کہ خدایا مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے محفوظ رکھ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا دعائے ابراہیم مجھ پر اور علیؑ پر ختم ہوگئی نہ میں نے کبھی بت پرستی کی اور نہ علیؑ نے لہذا خدا نے مجھے نبی و رسولؐ بنایا اور علیؑ کو امام اور وصی کیا۔

مولائے امت

حدیث صحیح و متواتر من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے جناب امیرؑ کا ہمارے مولیٰ ہونا ثابت جس کی روایت یکصد و سی صحابہ نے کی اور جملہ محدثین اہل سنت الا بخاری مسلم اور ابوداؤد کے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں روایت کرتے آئے ہیں چنانچہ زہری متوفی ۱۲۵ھ اور امام ابوحنیفہ متوفی ۱۵۰ھ اگر سابق السابقین ہیں تو شیخ محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ اور شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ آخرین میں ہیں۔ یہ حدیث جمہور اہلسنت کے پاس مشہور و صحیح و ثابت ہے مگر یاران نکتہ شناس آئے دن کی تاویلیں اس واقعہ کے جھٹلانے کے لئے نکالتے ہی جارہے ہیں۔

ناصبی کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ حجۃ الوداع میں شریک نہ تھے۔ مگر احادیث بخاری مسلم و دیگر صحاح کہتے ہیں کہ شریک تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حدیث متواتر نہیں مگر ابن جریر طبری۔ حاکم۔ ابن عقدہ۔ طحاوی۔ ابن حجر۔ ذہبی۔ علی القاری و سیوطی اُس کو حدیث مشہور و متواتر کہتے ہیں۔

ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نے کتاب الولایۃ نامی رسالہ میں اس کے ۷۵ طرق لکھے ہیں۔ ابن عقدہ متوفی ۳۳۳ھ نے حدیث الموالاۃ نامی کتاب لکھی اور اس میں اس کے ۱۲۸ طرق جمع کیے ہیں۔ علامہ حسکانی متوفی ۴۷۰ھ نے بارہ جزو کا رسالہ دعاۃ الہداۃ الی اداء حق الموالاۃ لکھا اور اس میں ۷۰ طرق اس کے روایت کیے۔ علامہ ابو سعید مسعود سجستانی متوفی ۴۷۷ھ نے ۱۷ جزو کا رسالہ درایۃ فی حدیث الولایۃ لکھا اور ایک سو بیس صحابہ سے اسکی روایت کی ہے۔ شیخ محمد بن جزری الشافعی نے ایک رسالہ میں اس کو اسّی صحابیوں سے روایت کیا ہے۔ اگر کوئی حدیث جو ۱۲۰ صحابہ سے مروی ہوا ور جس کی روایت ایک سو اعیان محدثین نے اپنی کتابوں میں کی ہوں اور جو سنہ ہجری سے ۱۳۰۰ ہجری تک ہر قرن وہر صدی کے محدثین سے روایت پاچکی ہو اور جس کے ۱۲۸ طریقے مروی ہوں اور جس کے طرق اعیان ملت نے جداگانہ رسالوں میں جمع کر چکے ہوں محض نام علیؑ کی وجہ سے حدیث متواتر نہ سمجھی جائے تو پھر ہماری حدیث دانی کا خدا ہی حافظ ہے۔

بعضوں کا لفظ مولیٰ کی تفسیر اولیٰ کرنے میں تردد کرنا ایمان سوز ہے۔ حالانکہ حضرات علیؑ و عمرؓ و بریدہؓ و زید بن ارقمؓ و عامرؓ بن لیلی و حذیفہؓ و جابرؓ و ابن عباسؓ و ابو سعیدؓ و سعدؓ بن ابی وقاص و عبداللہؓ بن مسعود و براءؓ بن عازب و عباسؓ و عمارؓ و ابوذرؓ و سلمانؓ و سعدؓ بن زرارہ و خزیمہؓ و ابو ایوبؓ و سلمہؓ بن اکوع و عمرانؓ بن حصین و مقدادؓ و حسانؓ بن ثابت و ابو الحمراءؓ رضی اللہ عنہم کی روایتوں میں آنحضرتؐ کا بمقام غدیر خم ایک لاکھ سے اونچے مجمع صحابہ میں الست اولیٰ بالمومنین من انفسہم فرمانا اور صحابہ کے بلیٰ کہنے کے بعد من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہنا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ فاروق کا بخ بخ لک یا ابن ابیطالبؑ اصبحت مولیٰ کل مومن و مومنۃ کے الفاظ سے مبارک باد دینا اس بات کی کافی شہادت ہے کہ آنحضرتؐ کا منشاء لفظ مولیٰ سے اولیٰ ہی تھا۔ قرآن میں بھی مولیٰ بمعنی اولیٰ آیت ماواکم النار ھی مولاکم میں مستعمل ہوا ہے اور اولیٰ بغیر لفظ من کے بھی واولوا الارحام بعضہم اولیٰ ببعض کی آیت میں موجود ہے۔ نیز آیت ثم ردوا الی اللہ مولاہم الحق میں باتفاق مفسرین اہلسنت مولیٰ بمعنی اولیٰ مستعمل ہے (تفسیر سراج منیر خطیب جلد ۲ ص ۱۹ و تفسیر بیضاوی سورۃ انعام و یونس) یعنی سیدہم و متولی امورہم علی الحقیقۃ پھر من کنت مولاہ فعلی مولاہ میں جو الست اولیٰ بالمومنین من انفسہم کے بعد ہی کہا گیا تھا مولیٰ کے معنے اولیٰ کیوں نہیں کیے جاتے ؟

محض اس تعصب بیجا سے کہ کہیں عسل کیمی شل بنی گمسلمانوں کے سردار اور متولی نہ بن جائیں لفظ مولا کے اصلی معنی چھپانے اور لالعینی تاویلیں سیاق وسباق قول پیغمبرؐ الست اولی بالمومنین کے بالمواجہ نکالنے کی سعی کرنا خسران آخرت ہے۔ فرمان الست اولی بالمومنین من انفسہم کے ساتھ آنحضرتؐ کا من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمانا کیا علی اولی بالمومنین من انفسہم کا مرادف نہیں؟ جن کی جتنی تعریف خدا ورسولؐ نے فرمائی بے کم وکاست بیان کرنا ہمارا اسلامی فرض ہے اس میں تصرف وتاویل بڑی جسارت ہے۔

وصی وزیر وخلیفہ رسولؐ حدیث صحیح ھذا اخی ووصی ووزیری وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوہ۔ مرویہ محمد بن اسحاق وابن جریر طبری جرمن ص ۱۱۷۳ ومصری جلد ۱ ص ۲۱۷ وتفسیر معالم لبغوی ص ۶۶۳ ومسند احمد بن حنبل مصری جلد اول ص ۱۱۱ وخصائص نسائی ص ۱۳ وکنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۷ وتاریخ ابو الفدار جلد اول ص ۱۱۶ و ۱۱۷ وتاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم ص ۲۸ وتفسیر خازن جلد ۵ ص ۱۰۵ سے ثابت ومسلم ہے کہ حضرت علیؑ کو آنحضرتؐ روحی فداہ نے ۴ نبوی میں بعد نزول وانذر عشیرتک الاقربین اپنا وصی ووزیر اور خلیفہ بنایا چنانچہ حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ بعثت کے چوتھے سال آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ بنو عبد المطلب کی دعوت کا سامان روٹی، گوشت، دودھ، پنیر اور شہد وغیرہ مہیا کرلوں اور برادری کو دعوت دوں میں نے ارشاد کی تعمیل کردی۔ تقریباً چالیس شخص جن میں ہمارے چچا ابولہب۔ عباس حمزہ اور زبیر وحارث اور میرے باپ ابوطالب بھی تھے جمع ہوئے بعد تناول ماحضر آنحضرتؐ نے فرمایا خدا نے عموماً سارے بنی آدم پر اور خصوصاً تم پر مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ تم میں سے کون شخص میری تصدیق کرے گا اور میرا بھائی، وصی، وزیر اور میرا خلیفہ بنے گا۔ تین تین مرتبہ کے استفسار کا جب جواب نہ ملا تو میں نے کھڑے ہوکر عرض کیا اگرچہ میں کم سن، کم زور اور بے زر ہوں مگر آپ کا ساتھ دونگا اور تادم زیست آپ کا دامن نہ چھوڑونگا۔ اس پر آنحضرتؐ نے میرے سر پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا ھذا اخی ووصی ووزیری وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوہ۔ یہ میرا بھائی میرا وصی میرا وزیر اور تم میں میرا خلیفہ ہے اسکی سنو اور اسکی اطاعت کرو۔

ہماری برادری نے اس کا خوب مضحکہ اڑایا اور میرے باپ کو طعنے دینے لگے کہ حضرت اب

نے اپنے بیٹے کا کہا مانا کرو اور اس کی فرمان برداری میں لگے رہو (ابو الفداء جلد اول ص ۱۱۶-۱۱۹ و
کامل ابن اثیر جلد دوم ص ۲۲ و ۲۸ و لباب التاویل خازن جلد ۵ ص ۱۰۷ و تاریخ طبری جزو من ص ۱۱۷۱)
یہ واقعہ باختلاف الفاظ مسند احمد و ابن ابی شیبہ و سیرت محمد بن اسحاق و معالم لبغوی و تفسیر الثعلبی
و واحدی و ابن مردویہ و ابن ابی حاتم و دلائل بیہقی و حلیۃ ابو نعیم و مختارہ ضیاء مقدسی و ذخیرۃ
المآل عجلی و تہذیب الآثار طبری و اکتفاء عاصمی و مدارج النبوۃ و ازالۃ الخفاء و غیرہم میں کم و
بیش موجود ہے اور یورپ کے مورخین ڈیون پورٹ۔ کارلائل اڈوارڈ ارون بھی اس کو
بالتفصیل روایت کرتے ہیں۔ یہ بدو اسلام کا اعلان نبوی تھا۔ اور من کنت مولاہ اواخر
زمانہ نبوت کا اعلان نبوی تھا۔ اس کی مثال کہیں اور مل سکتی ہے؟۔

راسخ الایمان

احادیث مرویہ ترمذی و احمد بن حنبل و نسائی ص ۸ و ابن ابی شیبہ جلد ۴ ص ۳۳۶
و کنز العمال جلد ۱ ص ۳۹۶ و ص ۴۰۶ و ریاض النضرہ ص ۱۱۹ سے جناب امیر کا
راسخ الایمان ہونا ثابت اور احادیث لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم امتحن اللہ
قلبہ للایمان (کنز جلد ۶ ص ۳۹۶) لیبعثن علیکم رجلا قد امتحن اللہ
قلبہ للایمان مرویہ ترمذی و طحاوی اور احادیث لو ان السموات والارض وضعتا
فی کفۃ و وزن ایمان علیؑ فی اخری لرجح ایمان علی (کنز ج ۶ ص ۱۵۶ و ریاض ص ۲۲۶ و
خوارزمی ص ۷۸) سے مسلم ہے جنگ احزاب میں جناب رسالتمآب نے حضرت علیؑ کو اپنی زرہ پہنا کر اور
اپنا عمامہ باندھ کر اور اپنی تلوار ذو الفقار دے کر پیکر عمرو ابن عبدود کے مقابلہ پر روانہ
فرمایا تو برز الایمان الی الکفر کلہ فرما رہے تھے اور جب حضرت علیؑ نے عمرو ابن عبدود
کو دو نیم کر کے رکھ دیا تو حضرت جابرؓ نے کہا قتل داود جالوت۔ جب زبان وحی ترجمان
آپ کو سر تا پا ایمان کہہ رہی ہے تو کون کیا کہہ سکتا ہے؟۔

ثانی قرآن و احد الثقلین

یکصد و پنجاہ احادیث ثقلین مرویہ مسلم جلد ۲ ص ۲۸۰ و صغیر طبرانی
ص ۷۳ مجمع ص ۱۶۵ و مشکوۃ جلد ۴ ص ۲۶۵ و نسائی ص ۱۵ و ترمذی
ص ۲۱۱ و حاکم جلد ۳ ص ۱۴۸ و غیرہم سے ثابت ہے کہ احد الثقلین قرآن اور دوسرے علیؑ ہیں اسی
پر جناب امیر فرماتے ہیں انا القرآن الناطق و ھذا القرآن الصامت (ازالۃ الخفاء
شاہ ولی اللہ ص ۲۶۴) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں علی احد الثقلین (ینابیع المودۃ
باب ۵۴) امام حسنؑ فرماتے ہیں نحن احد الثقلین خلفہما جدی فی امتہ نحن ثانی

کتاب اللہ (مروج الذہب و خواص امت) اس حدیث ثقلین کی ۲۳ صحابیوں نے اور ڈیڑھ سو محدثین و علمائے اہل سنت نے روایت کی ہے۔ یہ روایات مختلف الفاظ حدیث کم و بیش ہیں۔ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من الآخر لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما اور بعض روایات انی تارک فیکم خلیفتین سے آئے ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ ص۷۵ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایام مرض میں بمواجہہ جم غفیر صحابہ فرمایا میں تم میں خدا کی کتاب اور اپنی عترت چھوڑے جاتا ہوں۔ پھر حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر بلند فرمایا یہی علیؑ ہے جس کے ساتھ قرآن ہے اور جو قرآن کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں حوض کوثر پر میرے سامنے آنے تک جدا نہ ہوں گے۔ میں تم سب سے ان دونوں کی نسبت پوچھوں گا کہ تم نے ان دونوں کا حق کیونکر ادا کیا ہے؟

محدث جلیل حافظ ابن عقدہ متوفی سنہ ۳۳۳ اپنی کتاب الموالاۃ میں باسناد جید سیدۃ نساء عالمین فاطمۃ الزہراؑ سے راوی ہیں کہ ایام علالت میں میرے باپ اور میرے رسولؐ نے مجمع صحابہ میں کہا ایہا الناس میں تم سے جدا ہو رہا ہوں۔ تم میں دو ثقلین ایک کتاب اللہ اور دوسری میری آل چھوڑے جا رہا ہوں۔ پھر ابوالحسن کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا ہذا علی مع القرآن والقرآن معہ۔ علیؑ و قرآن حوض کوثر پر آنے تک جدا نہ ہو سکیں گے۔ میں تم سے پوچھوں گا کہ تم نے ان دونوں کے حقوق کیسے ادا کئے۔

حدیث القرآن مع علی و علی مع القرآن۔ مرویہ حاکم جلد ۳ ص۱۲۵ و صغیر طبرانی ص۱۴۹ و صواعق محرقہ ص۷۵ و کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۳ و ریاض النضرہ و جامع الصغیر سیوطی ص۵۵ و فردوس دیلمی ص۱۴۲۔ بقول ابن حجر مکی حسن ہے اسی قرآنی منزلت کی وجہ سے آنحضرتؐ نے فرمایا بھی علیؑ مع الحق و القرآن (دیلمی ص۱۴۲)، جو ہستی عند اللہ بمنزلہ قرآن ہو اُس کی افضلیت بلا نزاع ہے۔

اعلم صحابہ

حدیث مشہور انا مدینۃ العلم و علیؑ بابہا و حدیث انا دار الحکمۃ و علیؑ بابہا مستخرجہ حاکم جلد ۳ ص۱۲۶ و ترمذی ص۵۳۴ و تاریخ طبری جلد ۲ ص۱۹۳ و خطیب جلد ۱۱ ص۴۹ و صواعق ص۷۳ و مقاصد حسنہ سخاوی ص[illegible] و استیعاب جلد ۲ ص۴۶۴ و خوارزمی ص[illegible] و کشف الظنون جلد اول ص۱۳۹ و جامع الاصول ابن اثیر جزری جلد ۲ ص۱۱۸ و اسد الغابہ جلد ۴ ص۲۹ و مطالب السئول ص۲۲ و خواص الامہ ص۲۹ و حلیۃ ابو نعیم ص۶۱ و ریاض نضرہ جلد ۲ ص۱۹۳ و ملا علی القاری

در مرقات جلد ۵ ص۵۷۱ و کنوز الحقائق مناوی ص۳۸ واشعۃ اللمعات دہلوی جلد ۴ ص۶۶۲ وازالۃ
الخفاء شاہ ولی اللہ جلد دوم ص۲۰۳ سے جن کی روایت حضرات علیؑ، امام حسنؑ۔ امام حسینؑ۔ عبداللہ
ابن عباسؓ۔ جابر بن عبداللہؓ۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ حذیفہ بن یمانؓ۔ عبداللہ بن عمرؓ، انس بن مالکؓ
وغیرہم نے آنحضرتؐ سے کی ہے اور محدثین اعلام سے عبدالرزاق، احمد بن حنبل، سوید ابن سعید،
عباد بن یعقوب رواجنی، ترمذی، بزار، طبری، باغندی، طبرانی، ابونعیم، قفال، ابوالشیخ، ابن السقا،
ابواللیث سمرقندی، ابن شاہین۔ ابن شاذان، ابن بطہ، حاکم ابن مردویہ، بیہقی خطیب بغدادی، ابن
عبدالبر، ابن المغازلی، دیلمی، عاصمی، سمعانی، خوارزمی، ابن عساکر، ابن الشیخ، ابن اثیر جزری، علامہ
ابن عربی، محمد ابن طلحہ شافعی ابن النجار، سبط ابن جوزی، محمد بن یوسف گنجی شافعی اور نووی و ابن حجر
وغیرہم نے بطرق متعددہ کی ہیں۔ جناب امیرؑ کا باب علم ہونا ثابت ہے اور احادیث اعلم
امتی من بعدی علی (کنز جلد ۶ ص۱۵۶) اعلمھم بما انزل اللہ علی علیؑ (طیالسی ص۲۸)
علیؑ مدینۃ علمی (ینابیع مودت ص۲۳۶) اعلم الناس باللہ علیؑ (کنز جلد ۶ ص۱۵۳) علیؑ
باب الدین وعلیؑ عیبۃ علمی (کنز جلد ۶ ص۱۵۳) سے واضح ہے کہ علوم الٰہیہ کا سب سے بڑا عالم
آنحضرتؐ کے بعد علیؑ ابن ابیطالب ہے۔ خدا نے ایک تو آپ کو فطرتاً ذہین۔ ذکی اور فریس پیدا کیا
تھا دوسرے رات دن کی ۳۲ سالہ فیض صحبت نبوی نے آپ کو معراج علم پر پہونچا دیا ذالک فضل اللہ
خطبائے امت آپکے متبع اور شعرائے ملت آپ سے مستفیض۔ متکلمین آپ کو مشار الیہ مانتے ہیں اور
اصولیین آپ سے سند لیتے ہیں۔ عارف اپنا امام اور سالک آپ کو اپنا پیر طریقت تسلیم کرتے ہیں اشعری
آپکے فیض یافتہ اور ماتریدی آپ سے وابستہ، سنی آپ کو اپنا مولیٰ جانتے ہیں اور شیعہ آپ کو اپنا
سب کچھ مانتے ہیں۔ مفسرین آپ کی عقدہ کشائی کے محتاج اور محدث آپ کی روایت کے منتظر۔
آپ کی تفسیر نبویؐ آپ کی حدیث سلسلۃ الذہب، عبداللہ بن عباسؓ۔ عبداللہ بن مسعودؓ اور
ابی بن کعبؓ جیسے ائمہ تفسیر آپ کو اپنا مقتدا مانتے ہیں۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں واللہ لقد
اعطی علی ابن ابیطالب تسعۃ اعشار العلم وایم اللہ لقد شارککم فی العشر
العاشر (استیعاب جلد ۲ ص۴۶۳) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں قرآن سات حرفوں پر نازل
ہوا اور ہر ہر کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ اور قرآن کے ہر حرف کا ظاہر و باطن صرف علیؑ کو
معلوم ہے (استیعاب جلد ۲ ص۴۶۳ وینابیع مودت ص۰۰) عبدالملک بن سلیمان نے تابعی جلیل
عطاء بن ابی رباح سے پوچھا ھل کان فی اصحاب النبیؐ احد اعلم من علیؑ قال لا واللہ

(استیعاب جلد ۲ ص۴۷۵) تابعی جلیل مسروق کہتے ہیں میں نے اُن صحابہ کے علم کے متعلق غور کیا جن سے مجھے تلمذ رہا ہے میں نے معلوم کیا کہ سارے صحابہ کے معلومات کا منتہی علیؑ و عمرؓ و ابن مسعودؓ و ابو درداءؓ و معاذؓ و زید بن ثابتؓ ہیں۔ پھر میں نے ان کے علم پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان میں صرف دو شخص منتہی ہیں ایک علیؑ اور دوسرے عبداللہ بن مسعودؓ پھر ان دونوں میں میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ علیؑ ہی مدار و معاد ہیں اور سب پر فضیلت ان کو ہی ہے (خوارزمی ص۴۰) حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعود جب خود خیابان علم علیؑ کے خوشہ چین رہے ہوں تو پھر علیؑ ابن ابی طالبؑ کا جواب کہاں ؟۔

جس شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت بابرکت میں بعہد چار سالگی حاضر ہو کر اپنی عمر کا بڑا حصہ رات دن کی خدمت اور صحبت میں صرف کیا ہو اس سے بڑھ کر آنحضرتؐ کے اقوال و افعال کا جاننے والا اور آپ کی سنت کا ماہر اور کون ہو سکتا ہے دنیائے اسلام تو ایک طرف دنیائے اغیار بھی جانتی ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بعمر چار سالگی اپنی آغوشِ مبارک میں لیا اور ۳۲ سال تک حضرت علیؑ آنحضرتؐ کے ساتھ سفر میں حضر میں یک جان و یک قالب بنے رہے۔ علامہ ابن حجر صواعق محرقہ ص۷۶ میں اور علامہ حسام الدین علی المتقی کنز العمال جلد ۶ ص۳۹۶ میں تحریر کرتے ہیں لوگوں نے جب حضرت علیؑ سے پوچھا کہ آپ بہ نسبت دیگر صحابہ کے حدیث زیادہ کیوں روایت کرتے ہیں۔ فرمایا اس لئے کہ مجھے حدیثیں بہت یاد ہیں جب میں پوچھتا تو آنحضرتؐ بیان فرمایا کرتے اور نہ پوچھتا بھی تو خود حدیث سنایا کرتے تھے۔ جناب امیرؑ کا حافظہ اور فہم بھی خداداد تھا جب ہی تو وتعیہا اذن واعیہ کا مصداق بنے رہے۔ ایام خلافتِ راشدہ میں بھی آپ مشارالیہ رہے۔ حضرات شیخینؓ کسی ایسے فتوے کو قبول نہ فرماتے تھے جس پر حضرت علیؑ کا مہر صادر نہ ہوتا۔ ہماری حدیث کی کتابوں میں آپ سے ۵۸۶ حدیثیں مروی ہیں۔ نشر صحابیوں اور ایک سو چالیس جلیل القدر تابعیوں نے آپ سے حدیث کی سماعت اور روایت کی ہے جن میں سعید بن مسیبؒ، شعبیؒ، عطاءؒ، حسن بصریؒ، مسروقؒ، ابو عمر شیبانیؒ، زر بن حبیشؒ، زید بن وہب، ابو الاسودؒ، حارث بن سوید، حارث اعورؒ، ربعی بن حراش، شریح بن ہانیؒ، قیس بن حازم، مالک بن اوسؒ، احنف بن قیسؒ، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، حبۃ العرنیؒ، عباد بن عبداللہ، عبداللہ بن شداد بن الہادؒ، قاضی شریحؒ، عبیدہ سلمانیؒ، ابو رجاء عطاردیؒ، سوید بن غفلہؒ، عاصم بن ضمرہؒ، عبداللہ بن سلمہؒ، عبد خیرؒ، علقمہؒ، عمر بن سعید، قیس بن عباد بصریؒ وغیرہم مشہور و معروف ہیں۔ ان کے علاوہ اور اکثر مسلمان

اعیان تابعین ایسے ہیں جن کی روایتوں سے ہماری حدیث کی کتابیں مالا مال ہیں۔
رہا علم حقائق و معارف، معانی و بیان، نحو و ادب اس کے تو آپ موجد کہلانے کے مستحق ہیں۔ فقہ اور قضایا میں آپ کا پایہ اتنا بلند تھا کہ خود آنحضرتؐ نے اقضاکم علیؑ اور ما اجد فیہا الا ما قال علی (حاکم جلد ۳ ص۱۳۵) کے فرامین سے مسند فقاہت و قضایا کا امام بلا نزاع آپ کو بنا دیا۔ حضرت عمرؓ جیسی ہستی ایک طرف کہہ رہی ہے کہ علیؑ جیسا فرزند اب کسی عورت کو ہو نہیں سکتا۔ اگر علیؑ نہ ہوں گے تو عمرؓ ہلاک ہو گا تو حضرت عبداللہ بن مسعود جیسا فرد دوسری طرف کہہ رہا ہے کہ ہم میں سب سے زیادہ صحیح فتویٰ دینے والے علیؑ ہیں۔ (مستدرک جلد ۳ ص۱۳۵) ہمارا فقہی سلسلہ دو حضرات پر منتہی ہوتا ہے حضرت علیؑ و عبداللہ بن مسعودؓ۔ ان دونوں میں حضرت علیؑ افضل ہیں۔ چنانچہ خود ابن مسعود کہا کرتے تھے میں نے ستر سورتیں آنحضرتؐ سے سیکھیں اور پورا قرآن افضل الاصحاب علی ابن ابی طالبؑ سے پڑھا۔ حضرت عمرؓ جیسی ہستی نے جناب امیرؑ کے فتاویٰ کو دستور العمل بنا لیا ہے تو ما و شما کا جناب امیرؑ کی فقاہت سے انکار لغو ہے۔ اس وسعت علمی کی وجہ سے لبغوائے آیت قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون و آیت والذین اوتوا العلم درجات جناب امیرؑ افضل صحابہ تھے۔

فاتح اعظم

امت محمدیہ میں سب سے بڑا شجاع سب سے پہلا سورما۔ سب سے بڑا بہادر۔ سب سے بڑا فاتح اور کرار غیر فرار علیؑ ابن ابی طالبؑ کے سوا آپ سے پہلے نہ ہوا جس کی شجاعت و مردانگی اور بسالت و بہادری کی داد بالفاظ کرار غیر فرار لا یرجع حتیٰ یفتح اللہ علیہ کے آنحضرتؐ نے اور بالفاظ ما ھذہ المواسات حضرت جبرئیل نے اور لا فتی الا علیؑ کے لفظوں میں خود حق سبحانہ نے دی ہو۔ اسی حدیث خیبر مرویہ یازدہ صحابہ کو لیجیے فرماتے ہیں میں اپنا علم کل اس کو دونگا جو محبوب خدا و رسولؐ اور محب خدا و رسولؐ ہے جو کرار غیر فرار ہے۔ جو بغیر فتح کرنے کے واپس نہ ہو گا جس کے ایک طرف جبرئیل اور دوسری طرف میکائیل رہیں گے۔ اس سے آپ کا فاتح اعظم ہونا ثابت ہے کہ نہیں (نسائی ص ، سیرۃ محمد بن اسحاق جلد اول ص۵۶، زرقانی جلد دوم ص۲۲۵، ابن جریر طبری جرمن ص۱۵۸۰ بخاری و مسلم و ترمذی و طبرانی و حاکم و احمد بن حنبل وغیرہم)۔
جنگ بدر میں آپ ہی نے شیبہ و ولید، عاص ابن سعید و نوفل بن خویلد و حنظلہ برادر معاویہ وغیرہم جیسے ۲۵ کفار کو اپنی تلوار سے قتل کیا۔ جنگ احد میں ۹ علمبرداران کفار کو ٹھکانے لگایا صحابہ

کے قدم اُٹھ جانے کے بعد بھی آپ جمے کے جمے رہے اور آنحضرتؐ سے کفار کو دفع کرتے جاتے تھے چنانچہ جب آپ نے سردار قریش شیبہ بن مالک کو قتل کر دیا اور زخموں سے چور ہو رہے تو حضرت جبرئیل نے آنحضرتؐ سے کہا کہ علیؑ کی مواسات دیکھنے کے قابل ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا انہ منی و انا منہ جبرئیل نے کہا و انا منکما پھر آسمان سے ندا آئی لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار آگے چل کر طبری حضرات ابو رافع و ابن مسعود و ابن عباس سے راوی ہیں کہ فتح اُحد محض علیؑ کی بہادری۔ شجاعت اور جیداری کا نتیجہ تھی (طبری جز من ص۱۴۰۲) اور شیخ محدث دہلوی لکھتے ہیں و بالجملہ وے رضی اللہ عنہ حق مبارزت و محاربت و جلادت و شجاعت بجائے آورد کہ فوق آں تصور نتواں کرد (مدارج جلد ۲)۔

جنگ احزاب یا جنگ خندق ذیقعدہ ۵ھ میں ہوئی یہ بھی جناب امیرؑ کی شہامت و شجاعت پر ختم ہوئی۔ جناب امیرؑ نے عمرو ابن ودّ جیسے کوہ پیکر کا سر کاٹ کر رکھ دیا پھر حسل بن عمرو۔ ضرار ابن خطاب جبیرہ۔ عبداللہ ابن مغیرہ۔ نوفل بن عبداللہ وغیرہم کا خاتمہ کر دیا اور بارگاہ رسالت سے تمغہ لمبارزة علی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامة پایا۔

جنگ خیبر میں حارث کو قتل کیا اور مرحب کو چیر کر پھینک دیا اور درِ خیبر کو اُکھاڑا اور اسی کی سپر سے جنگ مغلوبہ کی۔ (سیرت محمد بن اسحاق جلد ۱ ص۱۷۵ ابن ابی شیبہ جلد ۱۴۔ ریاض ص۱۸۸ کنز العمال جلد ۶ ص۳۹۵ و روضة الاحباب ص۳۰۳ و صواعق ص۷۲ و ازالة الخفاء ص۲۵۶ اور تاریخ طبری و حاکم و ابن ہشام و ابن اثیر و ابو الفداء وغیرہم) چنانچہ ابوبکر ابن شیبہ اپنی مصنف میں کہتے ہیں حدثنا مطلب ابن زیاد حدثنا لیث بن سلیم انہ قال دخلت علی ابی جعفر الباقر علیہ السلام وھو یقول حدثنی جابرؓ بن عبداللہ ان علیاً حمل الباب یوم خیبر حتی صعد المسلمون ففتحوھا وانہ جرب فلم یحملہ الا اربعون رجلاً حدیث صحیح ہے۔

جنگ حنین میں بھی نامردی صحابہ میں خلل رونما ہو گیا اور آنحضرتؐ کے ہمراہ صرف دس صحابی حضرت علیؑ۔ حضرت عباسؓ۔ حضرت ابو سفیانؓ بن زبیر بن عبد المطلب حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت فضلؓ بن عباس و ربیعہؓ بن حارث و اسامہؓ بن زید رہ گئے۔ جناب امیرؑ نے بڑی جانبازی اور مردانگی دکھائی اور چالیس کفار کو قتل کیا اور علمبردار ہوازن عثمان بن عبداللہ کو قتل کر کے میدان مار لیا۔

اسی مردانگی و شجاعت پر حق سبحانہ نے و کفی اللہ المومنین القتال سے ای بعلی
ابن ابیطالب بروایت ابن مسعود مرویۂ سیوطی در منثور جلد ۵ صـ ۱۹۲ مہر فرمادی اور آیت
فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین درجۃ سے جناب امیرؑ کی فضیلت ثابت کردی
اور تو اور خود صحابہ بھی کہتے تھے ھو الذی کان لواؤہ معہ فی کل زحف وھو الذی
صبر مع النبیؐ یوم فر عنہ غیرہ (استیعاب جلد ۲ صـ ۴۷۱) اگر غور سے دیکھا جائے
اور انصاف سے سوچا جائے تو معلوم ہوگا کہ عہد رسالت کے فتوحات سب کے سب جناب
امیرؑ کے ہاتھوں ہوئے۔ اگر بدر سر نہ ہوتا تو شام کہاں سے فتح ہوتا۔ اگر احزاب فتح نہ ہو تو ایران
کہاں سے سر ہوتا۔ اگر خیبر فتح نہ ہوتا تو مصر کہاں سے مسخر ہوتا۔ معلوم ہوا کہ فتوحات عہد رسالت
کلید فتوحات خلافت راشدہ تھے اور فتوحات عہد رسالت کا سہرا جناب امیرؑ کے ہی سر رہا۔

علیؑ کو دیکھنا عبادت

فرمان نبویؐ مرویۂ حضرات ابن مسعودؓ و ابو سعیدؓ و عمران بن حصینؓ (مستدرک
جلد ۳ صـ ۱۴۲) و مرویۂ حضرات معاذ ابن جبلؓ و عمرانؓ و ابو حریرہؓ (ریاض
جلد ۲ صـ ۲۱۹) و مرویۂ سیدنا ابو بکر الصدیقؓ و ام المومنین حضرت عائشہؓ (ریاض صـ ۲۲۰ و خوارزمی
صـ ۲۵۲ و دیلمی صـ ۲۲۶ و صواعق صـ ۱۲۴، و کنز العمال جلد ۶ صـ ۱۵۲ و ازالۃ الخفا صـ ۲۹۳) سے ثابت
ہے جس کا دیکھنا عبادت ہو تو اس کی فضیلت کا کیا کہنا۔

ذکرِ علیؑ عبادت

فرمان نبویؐ مرویۂ حضرت اسماء بنت عمیسؓ (طبرانی) و مرویۂ حضرت عائشہ
و ابو سعید خدری (دیلمی) و مرویۂ حضرت علیؑ (خطیب) و مرویۂ حضرت
ابو حریرہ (ابن شاذان) و مرویۂ حضرت ابن عباسؓ (حاکم) و مستخرجہ خوارزمی صـ ۲۵۲
و کنز جلد ۶ صـ ۱۵۲ و صواعق صـ ۷۴ و کنوز الحقائق مناوی صـ ۶۹ سے مسلّم ہے۔

حبِ علیؑ عبادت

حبہ ایمان (مرویۂ دیلمی و کنز ج ۶ صـ ۱۵۶) حب علی یاکل الذنوب
(مرویۂ دیلمی صـ ۹۳ و صواعق صـ ۷۴ و کنز ج ۶ صـ ۱۵۳ و ریاض صـ ۲۱۵) اور
حب علی عبادۃ مرویۂ دیلمی صـ ۲۶۲ سے واضح ہے جس کی محبت عبادت ہو جس کی یاد عبادت
ہو جس کی دید عبادت ہو اُس کی برتری مسلّم سی بات ہے۔

خیر البشر

آپ کا خیر البشر ہونا احادیث مرویۂ حاکم و احمد بن حنبل از حضرت حذیفہؓ و خطیب
و ابن مردویہ از حضرت جابرؓ و دیلمی و ابن شاذان از حضرت علیؑ (کنز ج ۶ صـ ۱۵۹
و کنوز الحقائق صـ ۱۱۱ مناوی و ریاض نضرہ صـ ۲۲ سے ثابت۔ آپ کا سردار دین و دنیا

ہونا احادیث حاکم جلد ۳ ص ۱۳۵ و دیلمی ص ۳۱۴ و ص ۳۶۷ و ریاض ص ۱۶۱ ص ۱۷۷ سے مسلم ہے۔ آپ کا
افضل امت ہونا احادیث مستخرجہ کنز جلد ۶ ص ۱۵۳ ص ۲۱۷ ص ۳۹۵ سے ظاہر اور آپ کا انبیاء
و مرسلین کے بعد افضل الناس ہونا احادیث مستخرجہ کنز ج ۶ ص ۴۰۲ و خوارزمی ص ۲۲۶ سے واضح ہے۔
آپ کا کل اہلِ ایمان کے پیشوا و رئیس ہونا حدیث ما انزل اللہ یا ایہا الذین آمنوا
الا و علی امیرھا و شریفہا و سیدھا مرویۂ کنز جلد ۶ ص ۱۵۳ ص ۳۹۱ و ریاض ص ۱۶۶ ص ۱۷۷ و صواعق
ص ۷۲ و ص ۷۵ سے موثق ہے اور کسی اہل ایمان کا آپ سے افضل نہ ہونا حدیث صحیح لا یسبقہ الاولون
ولا یدرکہ الآخرون۔ مرویۂ حاکم جلد ۳ ص ۱۲۹ ص ۱۷۲ و صواعق ص ۷۵ و صغیر سیوطی ص ۵۵ و ریاض
ص ۱۹۱ و حلیۂ ابونعیم ص ۶۵ و ازالۃ الخفاء ص ۲۶۷ سے مترشح ہے۔ علاوہ بریں حدیث زوجتک
سیدا فی الدنیا و سیدا فی الآخرۃ اور حدیث زوجتک خیر امتی (کنز ج ۶ ص ۳۹۵)
سے آپ کا خیر امت ہونا ثابت ہے۔ نیز جناب امیرؑ نے بدترین خلق ذو الثدیہ کو قتل کر کے
بمفاد حدیث نبوی یقتلہ خیر ھذہ الامۃ افضل امت ہونے کا درجہ حاصل
فرما لیا ہے۔

فضائل اکتسابی

آنحضرتؐ کی شہادت ما اکتسب مکتسب مثل فضل علی ابن
ابی طالب (طبرانی صغیر ص ۱۴۰ و ریاض ص ۲۱۴) سے جناب امیرؑ کا اکتسابی
فضائل میں گوئے سبقت لیجانا ثابت ہے۔ خلفائے راشدین میں سب سے پہلے آنحضرتؐ کی اقتدا
میں حضرت علیؑ نے نماز پڑھی جو حدیث مرفوع بعثت یوم الاثنین وصلی علی معی یوم
الثلثاء، مرویۂ نسائی ص ۳ و ریاض ص ۱۵۸ و کنز ج ۶ ص ۱۵۶ و ترمذی و حاکم و بغوی سے ثابت ہے
اور نیز حضرات عباسؓ و ابن عباسؓ و عفیف الکندیؓ و عبداللہ بن مسعودؓ و ابو رافعؓ و زید بن
ارقمؓ و بریدہؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ و حبۃؓ و ابو سعیدؓ و جابرؓ رضی اللہ عنہم کی شہادت سے مسلم ہے۔
خلفائے راشدین میں سب کے بعد ۴۰ھ میں آپ نے نماز میں شہادت پائی۔ یہ تو ہوئی پنجگانہ نماز۔
نوافل آپکے رات میں ہزار رکعت ہوا کرتے تھے جس کا ذکر تفسیر حسینی میں ہے اور امام تاج الاسلام
سلیمان بن داؤد سقیفی نے بھی لکھا ہے۔ لیلۃ الہریر کی نماز تاریخ اسلام میں تا قیامت یادگار رہے۔
حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ مسجد نبوی میں ایک خاص جگہ تھی جہاں حضرت علی نماز پڑھا
کرتے اور عبادت کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ (ریاض جلد ۲ ص ۲۲۶) آپ کی نماز کی تعریف خود خدا نے
فرما دی ہے تراھم رکعا سجدا اور محویت کا یہ عالم کہ حضرت فرید عطار فرماتے ہیں ؎

چناں شد در نماز او محو سبحاں ۔۔۔ کہ از پا کشش بروں کردند پیکاں

خود فرماتے ہیں۔ لقد عبدتہ بالسماہ ۔ صحابہ کہتے ہیں۔ لم نرہاشمیا کان اعبد من علی (ریاض ص ۲۲۶) اور ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ ما علمت منہ الصواما وقواما (حاکم و بیہقی)

چونکہ نماز جیسی افضل عبادت آپنے بکثرت ادا کی اور سب سے زیادہ پڑھی۔ سب سے اول شروع کی اور سب سے آخر ختم کی ہے لہذا آپ اس افضل عبادت کے بکثرت ادا کرنے کی وجہ سے افضل ٹھہرے اسی طرح روزہ داری میں بھی آپ سابق رہے خدا نے آپ ہی کے روزہ داری کی قرآن میں ولطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا سے تعریف فرمائی۔ رہی زکوٰۃ اور خیرات اسمیں بھی آپ کا پلہ بھاری رہا بروایت احمد بن حنبل حضرت علیؑ فرماتے تھے جو کچھ میں نے راہ خدا میں دیا ہے وہ جمع رہتا تو اُس کی زکوٰۃ چالیس ہزار دینار ہوتی (ریاض ص ۲۲۸) اسی داد و دہش پر خدا نے آپ کی تعریف میں الذین ینفقون اموالھم باللیل والنہار سرا وعلانیۃ نازل فرمائی اور بحالت رکوع سائل کو اپنی انگشتری راہ خدا میں دینے پر آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ خدا نے نازل فرمائی ہے۔ حج تو آپ نے صرف دو ادا کئے ایک سنہ ۹ھ میں بتقریب تبلیغ سورۂ برأت بر نیابت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرا آنحضرتؐ کے ساتھ حجۃ الوداع میں خدا کو یہ بھی اتنا پسند آیا کہ واپسی پر بمقام غدیر خم خدا نے آپ کو زبان وحی ترجمان رسالتمآبؐ سے مولائے مومنین بنا دیا۔ اب رہ گیا صرف جہاد حضرت علیؑ نے تاریخ فرضیت جہاد سے آنحضرتؐ کی قیادت میں جتنے جہاد کئے اور جس جان نثاری پامردی اور شجاعت کا ثبوت دیا ہے اُس کی خدا نے وکفی اللہ المومنین القتال سے تعریف فرمادی اور رسولؐ نے لمبارزۃ علی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ (حاکم) سے اس کی افضلیت پر اپنی مہر ثبت فرمادی اور صحابہ نے یک زبان ہو کر کہہ دیا وھو الذی کان لواؤہ معہ فی کل زحف وھو الذی صبر مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم فر عنہ غیرہ کیا ان کسبی فضائل کے بعد اب بھی حضرت علی کا افضل امت ہونا مذبذب ہی ہے؟

رہیں اور اکتسابی باتیں۔ زہد۔ تقویٰ۔ ورع۔ تواضع۔ توکل۔ عفو۔ حلم۔ تحمل۔ صبر۔ عدل۔ عفت عصمت۔ طہارت۔ قناعت۔ غیرت۔ اخلاص۔ اور رضا و تسلیم تو آپ کی گھٹی میں پڑیں اور فطرت ثانیہ بنی تھیں۔ آغوش پیغمبرؐ میں جس نے آنکھیں کھولیں اور جس کو آنحضرتؐ کے شرف صحبت کا ۲۲ سالہ

فیض رہا اُس میں ان محاسن کا پیدا ہونا کون تعجب ہے؟

عفت و عصمت آنحضرتؐ فرماتے تھے اے علیؑ تم سے کبھی کفر سرزد نہ ہوا اور نہ آئندہ ہوگا اور نیز خدا نے تم کو گناہ سے معصوم رکھا ہے (ریاض صـ ۲۰۳ وینابیع مودت صـ ۳۱۵)

خود حضرت علیؑ فرماتے تھے انا من اھل البیت الذی اذھب اللہ عنّا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن (مروج الذہب مسعودی)

صبر و توکل حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ آنحضرتؐ پر اور مجھ پر ایک زمانہ ایسا گزرا کہ ہم اپنے پیٹ پر پتھر باندھے دن گزارا کرتے تھے (کنز ج ۲ صـ ۴۰۹)

اخلاص آپ کا زیور تھا۔ نماز میں اخلاص۔ روزوں میں اخلاص۔ خیرات میں اخلاص۔ بات چیت میں اخلاص۔ مولانائے رومی سے "از علی آموز اخلاص عمل" اسی پر فرما رہے ہیں۔

عدل آپ کی اس صفت کی تعریف آنحضرتؐ نے فرمائی اعدلھم علیؑ اور فرمایا اقسمھم بالسّویۃ (کنز ج ۲ صـ ۱۵۱)۔

حلم و بردباری خود آنحضرتؐ نے فرمایا اعظمھم حلمًا (کنز ج ۲ صـ ۱۵۶)

عفو و کرم خدا فرماتا ہے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس۔

تقویٰ آنحضرتؐ نے بارہا آپ کو امام الاتقیا کے لقب سے ملقب فرمایا ہے (کنز جلد ۶ صـ ۱۵۹) واقعہ بھی یہی ہے کہ جس نے عمر بھر شرک نہ کیا جس نے مرتے دم تک گناہ نہ کیا جس نے سال بعثت نبویؐ سے ۴۰ھ تک یعنی اپنی شہادت تک عبادت وخشیت خداوندی میں عمر گزاری وہ امام الاتقیا کیسے نہیں ہو سکتا؟۔

زہد و ورع آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم کو خدا نے وہ زینت دی ہے جو کسی کو اُس سے بہتر نہ دی وہ زہد فی الدنیا ہے۔ (ریاض صـ ۲۲۳) اور صحابہ کہتے تھے ما رأینا ازھد منہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز کہتے تھے کہ دنیا والوں میں سب سے بڑے زاہد حضرت علیؑ تھے اور قبیصہ کہتے تھے آنحضرتؐ کے بعد ہم نے علیؑ سے بڑھ کر زاہد کسی کو نہ دیکھا (ابن عساکر و ابن اثیر) اور خود حضرت علیؑ کا یہ مقولہ ضرب المثل ہو چکا ہے یا صفراء و یا بیضاء غرّی غیری اے روپیہ اشرفی کسی اور کو لبھانا۔

کوئی کہاں تک ان کی فضیلتیں گنوائے۔ انھیں باتوں نے تو علیؑ کو سراپا علی بنا دیا تھا۔ انھیں بے شمار اور ان گنت فضائل کے بنظر اور آپ کو افضل ماننے والے صحابہ کے اتباع میں جو ایسی

حضرت فاطمہؓ و امام حسنؓ و امام حسینؓ اور امہات المومنین حضرت عائشہؓ و حضرت ام سلمہؓ و حضرات عباسؓ و عبداللہ بن عباسؓ و قثم بن عباسؓ و عتبہ بن ابی لہبؓ و ابوسفیان بن زبیرؓ بن عبدالمطلب و محمد بن جعفر و عبداللہ بن جعفر و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن مسعود و سلمان فارسیؓ و ابوذر غفاریؓ و ابوالدرداءؓ و مقدادؓ و جندبؓ و خبابؓ بن الارت و عمارؓ بن یاسر و جابرؓ بن عبداللہ و ابوسعید خدری و زید بن ارقم و حذیفہؓ و خزیمہ ابن ثابت و سعد بن عبادہ و قیسؓ بن سعد و ابوایوبؓ انصاری و ابولیلی و معقلؓ بن یسار و بریدہؓ الاسلمی و یعلیٰ بن مرہ و عفیف الکندی و حجر بن عدی و عدی بن حاتم و حسان بن ثابت و ابورافع و واثلہ بن الاسقع و براء بن عازب و ثابت بن قیس الانصاری و جریر بن عبداللہ و سفینہ و ثوبانؓ و عبداللہ بن ابی اوفی و سلیمان بن صرد و سمرہ بن جندب و سہل بن حنیف و عمرو بن ابی سلمہ و عثمان بن حنیف و ہند بن ابی ہالہ و محمد بن ابی بکر الصدیقؓ و وائل بن حجر و اسماء بنت عمیس رضوان اللہ علیہم اجمعین بہت مشہور ہیں اور جن کی فہرست استیعاب جلد ۲ ص ۴۷ و فخرالحسن ص ۲۴۲ و زرقانی جلد اول ص ۲۹۰-۲۰ وغیرہم میں موجود ہے اگر کسی نے حضرت ابوبکر الصدیقؓ و عمر فاروقؓ و عثمان غنیؓ سے محبت رکھتے ہوئے اور ترتیب خلافت کو مانتے ہوئے اور اُن کی عظمت و بزرگی کا اعتراف کرتے ہوئے جناب امیر علیہ السلام کو افضل امت تسلیم کیا تو برا کیا کیا۔ خصوصاً جب کہ مسئلہ فضلہم علی ترتیب الخلافۃ نہ قرآن سے منصوص اور نہ حدیث سے مربوط اور نہ قرون ثلاثہ میں ضروریات دین میں محسوب تھا اور جو بقول علامہ ابن خثیمہ محدث ۲۵۰ھ کے بعد سے وجود میں آیا ہو وعلی ھذا عامۃ اھل الحدیث من زمن احمد بن حنبل الخواص من اجلۃ الائمۃ والفقہاء اور جو زمانہ احمد بن حنبل کے علماء کا خانہ ساز ہو تو پھر اس پر اتنا تشدد اور اصرار اور اُس کے نہ ماننے والوں پر کفر تک کی بوچھار کیوں؟۔

ذرا ان علمائے دین اور مفتیان شرع متین سے کوئی پوچھے کہ آنحضرتؐ کے ڈھائی صدی بعد کس خدائی وحی نے فضلہم علی ترتیب الخلافۃ کو ضروریات دین میں داخل کر دیا اور کن قطعی و متواتر حدیثوں نے اس کو اسلامی عقیدہ قرار دیا؟۔ کیا ان چوٹی کے صحابیوں کو جو حضرت علیؑ کو افضل مانتے تھے اس نص قرآنی اور فرمان نبوی کی خبر نہ تھی؟ جس کی بنا پر فقہا نے وفضلہم علی ترتیب الخلافۃ کی ایجاد کی ہے۔ اگر اس خانہ ساز فیصلہ کے بموجب فقہاء کے عندیہ میں اس تفضیل بر ترتیب خلافت کا منکر خارج از اہلسنت ہے تو پھر ان چوٹی کے صحابیوں کو کس ملت میں شمار کرنا ہوگا جو حضرت علیؑ کو افضل مانتے ہیں؟۔

یہ مسئلہ نہ تو قرآن سے منصوص اور نہ حدیث سے مربوط اور نہ اجماع صحابہ سے مستخرج ہے (کیونکہ ۱۵ صحابی تو اس اجماع سے خارج ہیں) بلکہ ۲۵۰ھ کے علماء و فقہا کا خانہ ساز ہے۔ نہ قرآن سے اسکی پابندی ہم پر عائد نہ حدیثِ متواتر سے اس کا لزوم ہم پر ضروری نہ کوئی اجماع صحابہ اس پر ہوا کیونکہ اتنے صحابہ کے حضرت علیؑ کو مطلقاً ماننے کے بعد اجماع کا خیال تک ہو نہیں سکتا۔ البتہ یہ ایک خوش عقیدگی ہو سکتی ہے اور اسمیں ہر شخص آزاد ہے۔ رہے فتاوے یہ واجب التعظیم تو ہیں مگر جب تک منصوص بہ نصوص کتاب و سنت نہ ہوں واجب التعمیل نہیں ہو سکتے۔ ایسی بہت سی خوش عقیدگیاں اور ناگوار پابندیاں ان حضرات کی بدولت سیدھے سادھے اسلام میں اس طرح داخل ہو گئیں کہ کانوں کان خبر نہ ہوئی جو ایک طرف وقارِ اسلام کو ٹھیس لگا رہی ہیں تو دوسری طرف افتراق اور شقاق کی خلیج پیدا کر چکی ہیں۔

حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی جیسے مخالفِ شیعہ کے فتاوائے عزیزیہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ص۱۹۲ پر تفضیلیہ کی نسبت یہ تحریر ہے۔

"جواب سوال چہارم آنکہ تفضیلیہ دو قسم اند اول کسانے کہ حضرت مرتضیٰ علی را بر شیخین تفضیل میدہند و در محبت شیخین و تعظیم ایشاں و مناقب و مدائح ایشاں و اتباع روش و طریقہ و تمسک باقوال و افعال ایشاں سرگرم و راسخ قدم اند مثل عامہ اہلسنت کہ باوجود عقیدت تفضیل شیخین بر جناب مرتضیٰ علی بوجہے کہ در کتب مذکور است نسبت بجناب مرتضوی کمال رسوخ و محبت و اتباعِ طریقہ و تمسک بقول و فعل آنجناب سرگرم اند۔ ایں قسم تفضیلیہ از اہل سنت اند لیکن دریں مسئلہ اختلاف کردہ اند و خلاف ایشاں با جمہور اہلسنت مثل خلاف اشعری و ابو منصوری ماتریدی است امامتِ ایں قسم تفضیلیہ یقیناً جائز است و نیز از سلف علمائے اہلسنت و محدثین و صوفیائے کرام بریں روش بودہ اند مثل محدث عصر عبد الرزاق و حاکم و غیرہما۔ و حضرات سلمانؓ و ابوذرؓ و حسان بن ثابتؓ و بعضے صحابہ دیگر ہم بریں روش بودند۔"

حضرت ابوبکرؓ ہوں یا علیؑ مرتضیٰ ان میں سے کسی ایک کو افضل ماننے والا تفضیلیہ ہے۔ فتوے سے ثابت ہے کہ حضرت علیؑ کو افضل ماننا نئی بات ہے نہ جدت ہے بعض صحابہ و تابعین اور علماء محدثین اور صوفیا و عارفین بھی حضرت علیؑ کی افضلیت کے قائل رہے ہیں۔ خلفائے ثلاثہ کی محبت اور ان کی تعظیم و تکریم کے ساتھ ساتھ حضرت علیؑ کو افضل ماننے والے بھی اہلسنت ہی ہیں اور انکی بھی امامت مثل دیگر سنیوں کے جائز اور درست ہے وغیرہ۔ پس ایسے تفضیلیہ کو خارج از اہلسنت تصور کرنا حضرت علیؑ کو افضل ماننے والے صحابہ و تابعین پر بھی انتہائی جسارت کرنا ہے۔

پھر شاہ صاحب رح تفضیلیہ کی دوسری قسم یوں بیان کرتے ہیں:۔

"قسم دوم تفضیلیہ کسانے باشند کہ گویند ما را محبت مرتضیٰ علیؑ و اولاد و اتباع ایشاں و طریقہ ایشاں و تمسک باقوال و افعال ایشاں کافیست و شیخین و دیگر صحابہ را بد گوئیم لیکن با آنہا سروکارے ہم نداریم نہ محبت

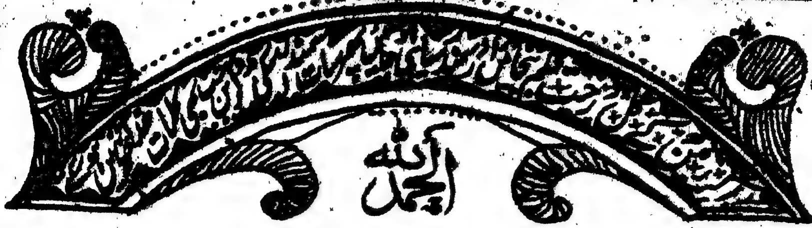
نہ عداوت۔ نہ اتباع و نہ ترک اتباع نہ تمسک باقوال و افعال ایشاں و نہ اعراض۔ ایں قسم تفضیلیہ بلاشبہ اہل بدعت اند و حکم امامت شاں حکم امامت اہل بدعت باشد و ہیچ کس از معتبران اہلسنت ایں قسم تفضیلیہ نبودہ است۔ واللہ اعلم"۔

ہمارے مولوی صاحبان ذرا غور فرمائیں کہ شاہ عبدالعزیز جیسے مخالف شیعہ عالم نے خلفائے ثلاثہ سے کوئی کام نہ رکھنے والے تفضیلیوں کو بھی نہ کافر بتایا نہ مرتد۔ نہ اہلسنت ہونے سے خارج کیا اور نہ اہل اسلام ہونے سے نکالا۔ نہ انھیں مستوجب قتل قرار دیا نہ واجب التعزیر بتایا۔ بس زیادہ سے زیادہ انھیں بدعتی کہا ہے۔ جو آجکل بھی اہل حدیث کی زبان پر بہت بڑھا چڑھا ہوا لفظ ہے جب بدعتی ہونے سے بقول اہل حدیث ہم اہلسنت بھی بچ نہ سکے تو تفضیلی کس حساب میں ہیں ان کا بدعتی ہونا کون تعجب ہے؟۔

بعض ہمارے ہم عصر علماء نے جنھیں تفضیل علیؓ سے بخار چڑھ جاتا ہے یہ خدائی فیصلہ صادر فرمایا کہ فرقۂ تفضیلیہ اسلام کا کوئی فرقہ ہے ہی نہیں اور تفضیل کسی مسلمان کا نہ عقیدہ تھا اور نہ ہے مگر انھیں شاید یاد نہ رہا کہ وہ بھی اسی تفضیل کی چکر میں ہیں۔ حضرت علیؓ کی نہ سہی حضرت ابوبکرؓ کی تفضیل کے تو قائل ہیں۔ تفضیل خواہ حضرت ابوبکرؓ کی ہو۔ خواہ حضرت علیؓ کی آخر تفضیل ہی کہلائے گی اور وہ تفضیلیہ ہی کہلائے گا۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا گیا تو خود اسلام بھی تفضیلی مذہب نظر آتا ہے جس پر قرآنی شہادت فضل بعضکم علی بعض ناطق ہے نیز خدائے اسلام بھی تفضیل کے قائل نظر آرہے ہیں تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض اور یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم و انی فضلتکم علی العالمین کی آیتیں اس کی شاہد ہیں اور ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی تفضیلیہ خیال کے معلوم ہوتے ہیں جس پر صدہا حدیثیں پیش کی جاسکتی ہیں لہذا ہم مسلمان بھی تفضیلیہ ہیں۔ بعض تو تفضیلیہ حضرت ابوبکرؓ اور بعض تفضیلیہ حضرت امیرؑ۔ اس سے انکار محال و ہرگز ناممکن

چونکہ صحابہ و تابعین کی ایک جماعت حضرت علیؓ کی تفضیل کی قائل تھی۔ ہم بھی ان صحابہ کے اتباع میں بمصداق اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم کے حضرت علی کو افضل مانتے ہیں۔ بعض حضرات کا اس عقیدہ کو بدعت و ضلالت کہنا جو قرون ثلاثہ میں رائج و مروج اور جو صحابہ و تابعین کا معتقد علیہ تھا یقیناً بدعت و ضلالت ہے۔ واللہ الموفق وھو یھدی السبیل۔

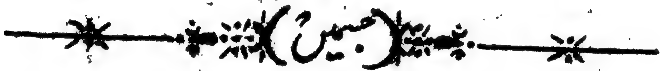
تمت





رسالۂ مفیدہ

تفضیل امیر المومنین ع



حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا خلفائے ثلثہ سے خصوصاً اور کل اصحاب رسول صلعم سے عموماً افضل ہونا

تحقیق و تفصیل سے ثابت کیا گیا ہے

مؤلفہ

محقق اہل سنت حامی اسلام عالم جلیل و فاضل نبیل جناب مولانا علی تقی نظامی شاہ صاحب حنفی، دام مجدہم السامی

(حیدر آباد دکن)



شیعوں کیلئے عظیم الشان نعمت

شیعی دنیا میں اس سے پہلے کوئی ایسی جامع کتاب اردو زبان کی نہیں شایع ہوئی تھی جسمیں ان کے کل پیشوایان دین خصوصًا حضرات ائمہ طاہرین کے مفصل حالات اور قابل قدر و لائق فخر دینی و دنیوی کارنامے درج کئے گئے ہوں۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب یہ آرزو پوری ہوئی۔ اور قابل قدر تاریخ ائمہ ۴۰۰ صفحات میں چھپکر گھر گھر پہنچ گئی۔ مومنین میں اس کتاب کی دھوم ہو رہی ہے کیونکہ اسمیں مشہور انبیائے کرام کے ضروری حالات درج کرنے کے بعد حضرت رسولخدا صلعم کے ذاتی حالات اور حضرت کی ازواج و اولاد و نیکوکار اصحاب پھر حضرات ائمہ طاہرین اور ان کے ازواج و اولاد و اصحاب کے حالات اور قابل فخر کارنامے کمال تحقیق و جامعیت سے درج کئے گئے ہیں اور سیکڑوں کتب اہلسنت و شیعہ سے انکے سوانح کے متعلق ایسی ایسی باتیں انتخاب کرکے درج کی گئی ہیں جن سے اکثر مومنین اب تک ناواقف تھے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ کل مومنین خود پڑھیں اپنی عورتوں کو پڑھ کر سنائیں اپنے بچوں کی تعلیم میں داخل کریں غیروں کو دکھائیں اور دنیا کے مشہور ترین دوسرے سرداروں اور مذہبی پیشواؤں کے حالات سے موازنہ کرکے فخر و مباہات کریں کہ ان حضرات کا وہ شرف اور درجہ تھا جس تک کسی قوم کا کوئی لیڈر یا مذہبی رہنما نہیں پہنچا۔ شدید ضرورت ہے کہ یہ کتاب ہر شیعہ کے پاس پہنچ جائے اور وہ اپنے بزرگان دین کے مستند حالات سے برابر باخبر رہے۔ کتاب ۲۰×۲۶/۸ سائز کے عمدہ کاغذ پر ۴۰۰ صفحات میں شایع ہوئی ہے اور قیمت صرف عہ ہے۔ ملک کے بڑے بڑے علم دوست اصحاب نے اس کی مدح و ثنا اس درجہ لکھی ہے کہ وہ اگر نقل کیجائے تو خود ایک کتاب ہو جائے۔

ایک شیعہ بیوی اور سنی شوہر کا دلچسپ مناظرہ

اتفاق سے حیدرآباد دکن میں ایک شیعہ لڑکی کی شادی اسکے رشتہ میں ایک زبردست سنی عالم سے ہو گئی۔ شادی کے بعد سنی عالم شوہر نے کوشش کی کہ بیوی کو بھی سنی کر ڈالیں۔ اس پر دونوں میں مناظرہ شروع ہوا کہ قرآن مجید سے جس مذہب کی حقیت مثل آفتاب روشن ہو جائیگی اسی کو دونوں شخص قبول کرینگے۔ سنی عالم بڑے متبحر اور وسیع النظر شخص تھے انھوں نے شیعوں کے کل اصول دین و فروع دین کے متعلق بڑی زبردست بحثیں کیں اور خصوصًا تحفۂ اثنا عشریہ سے بہت مدد لی مگر آخرکار ان سنی عالم اور ان کے خاندان بھر کو مذہب شیعہ قبول کر لینا پڑا۔ یہ پوری بحث نہایت دلچسپ کتاب جوہر قرآن میں درج کی گئی ہے جو رسالہ اصلاح کے ساتھ چھپ رہی ہے جسکا سالانہ چندہ صرف ۳ مع محصول ڈاک ہے جلد طلب فرما کر ملاحظہ کیجئے کہ شیعہ لڑکی نے کیسی حیرت انگیز بحثیں کرکے اپنے مذہب کا ہر مسئلہ قرآن مجید سے ثابت کرکے سنی عالم کو مبہوت کر دیا۔ رسالۂ اصلاح کے خریدار ہو جائیے تو یہ کتاب بھی مفت ملے۔

المشتہر:- منیجر اصلاح کھجوا (صوبہ بہار)

فرار اڈیٹر النجم | مولوی عبدالشکور صاحب اڈیٹر النجم لکھنؤ کا جناب مولانا سید علی حیدر صاحب قبلہ مدیر رسالہ اصلاح سے مناظرہ کیلئے آنا اور بغیر مناظرہ شرمناک فرار اختیار کرنا قابل دید ہے۔ قیمت ۴ر

فتح مبین | اس رسالہ میں بھی اڈیٹر النجم کے مناظرہ سے فرار کرنے اور ضلع سارن کے مشہور عالم اہلسنت مولوی حکیم فتح محمد صاحب کے شیعہ ہو جانے کا دلچسپ تذکرہ ہے۔ قیمت ۴ر

فتح الرحمان | اڈیٹر النجم کا دوبارہ مولانائے ممدوح سے مناظرہ کی ہمت کرنا اور فرار کرنا۔ قیمت ۴ر

فتح القدیر | اڈیٹر النجم نے بمبئی میں جاکر شیعوں سے جو مناظرہ کیا اس پر مفصل تبصرہ قابل دید ہے قیمت ۳ر

قول کریم | ایک سنّی عالم کا اڈیٹر النجم پر اعتراض کہ خود اہلسنت کی کتابیں تحریف قرآن کے مضامین سے بھری ہیں پھر تم کیوں شیعوں پر اعتراض کرتے ہو۔ قابل دید ذخیرہ ہے جسمیں پوری تحقیق و جامعیت سے ثابت کردیا گیا ہے کہ اہلسنت تحریف قرآن کے قائل ہیں اور ان کی کتابوں سے قرآن کی تحریف اس طرح واضح ہے کہ کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ آجتک اڈیٹر النجم سے بھی اس کا جواب نہیں ہوسکا۔ قیمت ۵ر

معراج شہادۃ | شہادۃ امام حسینؑ کے متعلق خان بہادر سید خیرات احمد صاحب وکیل گیا مصنف کتاب "نور ایمان" کا زبردست رسالہ بہت دلچسپ مفید اور بصیرت افروز ہے۔ قیمت ۲ر

مشعل ہدایت | جناب حاجی سید اظہار حسنین صاحب بی۔ اے مجسٹریٹ پنشنر کھجوا کی مشہور اور زبردست تحقیقی کتاب جسمیں دکھایا ہے کہ خدا اپنے کلام پاک میں رسولؐ اور آن کے آل و اصحاب کیلئے کیا فرماتا ہے۔ اور قرآن مجید سے آل اطہار کا کیا پایہ ثابت ہے اور اصحاب کس مرتبہ پر فائز ہیں۔ اور ان تمام حقائق کی موجودگی میں امت پر کس کی پیروی اور کس حد تک فرض ہے۔ غرض بہت ہی قابل قدر کتاب ہے۔ بحیثیت مجسٹریٹ آپ نے سنّی شیعہ کے اختلافات کا فیصلہ بھی کمال انصاف سے کیا ہے حجم ۲۱۲ قیمت صرف ۱۲ر

وضو میں پاؤں پر مسح کرنا | فرقہ اہلقرآن نے جو پنجاب میں پیدا ہوا ہے قرآن مجید سے دکھانا چاہا تھا کہ وضو میں پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ اسکے جواب میں دفتر اصلاح سے امتحان اہلقرآن و قول فیصل شایع کرکے ثابت کردیا گیا کہ قرآن مجید وضو میں پاؤں پر مسح کرنے ہی کا حکم دیتا ہے۔ اس تحقیق سے یہ رسالے لکھے گئے کہ اہلقرآن کو بھی مان لینا پڑا۔ قیمت ۴ر

اسلامی خدا | توحید خدا کو آیات قرآن مجید سے بہت مفصل اور جامعیت سے ثابت کرکے واضح کردیا ہے کہ جس طرح اسلام خدا کی توحید سکھاتا ہے دنیا کا کوئی فرقہ نہیں سکھاتا۔ قیمت ۸ر

المشتھر:- منیجر اصلاح کھجوا (صوبہ بہار)

آل و اصحاب اس رسالہ میں دکھایا ہے کہ اہلبیت طاہرینؑ کے ساتھ صحابۂ رسولؐ کا سلوک کیسا تھا! ان لوگوں نے امانت رسولؐ کے ساتھ کس درجہ بے رخی کی واقعۂ کربلا کے وقت کتنے صحابی موجود تھے مگر انھوں نے ادھر ذرہ برابر توجہ نہیں کی۔ حالانکہ وہ مدد کرتے تو امام مظلوم شہید نہ ہوتے نہایت مفید اسلامی تاریخی تحقیقات کا ذخیرہ ہے۔ قیمت ۱۲؍

جواب شرر مسٹر عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی نے حضرت سکینہ بنت الحسینؑ کا بہت فحش اور گندہ ناول لکھ کر مسلمانوں کے دلوں میں آگ لگا دی تھی اس کا مفصل جواب اور تاریخی تحقیقات کا بے مثل خزانہ تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

صاحب العصر والزمان حضرت حجۃ کے وجود اور غیبت کی بہت زبردست دلیلیں اور قادیانی فرقہ نے حضرت کے بارے میں جو اعتراضات کئے ہیں انکا مفصل اور تشفی بخش جواب قیمت ۸؍

عقل و تہذیب اہلحدیث فرقہ اہلحدیث کی عقل و تہذیب۔ انسانیت۔ مذہب اور خصوصاً انکے علماء و پیشوایان دین کے قابل مضحکہ حالات کا مکمل مجموعہ۔ قیمت ۱۲؍

فتنۂ شبلی شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نے اپنی کتاب سیرۃ النبی میں لکھا تھا کہ معاذ اللہ جناب امیرؑ نے بھی ایک دفعہ شراب پی تھی اس کی مفصل اور محققانہ رد کرکے اس روایت کی دھجیاں اڑا دی گئی ہیں۔ قیمت ۸؍

تحریف قرآن کے بارے میں اہلسنت اعتراض کرتے ہیں۔ رسالہ حد السارق میں پوری تحقیق اور جامعیت سے ثابت کردیا ہے کہ تحریف قرآن کے قائل اہلسنت ہیں اور انکی کتابوں سے اسطرح واضح ہے کہ کوئی انکار نہیں کرسکتا

مسئلہ فدک سنی شیعہ کے درمیان بہت زبردست بحث ہے نواب محسن الملک بہادر نے شیعوں کے خلاف آیات بینات میں بہت زور لگایا ہے اس کا مفصل جواب کمال تحقیق سے لکھا گیا ہے یہ کتاب شیعوں کیلئے نعمت عظمیٰ ہے۔ جلد اول ۸؍ جلد دوم ۸؍ جلد سوم ۱۲؍ جلد چہارم ۸؍

مقدمۂ نہج البلاغہ بعض اہلسنت کہتے ہیں کہ نہج البلاغہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا کلام نہیں ہے اس کتاب میں نہایت تحقیق و جامعیت سے اسکو حضرت کا کلام ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۲؍

ہندو پنڈت کا رسالہ خلافہ ایک ہندو پنڈت ہرنام صاحب نے مسئلہ خلافت و امامت پر وہ زبردست تحریر شایع کی ہے جس سے مذہب شیعہ کی حقیقت مثل آفتاب روشن ہے اس رسالہ نے برادران اہلسنت میں زلزلہ ڈال دیا۔ اصلاح کو دو خریدار دیکر یہ کتاب مفت طلب کیجیے۔

المشتہر منیجر اصلاح کھجوا (صوبہ بہار)

(غازی الدین حیدر نے مطبع اصلاح کھجوا میں چھپوا کر شایع کیا)

فرارِ اڈیٹر النجم | مولوی عبدالشکور صاحب اڈیٹر اخبار النجم و اخبار آفتاب لکھنؤ کا جناب مولانا السید علی حیدر صاحب قبلہ مدیر رسالہ اصلاح سے مناظرہ کیلئے آنا اور بغیر مناظرہ کئے شرمناک فرار اختیار کرنا قابل دید ہے۔ قیمت ۴ر

فتح مبین | اس رسالہ میں بھی اڈیٹر النجم مذکور کے مناظرہ سے فرار کرنے اور ضلع سارن کے مشہور عالم اہلسنت مولوی حکیم فتح محمد صاحب کے شیعہ ہوجانے کا دلچسپ تذکرہ ہے۔ قیمت ۴ر

فتح الرحمان | اڈیٹر النجم کا دوبارہ مولانائے ممدوح سے مناظرہ کی ہمت کرنا اور فرار کرنا۔ قیمت ۴ر

فتح القدیر | اڈیٹر النجم نے بمبئی میں جاکر شیعوں سے جو مناظرہ کیا اس پر مفصل تبصرہ قابل دید ہے۔ قیمت ۳ر

قول کریم | ایک سنی عالم کا اڈیٹر النجم پر اعتراض کہ خود اہلسنت کی کتابیں تحریف قرآن کے مضامین سے بھری ہیں پھر تم کیوں شیعوں پر اعتراض کرتے ہو۔ قابل دید ذخیرہ ہے جسمیں پوری تحقیق و جامعیت سے ثابت کردیا گیا ہے کہ اہلسنت تحریف قرآن کے قائل ہیں اور انکی کتابوں سے قرآن کی تحریف اسطرح واضح ہے کہ کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ آجتک اڈیٹر النجم سے بھی اسکا جواب نہیں ہوسکا۔ قیمت ۱۰ر

معراج شہادۃ | شہادۃ امام حسینؑ کے متعلق خانبہادر سید خیرات احمد صاحب وکیل گیا مصنف کتاب "نور ایمان" کا زبردست رسالہ بہت دلچسپ مفید اور بصیرت افروز ہے۔ قیمت ۲ر

مشعل ہدایت | جناب حاجی سید اظہار حسنین صاحب بی اے مجسٹریٹ پنشنر کھجوا کی مشہور اور زبردست تحقیقی کتاب جسمیں دکھایا ہے کہ خدا اپنے کلام پاک میں رسولؐ اور انکے آل و اصحاب کیلئے کیا فرماتا ہے اور قرآن مجید سے آل اطہار کا کیا پایہ ثابت ہے اور اصحاب کس مرتبہ پر فائز ہیں اور ان تمام حقائق کی موجودگی میں امت پر کسکی پیروی اور کس حد تک فرض ہو۔ غرض بہت ہی قابل قدر کتاب ہے بحیثیت مجسٹریٹ آپنے سنی شیعہ کے اختلافات کا فیصلہ بھی کمال انصاف سے کیا ہے حجم ۴۱۲ صفحہ قیمت صرف ۱۲ر

وضوء میں پاؤں پر مسح کرنا | فرقہ اہلقرآن نے جو پنجاب میں پیدا ہوا ہے قرآن مجید سے دکھانا چاہا تھا کہ وضوء میں پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ اسکے جواب میں دفتر اصلاح سے امتحان اہلقرآن و قول فیصل شائع کرکے ثابت کردیا گیا کہ قرآن مجید وضوء میں پاؤں پر مسح کرنے ہی کا حکم دیتا ہے۔ اس تحقیق سے یہ رسالے لکھے گئے کہ اہلقرآن کو بھی ماننا پڑا۔ قیمت ۴ر

اسلامی خدا | توحید خدا کو آیات قرآن مجید سے بہت مفصل اور جامعیت سے ثابت کرکے واضح کردیا ہے کہ جس طرح اسلام خدا کی توحید سکھاتا ہے دنیا کا کوئی فرقہ نہیں سکھا سکتا۔ قیمت ۸ر

آل و اصحاب | اس رسالہ میں دکھایا ہے کہ اہلبیت طاہرینؑ کیساتھ اصحاب رسولؐ کا سلوک کیسا تھا۔ ان لوگوں نے امانت رسولؐ کے ساتھ کس درجہ بیرخی کی۔ واقعہ کربلا کے وقت کتنے صحابہ موجود تھے مگر انہوں نے ادھر ذرہ برابر توجہ نہیں کی حالانکہ وہ مدد کرتے تو امام مظلوم شہید نہ ہوتے۔ نہایت مفید اسلامی تاریخی تحقیقات کا ذخیرہ ہے۔ قیمت ۱۲ر

(سید غلام محی الدین حیدر نے مطبع اصلاح کھجوا میں چھاپ کر شائع کیا)